عمران سیریز
گریٹ فائٹر
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
----------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

ARSLAN PUBLICATIONS
MULTAN
Price Rs
130/-

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''گریٹ فالز'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی اب اپنے طور پر تجربے کی بنا پر اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ انتہائی طاقتور اور باوسائل عالمی ایجنسیوں سے براہِ راست ٹکرائے بغیر اپنا مشن مکمل کر لیتے ہیں۔ موجود ناول میں ایکریمیا کی دو انتہائی طاقتور ایجنسیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھیرنے اور ہلاک کرنے کی حتی الامکان کوششیں کی ہیں اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے ہر طرف موت کے جال بچھا دیئے گئے ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی نہ صرف آگے بڑھتے رہے بلکہ آخر میں وہ اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو گئے اور دونوں ایجنسیاں ان کے سربراہ صرف ہاتھ ملتے رہ گئے۔ یہ سب کیسے وقوع پذیر ہوا اور بظاہر ناممکن نظر آنے والا مشن کس طرح ممکن ہوا۔ یہ سب کچھ جاننے کے لئے آپ کو ناول کا مطالعہ کرنا ہو گا لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ایس ایم ایس بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

پاکپتن سے فرخ صاحب نے ایس ایم ایس کے ذریعے میری

خیریت دریافت کی ہے اور میرے حق میں انتہائی پرخلوص دعائیں کی ہیں۔ میں ان کی محبت اور خلوص سے بے حد متاثر ہوا ہوں اور ان کا دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے گا۔

میرپور آزاد کشمیر سے محمد زاہد لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔ میں نے آپ کے ناولوں پر مبنی باقاعدہ لائبریری بنا رکھی ہے جس کا نام بھی آپ کے نام پر رکھا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مظہر کلیم لائبریری اب خاصا بزنس دینے لگی ہے۔ ایک درخواست آپ سے کرنی ہے کہ آپ لائبریری سے کتب لے کر پڑھنے والوں کو سمجھائیں کہ وہ کتاب میں سے صفحات نہ غائب کر دیا کریں اس سے کتاب بے کار ہو جاتی ہے اور لائبریری چلانے والے کو بے حد نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ امید ہے آپ ضرور قارئین کو سمجھائیں گے۔

محترم زاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میرے نام پر لائبریری کا نام رکھ کر اپنی پرخلوص محبت کا اظہار کیا ہے اور مجھے احساس ہے کہ آپ جیسے محبت کرنے والے ہی مصنف کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں۔ کتاب کے صفحات پھاڑنے والوں سے میری درخواست ہے کہ وہ ایسا نہ کیا کریں۔ دوسروں کو نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں ہے اور انسان خود اپنی نظروں سے بھی گر جاتا ہے۔ امید ہے قارئین اس کا خیال

رکھیں گے۔

لالہ موسیٰ سے امانت علی لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ اب عملی زندگی میں آنے کے بعد بھی میں انہیں باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جاسوسی ناول نوجوانوں کے لئے لکھے جاتے ہیں۔ بڑی عمر کے لوگوں کو انہیں پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا جبکہ میں اب بڑی عمر والوں میں شامل ہو چکا ہوں لیکن مجھے تو ذاتی زندگی میں بھی آپ کے ناول بے حد فائدہ دیتے ہیں۔ میں نے آپ کے ناولوں سے سیکھا ہے کہ سچائی اور ایمانداری پر چلنے والا آخر کار کامیاب رہتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ جب میں نے عملی زندگی میں ایمانداری اور سچائی کو اپنایا تو میری ہر جگہ حتیٰ کہ اپنے گھر میں بھی بے پناہ مخالفت کی گئی اور مجھے کہا گیا کہ جیسے دوسرے کرتے ہیں میں بھی کروں ورنہ مجھے خودکشی کرنا پڑے گی لیکن میں نے آپ کے ناولوں سے سیکھا تھا کہ ناکامی سے گھبرانا نہیں چاہئے مستقل مزاجی سے آگے بڑھنے والوں کی مدد اللہ کرتا ہے اس لئے میں نے ہمت نہ ہاری اور اب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ میں نہ صرف اعلیٰ عہدے پر ہوں بلکہ میری ہر جگہ عزت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت اور توفیق دے کہ آپ اپنے ناولوں سے ملک کے لوگوں کو راہ راست پر چلنے کا سبق دیتے رہیں۔

محترم امانت علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

شکریہ۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ معاشرے میں جو چند غلط لوگ ہیں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں کو بھی اپنی طرح کا بنا دیں تاکہ کوئی ان پر انگلی اٹھانے والا نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے قوانین اٹل ہیں۔ سورج اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ کسی میں ہمت نہیں کہ وہ اس اٹل قانون کو تبدیل کر سکے۔ اسی طرح ایمانداری، سچائی اور نیکی اٹل اصول ہیں انہیں اپنانے والا آخرکار اللہ کی رحمت سے کامیاب رہتا ہے۔ پریشانیاں اور ناکامیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ لیکن جیت آخرکار حق کی ہوتی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail Address mazharkaleem.ma@gmail.com

سرسلطان اپنے آفس میں موجود فائلوں پر احکامات دے رہے تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سرسلطان نے سامنے پڑی فائل پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے جناب''...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو سرسلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

''یس سر۔ حکم سر۔ میں سلطان بول رہا ہوں سر''...... سرسلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سرسلطان۔ آپ فوراً میرے پاس تشریف لائیں۔ آپ سے ایک اہم معاملہ ڈسکس کرنا ہے''...... دوسری طرف سے صدر کی

بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرسلطان نے رسیور رکھا، سامنے پڑی فائل بند کر کے ایک سائیڈ پر موجود ٹرے میں رکھی اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ کسی عام معاملے میں صدر صاحب انہیں اس طرح کال نہیں کرتے اور یقیناً یہ اس قدر اہم معاملہ ہو گا کہ صدر صاحب کو انہیں اس انداز میں کال کرنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی سرکاری کار تیزی سے پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور وہ کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھے مسلسل صدر کی طرف سے اس اچانک کال کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ ابھی انہیں آفس آئے ہوئے صرف دو گھنٹے گزرے تھے کہ صدر نے انہیں کال کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ گئی اور سرسلطان کو خصوصی میٹنگ روم لے جایا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میٹنگ روم کا اندرونی دروازہ کھلا اور صدر مملکت اندر داخل ہوئے تو سرسلطان اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے مؤدبانہ انداز میں صدر مملکت کو سلام کیا۔

”تشریف رکھیں۔ آپ کو اس طرح اچانک کال کرنا پڑا ہے کیونکہ معاملہ بے حد اہم ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ ہی اسے حل کر سکیں گے“...... صدر نے مصافحہ کرنے اور رسمی سلام دعا کے بعد سرسلطان کو ان کے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

”حکم فرمائیں جناب“...... سرسلطان نے کہا۔

”سرسلطان۔ آپ کو تو بخوبی علم ہے کہ پاکیشیا کے دوستانہ تعلقات یورپ کے مختلف ممالک سے ہیں اور پاکیشیا کے بہت سے یورپی ممالک کے ساتھ ایسے معاہدے بھی ہیں جن سے پاکیشیائی عوام خصوصاً نوجوان بے حد فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خاص طور پر یورپ کا ملک پراگ پورے یورپ اور ایکریمیا میں اسلحہ سازی کی صنعت میں بہت آگے ہے اور خصوصاً میزائل سازی میں اور پاکیشیا کا پراگ سے اس سلسلے میں ایک باقاعدہ معاہدہ موجود ہے جس کے تحت پراگ آئندہ پانچ سالوں تک انتہائی کم قیمت پر پاکیشیا کو جدید ترین اسلحہ سپلائی کرتا رہے گا اور یہ معاہدہ چھ ماہ قبل ہوا تھا اور اب تک اس پر خاصا کام ہو چکا ہے۔ پاکیشیائی فوج کو ان چھ ماہ میں ایسا بہت سا جدید اسلحہ وافر مقدار میں اور کم قیمت پر مل چکا ہے جس سے اس پورے خطے میں پاکیشیا کی طاقت بڑھی ہے“...... صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ چونکہ صدر کی بات درمیان میں کاٹنا پروٹوکول کے خلاف تھا اس لئے سرسلطان خاموش بیٹھے سنتے رہے۔

”یس سر۔ مجھے معلوم ہے سر۔ میں نے ہی یہ معاہدہ کرایا تھا“۔ صدر صاحب کے خاموش ہونے پر سرسلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پراگ کے صدر جناب مارلیس نے مجھے فون کیا ہے اور بتایا

ہے کہ ان کا ایک اہم ماہر معدنیات جن کا نام ڈاکٹر جیمز ہے، اچانک اپنی رہائش گاہ سے غائب ہو گئے ہیں۔ پراگ کی ایجنسیوں نے بہت کوشش کے بعد یہ معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر جیمز کو ایکریمیا لے جایا گیا ہے اور وہاں انہیں کہاں رکھا گیا ہے اس بارے میں باوجود شدید کوششوں کے ان کی ایجنسیاں کچھ معلوم نہیں کر سکیں۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی بلیک سٹارز نے یہ کارروائی کی ہے لیکن بلیک سٹارز کے بارے میں پراگ کی ایجنسیوں کو کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ پراگ کے صدر نے درخواست کی ہے کہ ان کے ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز کو پاکیشیا سیکرٹ سروس واپس لے آئے ورنہ ان کا معدنیات کے شعبے میں کام تقریباً ختم ہو جائے گا اور اس طرح پراگ کو ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ اس کے عوض انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ پاکیشیا کو اسلحہ آئندہ پانچ سالوں تک طے شدہ مقدار سے ڈبل اور بغیر کسی قیمت کے دیا جائے گا۔ آپ خود سوچیں کہ یہ ہمارے لئے کس قدر فائدہ مند ہے اس لئے میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے اور آپ نے میرا وعدہ پورا کرانا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف چاہے کسی کی بات مانے یا نہ مانے، آپ کی بات ضرور مانتا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے“...... صدر مملکت نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”سر۔ جس طرح کے فائدے کی بات آپ کر رہے ہیں اس

طرح کے فائدے کے لئے چیف ٹیم باہر نہیں بھیجتا۔ چاہے میں کہوں یا کوئی اور۔ کیونکہ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پاکیشیا کے لئے کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملے گا“...... سرسلطان نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”آپ نے انہیں اس مشن پر کام کرنے کے لئے ہر صورت تیار کرنا ہے کیونکہ یہ پاکیشیا کے دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کافرستان اور ایکریمیا کے درمیان ایسا دفاعی معاہدہ ہو چکا ہے کہ ایکریمیا، اسرائیل کی طرح انتہائی جدید ترین میزائل اور اسلحہ کافرستان کو بھی دے گا اور اگر ہمارے پاس جواب میں جدید اسلحہ نہ ہوا تو پاکیشیا کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی اور پاکیشیا کا دفاعی مستقبل تاریک پڑ جائے گا۔ آپ اس کی اہمیت کو سمجھیں سرسلطان اور چیف کو اس پر قائل کریں۔ اٹ از مائی آرڈر“...... صدر مملکت نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گی جناب“...... سرسلطان نے سر جھکا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں رہا تھا۔

”او کے۔ میں آپ کو دو روز دیتا ہوں۔ دو روز کے اندر یہ کام ہو جانا چاہئے۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں“...... صدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد سرسلطان اپنی کار میں سوار اپنے آفس کی طرف بڑھتے چلے

جا رہے تھے لیکن انہیں سو فیصد یقین تھا کہ عمران نے اس معاملے میں انہیں صاف جواب دے دینا ہے اور انہیں بہرحال دو روز بعد اپنی سیٹ سے استعفیٰ دینا پڑے گا۔ انہیں عمران کی عادت کا علم تھا۔ اچانک انہیں عمران کی اماں بی کا خیال آیا۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران اپنی ماں کے حکم کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن دوسرے لمحے انہیں یہ ارادہ ختم کرنا پڑا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران کی اماں بی کو اگر یہ بتایا گیا کہ لڑنے بھڑنے کا مسئلہ ہے تو انہوں نے الٹا عمران کو جانے سے ہی روک دینا ہے۔ اچانک انہیں خیال آیا کہ کیوں نہ سلیمان سے مشورہ کیا جائے۔ انہیں معلوم تھا کہ جب عمران کسی معاملے میں الجھ جاتا تھا تو پھر وہ بھی سلیمان سے مشورہ کرتا تھا اور سلیمان کا مشورہ اکثر بے حد فائدہ مند ہوتا تھا چنانچہ انہوں نے سلیمان سے مشورہ کرنے کا سوچا اور پھر اپنے آفس پہنچ کر انہوں نے رسیور اٹھایا اور پی اے کا مخصوص نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران کے فلیٹ پر فون کرو اور اس کے باورچی سلیمان کی مجھ سے بات کراؤ''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ علی عمران سے بات کریں گے یا ان کے باورچی سلیمان سے''...... دوسری طرف سے پی اے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ آج سے پہلے سر سلطان نے کبھی سلیمان سے اس

طرح بات نہ کی تھی۔

''میں نے علی عمران کے باورچی سلیمان کے بارے میں کہا ہے''...... سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر سلطان نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سر سلطان نے کہا۔

''لائن پر باورچی سلیمان موجود ہے سر''...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں بڑے صاحب۔ حکم''...... اسی لمحے سلیمان کی حیرت بھری لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''عمران کہاں ہے سلیمان''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''صاحب ابھی آدھا گھنٹہ پہلے کار لے کر کہیں گئے ہیں۔ بتا کر تو نہیں گئے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم فوراً میرے پاس میرے آفس پہنچو۔ میں نے تمہارے ساتھ ایک اہم معاملے پر مشورہ کرنا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ مجھے کہہ رہے ہیں بڑے صاحب یا چھوٹے صاحب عمران کی بات کر رہے ہیں۔ میں تو باورچی ہوں بڑے صاحب''۔ سلیمان نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باورچی کا دماغ دوسروں کی نسبت چھوٹا نہیں ہوتا۔ تمہارے مشوروں کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ فوراً پہنچو میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں''...... سر سلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے

بعد انہیں سلیمان کی آمد کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے اسے بلا لیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان آفس میں داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سرسلطان کو سلام کیا۔

''بیٹھو''...... سرسلطان نے کہا تو سلیمان میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میری بات غور سے سنو''...... سرسلطان نے کہا اور پھر صدر مملکت کی کال سے لے کر صدر مملکت نے جو کچھ کہا تھا وہ سب انہوں نے دوہرا دیا۔

''آپ چاہتے ہیں کہ صدر مملکت نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو''...... سلیمان نے کہا۔

''میں وعدے سے زیادہ پاکیشیا کا مفاد عزیز رکھتا ہوں۔ اس کام سے پاکیشیا کو غیر معمولی دفاعی فائدہ ہو گا''...... سرسلطان نے کہا۔

''تو آپ چیف سے بات کریں۔ چیف کو بھی پاکیشیا کا مفاد سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''چیف عمران کی رضا مندی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ مجھے بھی معلوم ہے اور تمہیں بھی۔ اور یہ بھی سن لو کہ اگر عمران نے اس مشن پر کام نہ کیا تو پھر مجھے استعفیٰ دینا ہو گا۔ اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ تم اس بارے میں کوئی اچھا مشورہ دو''۔ سرسلطان

نے کہا۔

''جناب۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہو گئے ہیں۔ یہ اتنا الجھا ہوا مسئلہ نہیں ہے کہ مجھ جیسا باورچی اسے حل نہ کر سکے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرا وعدہ ہے کہ چھوٹے صاحب آپ کو خود فون کر کے کام کرنے کے بارے میں بتائیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ تم بتاؤ کہ تم کیا کرو گے''۔ سرسلطان ن۔ کہا۔

''میں چھوٹے صاحب کو صرف ایک بات کروں گا بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب فوراً رضا مند ہو جائیں گے''۔ سلیمان نے کہا۔

''کون سی بات''...... سرسلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

''صرف اتنا کہوں گا کہ اگر چھوٹے صاحب نے آپ کی بات نہ مانی تو میں انہیں کہہ دوں گا کہ میں بڑی بیگم صاحبہ کو بتا دوں گا کہ چھوٹے صاحب نے سرسلطان کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا ہے اور سرسلطان کو اتنا دکھ ہوا ہے کہ وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے پر تیار ہو گئے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں نے بھی پہلے ایسا سوچا تھا لیکن مجھے معلوم ہے کہ جیسے ہی عمران کی اماں بی کو اس مشن کے بارے میں تفصیل کا علم ہو گا انہوں نے الٹا اسے منع کر دینا ہے۔ اس کے بعد مجھے تم سے مشورہ کرنے کا خیال آیا تھا''...... سرسلطان نے کہا۔

''بڑی بیگم صاحبہ کے لئے یہ بات ہی قطعاً ناقابل برداشت ہے کہ عمران آپ کی بات نہ مانے۔ وہ آگے جائیں گی ہی نہیں اور عمران صاحب کچھ بھی کہیں، بڑی بیگم صاحبہ کو آپ پر مکمل اعتماد ہے کہ آپ کوئی غلط بات نہیں کر سکتے''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو''...... سرسلطان نے قدرے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ خود یہ دھمکی چھوٹے صاحب کو دے دیں۔ نتیجہ آپ خود دیکھ لیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے مشورے کا شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔ جب عمران آئے تو اسے کہنا کہ مجھ سے فون پر بات کرے''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں بڑے صاحب۔ آپ کا کام ہو جائے گا''...... سلیمان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ واپس مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا۔

''یہ معاملہ اتنا بھی آسان نہیں ہے جتنا سلیمان نے سمجھ لیا ہے''...... سرسلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر انہوں نے مخصوص بٹن پریس کر کے فون کو براہ راست کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مخصوص آواز سنائی دی۔

''سلطان بول رہا ہوں طاہر''...... سرسلطان نے کہا۔

''یس سر۔ کوئی حکم سر''...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک کام ہے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ عمران ضد کر جائے گا اور کام نہیں کرے گا اور اگر اس نے کام نہ کیا تو پھر مجھے لازماً استعفیٰ دینا ہو گا''...... سرسلطان نے کہا۔

''سرسلطان۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ عمران صاحب آپ کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ عمران کو آپ کا کام کرنا چاہئے تو عمران صاحب ضرور کریں گے۔ وہ کیوں انکار کریں گے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔ ویسے احتراماً اس نے تفصیل نہ پوچھی تھی۔

''میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کرنا کیا ہے''...... سرسلطان نے کہا اور پھر صدر پاکیشیا کی کال آنے سے لے کر وہاں ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

''سرسلطان۔ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ماہر معدنیات غائب ہو گیا اور پراگ کی ایجنسیوں نے ٹریس کیا کہ اسے ایکریمیا لے جایا گیا ہے اور اس ماہر معدنیات کی برآمدگی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرے۔ آخر اس ماہر معدنیات کے پاس ایسا کون سا راز ہے اور اگر کوئی راز ہے تو وہ راز اب تک ایکریمیا والے اس سے

حاصل کر چکے ہوں گے''...... طاہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ہمیں بہرحال اس ماہر معدنیات کو زندہ یا مردہ برآمد کر کے پراگ حکومت کے حوالے کرنا ہے۔ اس کے عوض پاکیشیا کو ناقابل یقین مفادات مل جائیں گے۔ یہ ہمارا درد سر نہیں ہے کہ وہ ماہر معدنیات کون ہے اور کیا کرتا ہے''۔ سرسلطان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ میں عمران صاحب کو تلاش کر کے ان سے بات کرتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو سرسلطان نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر پریشانی ویسے ہی موجود تھی۔

عمران نے کار سٹار کلب کی پارکنگ میں موڑی اور پھر اسے ایک خالی جگہ پر روک دیا۔ پارکنگ میں چند گاڑیاں ہی کھڑی نظر آ رہی تھیں کیونکہ کلب لائف رات گئے عروج پر پہنچتی تھی۔ اس وقت تو وہ لوگ یہاں آتے ہیں جو شور کی بجائے خاموشی چاہتے ہیں اور عمران کو معلوم تھا کہ سٹار کلب کا مالک اور جنرل مینجر رافٹ اپنے آفس میں موجود ہو گا۔ وہ رات گئے گھر جاتا تھا پھر صبح نو دس بجے واپس آ کر گزشتہ کل کے حساب کتاب کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ آج کے تمام معاملات کو بھی سیٹل کرتا تھا اور وہ عمران کا خاصا گہرا دوست تھا کیونکہ رافٹ پہلے گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی میں کام کرتا رہا تھا اور خاصا کامیاب ایجنٹ سمجھا جاتا تھا۔ اس دور سے عمران کی اس سے دوستی کا آغاز ہوا تھا۔ پھر اس کی ایک ٹانگ مشن کے دوران اس قدر زخمی ہوئی اور اس کی ٹانگ میں کئی فریکچر

آئے کہ ڈاکٹروں کو اس کی ٹانگ کاٹنا پڑی۔ اس طرح وہ فیلڈ میں کام کرنے سے معذور ہو گیا اور ایجنسی سے اسے ریٹائر کر دیا گیا۔ پھر اس نے وہاں گریٹ لینڈ میں ایک کلب کھول لیا لیکن وہاں ایک سینڈیکیٹ سے اس کا جھگڑا ہو گیا اور اسے گریٹ لینڈ چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے وہ پہلے کافرستان گیا لیکن وہاں اس کے کام میں مسلسل مداخلت کی گئی تو وہ پاکیشیا شفٹ ہو گیا اور اس نے سٹار کلب خرید لیا۔ اب یہ کلب اعلیٰ طبقے کا پسندیدہ کلب تھا۔ رافٹ چونکہ کسی سمگلنگ یا جرائم میں ملوث نہ تھا۔ اس لئے اکثر عمران اسے ملنے کے لئے آ جاتا تھا اور رافٹ بھی اس سے ملاقات کر کے خوش ہوتا تھا۔ رافٹ سے ملے ہوئے عمران کو کافی عرصہ ہو گیا تھا اس لئے جیسے ہی اس کی کار سٹار کلب کے سامنے پہنچی تو عمران نے کار موڑ لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ رافٹ کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ رافٹ نے مصنوعی ٹانگ لگوائی ہوئی تھی۔ اس لئے اسے اٹھنے یا بیٹھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی البتہ چلتے وقت وہ ہلکا سا جھٹکا ضرور کھاتا تھا۔

''آؤ عمران۔ آج اتنی جلدی کیسے فلیٹ سے نکل پڑے''۔ رافٹ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں صبح لگ رہی ہے۔ گیارہ بج رہے ہیں''...... عمران نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور رافٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں ابھی دس منٹ پہلے آیا ہوں اس لئے مجھے جلدی لگ رہی ہے۔ کیا منگواؤں تمہارے لئے۔ ہاٹ کافی یا ایپل جوس''۔ رافٹ نے کہا۔

''ہاٹ کافی منگوا لو۔ فضا میں خاصی سردی موجود ہے''...... عمران نے کہا تو رافٹ نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو پیالیاں ہاٹ کافی کا بھیجنے کا کہہ دیا۔

''ہاں بتاؤ کہ پراگ کب جا رہے ہو''...... رافٹ نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''پراگ۔ کیوں وہاں میرا کیا کام ہے۔ یہ تمہیں بیٹھے بٹھائے پراگ کہاں سے یاد آ گیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ رافٹ کوئی جواب دیتا، اس کا فون آ گیا اور وہ فون سننے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ہاٹ کافی کے دو مگ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک مگ عمران کے سامنے اور دوسرا مگ رافٹ کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔

''تو تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تم پراگ جا رہے ہو''...... رافٹ نے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''رات کوئی خواب تو نہیں دیکھا تم نے''...... عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''میں نے خواب نہیں دیکھا۔ کل پراگ کی کسی ایجنسی کا آدمی

کافرستان جاتے ہوئے پاکیشیا میں رکا اور مجھ سے ملنے یہاں کلب آ گیا۔ وہ میرا دوست رہا ہے۔ ہم نے اکٹھے ہی تربیت حاصل کی تھی۔ یہاں باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا کہ ان کا ایک ماہر معدنیات اچانک غائب ہو گیا ہے اور پراگ کی ایجنسیوں نے بڑی کوشش کے بعد اتنا معلوم کیا ہے کہ ایکریمیا کی کسی ایجنسی نے اسے اغوا کیا ہے۔ پراگ کے لئے اس ماہر معدنیات کی واپسی کافی اہمیت رکھتی ہے چنانچہ پراگ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کی جائیں اور پھر پراگ کے صدر نے پاکیشیا کے صدر سے بات کی اور پاکیشیا کے صدر نے یس کر دی ہے۔ اس لئے میں پوچھ رہا تھا کہ تم پراگ کب جا رہے ہو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو''...... رافٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی براہِ راست تعلق نہیں ہے البتہ چیف آف سیکرٹ سروس جب چاہتا ہے مجھے ہائر کر لیتا ہے۔ اس لحاظ سے تو میں کرائے کا سپاہی ہوں۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ میں پہلی بار یہ سب تمہارے منہ سے سن رہا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر یہ درست ہے تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن کے لئے کام نہیں کرے گی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف صرف اس وقت سروس کو حرکت میں لے آتا ہے جب پاکیشیا کے مفادات اور

سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اس میں تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آ رہی۔ میں تو کرائے کا سپاہی ہوں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کرائے کی سروس نہیں ہے کہ جو ملک چاہے اسے ہائر کر لے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ تو کل بات ہوئی تو میں نے بھی تم سے کر دی''...... رافٹ نے کہا اور پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران واپسی کے لئے چل پڑا۔ اس کے ذہن میں رافٹ کی بات مسلسل گردش کر رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ بلیک زیرو سے اس بارے میں معلوم کرے گا۔ اس لئے اس نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف کیا تھا کہ اس کی جیب میں موجود سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس کی سکرین پر دیکھا تو چونک پڑا۔ کیونکہ سکرین پر طاہر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے رابطے کا نمبر پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ سرسلطان آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپ ان سے فوری مل لیں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا مسئلہ ہے۔ اچانک سرسلطان کو میری کیا ضرورت پڑ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے انہوں نے فون کر کے کہا ہے کہ آپ فلیٹ پر بھی نہیں ہیں اس لئے جہاں بھی ہوں آپ کو تلاش کر کے ان تک بھجوایا جائے"...... طاہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں مل لوں گا"...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے سیل فون واپس جیب میں ڈالا اور کار آگے بڑھا دی۔ اس کے ذہن میں آ رہا تھا کہ رافٹ نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے اور چونکہ سرسلطان کو معلوم ہے کہ وہ ایسے مشن پر سروس کو لے کر نہیں جائے گا اس لئے وہ اسے بلا رہے ہیں تاکہ اس بارے میں وہ اسے منوا سکیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سنٹرل سیکرٹریٹ میں پہنچ گئی اور عمران، سرسلطان کے آفس پہنچا تو سرسلطان کسی اہم میٹنگ میں مصروف تھے۔ یہ میٹنگ علیحدہ بنے ہوئے میٹنگ روم میں ہو رہی تھی اس لئے عمران آفس میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سرسلطان آفس میں داخل ہوئے تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو۔ تمہاری آمد کا سن کر میں نے میٹنگ برخاست کر دی ہے کیونکہ تم سے جو بات چیت کرنی ہے وہ پاکیشیا کے لئے زیادہ اہمیت رکھتی ہے"...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اہمیت یہی کہ صدر صاحب نے بغیر کسی سے پوچھے پراگ

کے صدر سے وعدہ کر لیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چونکہ کرائے پر مل سکتی ہے اس لئے وہ پراگ کے ماہر معدنیات کو بھی برآمد کر لے گی"...... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہاری ملاقات سلیمان سے ہوئی ہے یا طاہر سے۔ کس نے بتایا ہے یہ سب کچھ تمہیں"...... سرسلطان نے کہا۔

"سلیمان کا اس سے کیا تعلق۔ البتہ چیف نے مجھے سیل فون پر صرف اتنی اطلاع دی ہے کہ سرسلطان مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ میں ان سے مل لوں چنانچہ میں آ گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تمہیں کس نے بتایا ہے۔ کیا تمہیں کوئی الہام یا کشف ہوتا ہے"...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں اتنا بھی نیک نہیں ہوں کہ مجھ پر ایسی کیفیات طاری ہو جائیں۔ میں ویسے ہی ایک کلب کے جنرل مینجر سے ملنے گیا تو اس نے بتایا"...... عمران نے کہا۔

"اسے کیسے معلوم ہوا"...... سرسلطان نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں تفصیل بتا دی۔

"اس نے تمہیں تفصیل نہیں بتائی۔ میں بتاتا ہوں"۔ سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں نے صدر صاحب سے ہونے والی گفتگو پوری

تفصیل سے دوہرا دی۔

''ہمارے لئے یہ کام بے حد فائدہ مند ثابت ہوا گا ورنہ کافرستان جس نے ایکریمیا سے اسلحہ کا معاہدہ کیا ہے، ہم سے آگے نکل جائے گا اور پھر پاکیشیا کی سلامتی شدید اور حقیقی خطرے سے دوچار ہو جائے گی''...... سرسلطان نے کہا۔

''تو صدر صاحب کو وعدہ کرنے سے پہلے آپ سے یا چیف سے بات کرنا چاہئے تھی۔ یہ تو غلط ہے کہ وہ وعدہ کر لیں اور ہم ان کے وعدے کے پابند سمجھے جائیں''...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یہ ملک کے صدر کا حق ہے کہ وہ پاکیشیا کی سلامتی اور خیر خواہی کے بارے میں فیصلے کریں اور یہ بھی سن لو کہ بحیثیت صدر وہ سیکرٹ سروس کو حکم بھی دے سکتے تھے اور سیکرٹ سروس ان کے احکامات پر عمل کرنے کی پابند ہے لیکن اس کے باوجود وہ درخواست کر رہے ہیں''...... سرسلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر آپ چیف سے کہیں کہ وہ ٹیم بھیج دے۔ میں تو سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہوں اس لئے میں تو صدر صاحب کے احکامات کا پابند ہوں نہ ہی چیف کے حکم کا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اگر تم سے درخواست کروں تو کیا پھر بھی تم انکار کرو گے جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ اگر تم نے انکار کیا تو میں اس سیٹ سے

استعفیٰ دے دوں گا''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ حکومت کے بہت بڑے آفیسر ہیں۔ یہ آپ کو زیب نہیں دیتا کہ مجھ جیسے حقیر فقیر سے درخواست کریں۔ باقی آپ کی مرضی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب سلیمان کے مشورے پر عمل کر دیکھتے ہیں۔ یہ آخری چارہ کار ہو گا''...... سرسلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''سلیمان کا مشورہ۔ کیا مطلب۔ اس معاملے میں سلیمان کا کیا تعلق نکل آیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے پہلے سے خدشہ تھا کہ تم نے میری بات نہیں ماننی اور چونکہ تم بھی سلیمان سے مشورہ کرتے رہتے ہو اس لئے میں نے اسے یہاں کال کیا اور اس نے مجھے مشورہ دیا۔ گو اس کا کہنا تھا کہ تم مجھے انکار نہیں کرو گے لیکن اگر ایسا ہو تو پھر آگے کے اقدام کا اس نے مشورہ دیا ہے اور تم نے چونکہ صاف انکار کر دیا ہے اس لئے اب دوسرا قدم اٹھانے کا وقت آ گیا ہے''...... سرسلطان نے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

''پہلے مجھے تو بتائیں کہ آپ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ سلیمان احمق آدمی ہے۔ آپ اتنے تجربہ کار ہونے کے باوجود ایک باورچی کی بات پر عمل کرنے جا رہے ہیں۔ پہلے مجھے بتائیں''...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا“...... سرسلطان نے کہا اور فون کو ڈائریکٹ کرنے کا بٹن پریس کر دیا۔

”آپ شاید ڈیڈی کو فون کرنا چاہتے ہیں“...... عمران نے اپنے طور پر اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہاری اماں بی کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ تم نے میری بات نہیں مانی اس لئے میں شرمندہ ہوں اور سیٹ سے استعفیٰ بھی دے رہا ہوں“...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سوری سرسلطان۔ اماں بی کو جب معلوم ہو گا کہ آپ مجھے کافروں کے ملک میں بغیر کسی مقصد کے لڑنے کے لئے بھیج رہے ہیں اور میں زخمی بھی ہو سکتا ہوں اور مر بھی سکتا ہوں تو وہ مشورہ دینے والے سلیمان کے سر پر ایک ہزار جوتیاں ماریں گی“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... سرسلطان نے کہا اور آخری نمبر پریس کر کے انہوں نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”جی صاحب۔ میں ملازم احمد دین بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”میں سلطان بول رہا ہوں۔ بہن جی سے بات کراؤ“۔ سرسلطان نے کہا۔

”جی بڑے صاحب۔ ابھی کراتا ہوں“...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا کیونکہ ملازم دونوں خاندانوں کے درمیان گہرے تعلق کو بخوبی جانتے تھے۔

”السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بھائی صاحب۔ آپ کی بہن بول رہی ہوں۔ کہئے آج کیسے یاد کیا ہے آپ نے“...... چند لمحوں بعد عمران کی اماں بی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران لاشعوری طور پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ بہن جی۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے اس قدر اچھے انداز میں بھائی سے بات کی ہے جبکہ عمران سے میں نے ایک درخواست کی ہے لیکن اس نے ماننے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں۔ اب مجھے استعفیٰ دینا پڑے گا کیونکہ میں نے صدر صاحب سے یہ سوچ کر وعدہ کر لیا تھا کہ عمران میری بات نہیں ٹال سکتا۔ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ اس عمر میں مجھے بچے کے ہاتھوں ذلیل کرانے سے آئندہ محفوظ رکھے“...... سرسلطان نے قدر گلوگیر لہجے میں کہا تو عمران کا چہرہ یکلخت بدل سا گیا۔ شاید اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ سرسلطان نے جس انداز میں بات کی ہے اس پر اس کی اماں بی کا بڑا شدید اور خوفناک ردعمل ہو گا۔

”بھائی صاحب۔ کیا آپ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران آپ کی بات ماننے سے انکار کر دے۔ یہ کیسے ممکن ہے“۔

عمران کی اماں بی کی غصیلی آواز سنائی دی۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ عمران میرے آفس میں میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے بات کر لیں''...... سرسلطان نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ اماں بی۔ آپ خیریت سے ہیں نا۔ آپ کی صحت کیسی ہے''...... عمران نے بڑے عاجزانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میری صحت کو گولی مارو۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تم نے واقعی بھائی صاحب کی بات ماننے سے انکار کیا ہے۔ کیا اب تمہاری یہ جرأت ہوگئی ہے کہ تم اپنے باپ اور چچا کی بات ماننے سے انکار کر دو۔ میری یا تمہارے باپ کی تربیت میں کیا کمی رہ گئی تھی کہ تم ایسے ثابت ہو رہے ہو۔ کیا تمہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ سرسلطان تمہارے باپ سے بھی عمر میں بڑے ہیں۔ میں تو آج تک تم پر فخر کرتی رہی کہ تم میرے کس قدر فرمانبردار بیٹے ہو لیکن آج تم نے میرا مان توڑ دیا ہے۔ بھائی صاحب تو نوکری سے استعفیٰ دینے کی بات کر رہے ہیں۔ میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے۔ میں تو اس صدمے سے ہی مر جاؤں گی کہ میرا بیٹا بڑوں کو انکار کر دیتا ہے اور ہاں سنو۔ تم نے نہ میرے جنازے میں آنا ہے اور نہ ہی میری قبر پر۔ آج سے تم میرے لئے مر گئے ہو اور میں تمہارے لئے''...... عمران کی اماں بی نے غصے کی شدت سے لرزتے ہوئے لہجے میں چیخ کر

کہا۔

''اماں بی۔ میری بات تو سنیں''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''بس مت کہو مجھے اماں بی۔ میں نہیں ہوں تمہاری اماں بی۔ تم نے بھائی صاحب کی بات نہ مان کر مجھے جس طرح ان کی نظروں میں شرمندہ کیا ہے اب میرا زندہ رہنا ہی بے کار ہو گیا ہے''۔ اس بار عمران کی اماں بی کا لہجہ رندھ سا گیا تھا۔ سرسلطان یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ ان کے چہرے پر شدید تشویش اور قدرے شرمندگی کے آثار ابھر آئے تھے۔ شاید اب انہیں بھی احساس ہو گیا تھا کہ انہوں نے سلیمان کے مشورے پر عمل کر کے حماقت کی ہے۔ شاید عمران کی اماں بی کا اس قدر شدید اور سخت ردعمل ان کے تصور میں بھی نہ تھا اور یہی حالت عمران کی ہو رہی تھی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ وہ کافروں اور مشرکوں کی بات کر کے انہیں منا لے گا لیکن اماں بی تو اتنا سن کر کہ عمران نے سرسلطان کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے، اس قدر برا فروختہ ہوئیں کہ شاید اس کی توقع عمران کو بھی نہ تھی۔

''اماں بی۔ میں نے سرسلطان کو انکار نہیں کیا۔ میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ انہوں نے اسے انکار سمجھ لیا ورنہ میری کیا جرأت ہو سکتی ہے کہ ان کی بات ماننے سے انکار کر دوں۔ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں''...... عمران نے تیز

تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سوچنے کی مہلت مانگنا، یہ بھی انکار ہی ہوتا ہے۔ تم بھائی صاحب سے معافی مانگو۔ ان کے پیر پکڑو اور جب تک وہ تمہیں معاف نہیں کریں گے، میں راضی نہیں ہوں گی''...... اس بار اماں بی کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

''سرسلطان۔ میں دست بستہ معافی چاہتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ آئندہ میری تو کیا میرے ڈیڈی کی توبہ کہ آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیں''...... عمران نے باقاعدہ اونچی آواز میں معافی مانگتے ہوئے کہا تاکہ اس کی آواز اماں بی سن سکیں۔

''بھائی صاحب۔ عمران آپ سے معافی مانگ رہا ہے۔ میں بھی آپ کی بہن ہوں۔ میں بھی آپ سے معافی مانگتی ہوں کہ میرے بیٹے نے آپ کو دکھ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ کو معافی بے حد پسند ہے۔ آپ عمران کو نادان سمجھ کر معاف کر دیں۔ آپ معاف کریں گے تو شاید اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کر دے''...... عمران کی اماں بی کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

''بہن جی۔ میں نے بھی معاف کیا اور میرا اللہ بھی اسے معاف کر دے گا۔ عمران مجھے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ انتہائی اہم اور حساس معاملہ تھا اس لئے میں اس کی بات سمجھ نہ سکا اور چونکہ میرے دل کو بے حد تکلیف پہنچی تھی اس لئے میں نے آپ کو فون کر دیا۔ میں اب آپ سے بھی معافی چاہتا ہوں کہ آپ کو میری

وجہ سے صدمے سے دوچار ہونا پڑا''...... سرسلطان نے عمران کے ہاتھ سے رسیور جھپٹتے ہوئے کہا۔

''بھائی صاحب۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے فون کر دیا اور میری وجہ سے میرے بیٹے نے آپ سے معافی مانگ لی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف کر دے گا ورنہ اس کا کیا بنتا۔ یہ تو معافی کے قابل ہی نہ تھا''...... عمران کی اماں بی نے کہا۔

''بے حد شکریہ بہن جی۔ اللہ حافظ''...... سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

''مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے سلیمان کا مشورہ مان لیا۔ مجھے اندازہ ہی نہ تھا کہ تمہاری اماں بی کا ردعمل اس قدر شدید ہو گا''۔ سرسلطان نے کہا۔

''مجھے خود بھی اندازہ نہ تھا ورنہ میں آپ کو فون ہی نہ کرنے دیتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا ہے ورنہ مجھے خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اماں بی کا برین ہیمرج نہ ہو جائے''...... عمران نے جواب دیا تو سرسلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''بہرحال اب تم بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ صدر صاحب کو جواب دے دوں یا''...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ان کو کہہ دیں کہ بوجہ قومی سلامتی اور مادری سلامتی پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کرے گی''...... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''قومی سلامتی کی سمجھ بھی تمہیں مادری سلامتی کی وجہ سے ہی آئی ہے۔ بہرحال فکر مت کرو۔ یہ معاہدے میرے ہاتھوں ہوئے ہیں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ ان سے ملنے والا جدید اسلحہ پاکیشیا کی دفاعی سلامتی کے لئے انتہائی ضروری ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''اوکے۔ اب مجھے مکمل اطمینان ہو گیا ہے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ ماہر معدنیات کو واپس لانے سے پراگ کو کیا فائدہ ہو گا۔ جہاں سے وہ دھات نکلی ہے وہ جگہ تو پراگ میں ہے۔ ایکریمیا میں نہیں اور ایکریمیا نے ماہر معدنیات سے اب تک تمام ضروری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ اسے ہلاک بھی کر دیا گیا ہو''...... عمران نے کہا تو سر سلطان چند لمحے بیٹھے سوچتے رہے پھر انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور پی اے کا مخصوص نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یورپی ملک پراگ کے چیف سیکرٹری سر کلارک سے میری بات کراؤ''...... سر سلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تمہاری باتیں واقعی سوچنے والی ہیں۔ میں نے ان پہلوؤں پر سوچا ہی نہ تھا''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ نے سوچنے کا سارا کام آنٹی پر چھوڑ رکھا ہے''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آنٹی یہی کہتی ہیں کہ آپ سوائے آفس کے کاموں کے اور کسی مسئلے پر سوچتے ہی نہیں اور سب کچھ انہیں ہی سوچنا پڑتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''تم اس سے الٹی سیدھی باتیں نہ کیا کرو۔ وہ خوامخواہ مجھ سے منہ پھلائے پھرتی رہتی ہے''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سر سلطان نے کہا۔

''سر عبدالرحمٰن سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی تو سر سلطان اور عمران دونوں ہی بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے آواز اس لئے سن لی تھی کہ سر سلطان نے لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریس کر رکھا تھا۔

''ہیلو عبدالرحمٰن۔ میں سلطان بول رہا ہوں''...... سر سلطان نے کہا۔

''سلطان صاحب۔ مجھے بیگم نے فون کر کے بتایا ہے کہ اس احمق نا ہنجار عمران نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے اور آپ نے عمران کی ماں کو فون کر دیا۔ اس احمق نے کیوں آپ کی

بات نہیں مانی۔ ایسی کون سی بات تھی کہ آپ کو کوٹھی فون کرنا پڑا''۔ سرعبدالرحمٰن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صدرمملکت نے حکم دیا تھا کہ پاکیشیا کے مفاد میں ایک چھوٹا سا کام کسی کے ذمے لگایا جائے۔ میں نے سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کی تو انہوں نے عمران کا نام لے دیا۔ میں نے بھی صدر صاحب سے وعدہ کر لیا تھا کہ عمران سے یہ کام کروا لیا جائے گا لیکن جب میں نے عمران کو اپنے آفس بلا کر اسے یہ کام کرنے کے لئے کہا تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگا جس پر مجھے بے حد صدمہ ہوا کہ میں صدر صاحب سے وعدہ کر چکا ہوں اور یہ سیدھے منہ بات ہی نہیں کر رہا۔ اس لئے میں نے رنجیدہ ہو کر عمران کی اماں بی کو فون کر دیا۔ انہوں نے عمران کو ایسا سیدھا کیا کہ اس نے فوراً ہی کام کرنے کی حامی بھر لی''...... سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو اور سیکرٹ سروس کے چیف کو آخر اس احمق، ناہنجار میں ایسی کیا بات نظر آتی ہے کہ آپ اسے اس قدر اہمیت دینا شروع کر دیتے ہیں''...... سرعبدالرحمٰن کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

''آپ کو دراصل معلوم ہی نہیں ہے کہ عمران بیٹے کی کیا اہمیت ہے اور وہ ملک کے مفاد کے لئے کس حد تک جا سکتا ہے''۔ سرسلطان نے جواب دیا۔

''مجھے معلوم ہے کہ آپ نے اسے خواہ مخواہ سر پر چڑھا رکھا ہے۔ بہرحال میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ اس احمق پر مزید اعتماد نہ کرنا ورنہ آپ کو اس احمق سے مایوسی ہی ہو گی۔ اللہ حافظ''۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سر سلطان نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو سرسلطان نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سرسلطان نے کہا۔

''پراگ کے چیف سیکرٹری سرکلارک سے بات کیجئے''۔ دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو کلارک۔ سلطان بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... سرسلطان نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان کی دوستی تقریباً دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے اعلیٰ حکام سے تھی۔ اس لئے چیف سیکرٹری سرکلارک سے اس طرح دوستانہ انداز میں بات کرنے پر عمران بجائے حیران ہونے کے مسکرا دیا تھا۔

''اوہ آپ۔ یقیناً آپ مجھ سے اس مشن کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتے ہوں گے جس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حل کرنے کا پاکیشیا کے صدر صاحب کے ذریعے وعدہ کیا ہے''...... کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس سلسلے میں بات چیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا

خصوصی نمائندہ علی عمران تم سے کرے گا۔ کیا تمہارا علی عمران سے پہلے تعارف ہے“...... سرسلطان نے کہا۔

”علی عمران ایم۔ ایس۔ سی ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کو کون نہیں جانتا۔ ایسے افراد بار بار پیدا نہیں ہوا کرتے۔ پاکیشیا واقعی خوش قسمت ملک ہے کہ اس نے علی عمران جیسے آدمی کو اپنی سرزمین پر جنم دیا ہے۔ اگر تم ناراض نہ ہو تو بتا دوں کہ اکثر میں اس کے بارے میں سننے کے بعد سوچتا ہوں کہ کاش عمران پراگ میں پیدا ہوتا تو پراگ کی خوش قسمتی میں کوئی شک نہ رہتا“...... سرکلارک نے عمران کی تعریفیں کرنا شروع کر دیں تو سرسلطان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ عمران بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ وہ اس لئے مسکرا رہا تھا کہ سرسلطان کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ عمران کئی بار پراگ میں مشن مکمل کر چکا تھا اور کئی بار اسے چیف سیکرٹری سرکلارک سے ملنا پڑا اور سرکلارک اس سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسے گھر آنے کی دعوت دے دی جہاں عمران کی ملاقات سرکلارک کی بیگم نینسی سے ہوئی تو نینسی اس کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوئی کہ اس نے عمران کو اپنا بھتیجا قرار دے دیا تھا۔ اس لئے عمران ان کے لئے نیا نہ تھا اور شاید اس ماہر معدنیات کا مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے لگانے میں سرکلارک کا بھی ہاتھ تھا لیکن انہوں نے خود بات کرنے کی بجائے اپنے ملک کے صدر کے ذریعے پاکیشیا کے صدر سے رابطہ کیا تھا۔

”کمال ہے۔ یہ تو واقعی شیطان کی طرح مشہور ہے۔ بہرحال میں رسیور اسے دے رہا ہوں۔ اب تم جانو اور تمہارا بھتیجا عمران“۔ سرسلطان نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو انکل۔ آپ نے خواہ مخواہ پراگ کے صدر اور پاکیشیا کے صدر صاحبان کو درمیان میں ڈالا۔ آپ سرسلطان کو براہِ راست کہہ دیتے۔ وہ مجھے کان سے پکڑ کر حکم دے دیتے اور کام ہو جاتا“۔ عمران نے کہا تو سامنے بیٹھے سرسلطان اس کے فقرے پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

”یہ مجھے معلوم تھا۔ لیکن سرکاری معاملات سرکاری انداز میں ہی آگے بڑھائے جاتے ہیں۔ ویسے مجھے تمہارے بارے میں یقین تھا۔ اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ اگر تمہارے چیف نے انکار کر دیا تو تمہاری سفارش کراؤں گا لیکن شکر ہے کہ پاکیشیا کے صدر صاحب نے حامی بھر لی ہے“...... سرکلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سرکلارک۔ اس بارے میں آپ کے پاس کوئی فائل تو ہو گی۔ وہ فائل آپ نے نہیں بھجوائی۔ دوسری بات یہ کہ ماہر معدنیات کے اغوا سے پراگ کو کیا ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے اور اگر کسی خاص معدنیات کا مسئلہ ہے تو اس بارے میں مغوی ماہر معدنیات سے معلومات کر کے اسے اب تک ہلاک بھی کر دیا ہو گا۔ اب ان کی برآمدگی سے آپ کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ آپ ان معدنیات کی

حفاظت کا بندوبست کریں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ کتے کے پیچھے
بھاگنے کی بجائے اپنے کان کی فکر کریں''...... عمران نے کہا تو
دوسری طرف سے سرکلارک بے اختیار ہنس پڑے۔

''فائل میں بھجوا رہا ہوں۔ کل تک سرسلطان کو مل جائے گی۔
جہاں تک تمہارے سوالات کا تعلق ہے تو اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک
ایسی غیر ارضی دھات دستیاب ہوئی ہے جس کی خاصیت ہے کہ وہ
اینٹی لیزر شعاعوں کا کام کرتی ہے۔ طاقتور لیزر شعاعیں اس سے
باہر نہیں جا سکتیں اور نہ ہی اسے جلا سکتی ہیں۔ اس کے اندر جذب
ہو کر اپنا وجود کھو دیتی ہیں۔ اس طرح اس دھات سے بنے ہوئے
ہتھیار سے دنیا کی طاقتور سے طاقتور لیزر شعاعی ہتھیار کو بے کار کیا
جا سکتا ہے اور یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ آئندہ دور لیزر ہتھیاروں کا
دور ہے۔ دھات جو کسی شہاب ثاقب کے ساتھ کرۂ ارض پر پہنچی
ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ شہاب ثاقب پراگ میں گرا اور یہاں
ڈاکٹر جیمز جیسے ماہر معدنیات موجود تھے جنہوں نے نہ صرف یہ
دھات دستیاب کر لی بلکہ اس کی خاصیت بھی پراگ کے
سائنسدانوں نے دریافت کر لی لیکن پھر ہمیں اطلاع ملی کہ اس
دھات کی اور اس پر ہونے والے تجربات کی اطلاع ایکریمیا کو مل
چکی ہے اور چونکہ ایکریمیا لیزر ہتھیاروں کا سب سے بڑا موجد اور
سٹاکسٹ ہے اور اس نے اپنے سمندری بحری بیڑوں سے لے کر
جنگی ہوائی جہازوں میں لیزر ہتھیار نصب کر رکھے ہیں اور اب وہ

بین الاقوامی لیزر میزائل تیار کرنے میں بھی کامیاب ہو چکا ہے جس
کا کوئی توڑ ہی نہیں ہو سکتا تھا اور تمہیں معلوم ہے کہ پراگ پورے
یورپ میں جدید ترین ہتھیار تیار کر کے فروخت کرتا ہے۔ اس لئے
پراگ اینٹی لیزر دھات سے بنے ہوئے ہتھیار پوری دنیا میں
فروخت کر سکتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایکریمیا اسے کیسے برداشت کر
سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز کو اغوا کرا لیا''۔
سرکلارک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی جدید ترین دریافت ہے اور اس کا واقعی سب سے
زیادہ اثر ایکریمیا پر ہی پڑے گا۔ لیکن آپ نے میرے سوالات کا
جواب نہیں دیا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تمہیں اس لئے پس منظر بتایا ہے کہ تم ہمارے
معاملے کو اچھی طرح سمجھ سکو۔ جہاں تک تمہارے سوالوں کا تعلق
ہے تو یہ خدشات جن کا میں نے ذکر کیا ہے ڈاکٹر جیمز کو ان کا پہلے
سے اندازہ تھا اور ہمارے سائنسدانوں کو بھی۔ اینٹی لیزر ہتھیار
بنانے کے لئے علیحدہ خصوصی لیبارٹری تیار کی جا رہی ہے۔ اس میں
خصوصی مشینری نصب ہونی ہے اور اس پر کم از کم چھ ماہ لازماً لگ
جائیں گے اور اینٹی لیزر دھات جس کا نام ایلام رکھا گیا ہے، کی
صرف سو پونڈ مقدار ملی ہے۔ یہ تمام مقدار ایک خصوصی پتھر کے اندر
جذب ہے۔ اس کی تھوڑی سی مقدار پراگ کو حاصل ہوئی ہے جس
پر تجربات کئے گئے ہیں۔ اس دھات کو حاصل کرنے کے لئے

ڈاکٹر جیمز خصوصی اقدامات کر رہا تھا اور پھر ایکریمیا کے بارے میں اطلاع ملنے پر ہم نے فوری طور پر اقدامات کیئے کہ سب سے پہلے ڈاکٹر جیمز کے ذہن میں موجود ایلام کے بارے میں سب کچھ واش کر دیا گیا۔ اگر ایکریمیا اسے اغوا بھی کر لے تو اس سے کچھ نہیں حاصل کر سکے لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ذہن واش کر دیا جائے تو قدرتی طور پر چھ ماہ کے بعد یہ واش کی ہوئی باتیں دوبارہ لاشعور میں ابھر آتی ہیں اور اس کا علم ایکریمیا کو بھی ہے۔ اس لئے وہ لازماً چھ ماہ تک انتظار کرے گا جہاں تک ایلام دھات کی موجودگی کا تعلق ہے تو اس کا علم بھی ڈاکٹر جیمز کو ہی تھا۔ اس نے اس بارے میں کسی کو نہیں بتایا۔ اس لئے ایکریمیا بھی اس کا پتہ نہیں چلا سکتا۔ وہ بھی ڈاکٹر جیمز کا محتاج ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ چھ ماہ سے پہلے پہلے ڈاکٹر جیمز کو واپس لایا جائے۔ اس دوران لیبارٹری تیار ہو چکی ہوگی اور پھر ہم پوری دھات نکال کر اسے ہتھیاروں میں بدل دیں گے''...... سر کلارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اور اگر ایکریمیا نے ڈاکٹر جیمز کو ہلاک کر دیا تو''...... عمران نے کہا۔

''اول تو ایکریمیا یہ حماقت کرے گا نہیں اور اگر کرے گا تو اس کا بندوبست بھی کر لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر جیمز نے سب کچھ لکھ کر کسی بینک کے کسی نامعلوم لاکر میں رکھا ہوا ہے اور یہ انتظام کر لیا گیا ہے کہ جیسے ہی ڈاکٹر جیمز کی موت کی خبر کنفرم ہو گی تو کوئی نامعلوم

آدمی ظاہر ہو گا اور حکومت کو اس لاکر اور بینک کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دے گا''...... سر کلارک نے کہا۔

''پھر ایکریمیا کے لئے بے حد آسانی پیدا ہوگئی۔ وہ ڈاکٹر جیمز کے ذہن سے وہ سب لکھا ہوا نکال لے گا یا اس بینک لاکر یا اس کی اطلاع دہندہ کے بارے میں سب کچھ حاصل کر لے گا''۔ عمران نے کہا۔

''چھ ماہ بعد ہی اس کا علم ہو سکے گا''...... سر کلارک نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس لئے تو آپ کو سرکاری سر ساتھ دیا گیا ہے تاکہ کام چل سکے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سر سلطان نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا۔

''سر کلارک۔ اس کی بات کا برا نہ منایا کرو ورنہ یہ اور آگے بڑھتا رہے گا۔ جو تفصیلات اس نے معلوم کرنی تھی وہ معلوم ہو گئیں۔ اب بے فکر رہو۔ انشاء اللہ ڈاکٹر جیمز صحیح سلامت واپس آ جائیں گے۔ میں پھر فون کروں گا البتہ وہ فائل مجھے ضرور بھجوا دینا۔ گڈ بائی''...... سر سلطان نے جلدی جلدی کہا اور دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''تم بڑوں سے مذاق کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ سر کلارک بے حد معزز آدمی ہیں''...... سر سلطان نے مصنوعی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''سر کلارک معزز بے شک ہوں گے لیکن ان میں بس غصہ ہی بھرا ہوا ہے۔ اب آپ دیکھیں جیسے ہی ایکریمیا کو معلوم ہو گا کہ یہ صورت حال ہے تو ان کے پاس تین آپشنز ہوں گے اور اب اتنا وقت گزر چکا ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی عمل ہو چکا ہو گا۔ پہلا آپشن یہ کہ ان کے پاس جدید ترین مشینری ہو گی جس کو استعمال کر کے وہ سب کچھ ڈاکٹر جیمز کے ذہن سے نکال لیں گے۔ دوسرا آپشن یہ کہ وہ اسے کسی نامعلوم مقام پر جہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے چھ ماہ کے لئے قید کر دیں گے۔ تیسرا آپشن یہ کہ وہ اسے ہلاک کر دیں گے تا کہ اگر ایکریمیا یہ دھات حاصل نہیں کر سکتا تو پھر پراگ بھی اس پر مبنی ہتھیار نہ بنا سکے کیونکہ ایسی صورت میں ایکریمیا کے جدید ترین لیزر ہتھیار بے کار ہو جائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن کیا کیا جائے۔ ہمیں بہرحال کام کرنا ہے اور میرا خیال ہے کہ تمہارے دوسرے آپشن پر عمل ہو چکا ہو گا''...... سر سلطان نے کہا۔

''اگر نہیں ہوا تو جیسے ہی انہیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ رہی ہے تو وہ اس پر عمل کر دیں گے''...... عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ ابھی میں نے اماں بی کے پاس جا کر انہیں منانا ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ تو اب تم سے ناراض نہیں ہیں۔ پھر تم نے معافی بھی مانگ لی ہے''...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

''انہیں بہرحال تکلیف تو پہنچی ہے اور پہنچی بھی میری وجہ سے ہے اور اماں بی جیسی ہستی کو تکلیف پہنچانے والے کو شاید کسی طور پر بھی معافی نہ ملے۔ اس لئے اب جا کر ان کی جھولی میں سر رکھ کر معافی مانگوں گا۔ پھر جب وہ محبت سے میرے سر پر ہاتھ پھیریں گی تو پھر مجھے معافی بھی ملے گی اور سکون بھی''...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف واپس مڑ گیا۔ سر سلطان کے چہرے پر عمران کی باتیں سن کر کچھ عجیب سے تاثرات ابھر آئے تھے۔

بلیک سٹار ایکریمیا کی ایک طاقتور لیکن خفیہ ایجنسی تھی۔ ایکریمیا کے لئے بڑے مشنز اس کے سپرد کئے جاتے تھے اور اس کا ریکارڈ بے حد شاندار تھا۔ اس ایجنسی کے گروپ پوری دنیا کے اہم ممالک میں کام کر رہے تھے اور بلیک سٹار ہیڈکوارٹر میں ہر وقت دنیا بھر سے خصوصی معلومات پہنچتی رہتی تھی جنہیں پراسیس میں چیک کر کے یا تو ڈیلیٹ کر دیا جاتا تھا یا پھر انہیں محفوظ کر لیا جاتا تھا۔ اس ایجنسی کا فیلڈ سیکشن چار حصوں پر مشتمل تھا جن میں سے ہر حصے کو علیحدہ علیحدہ ممالک کا انچارج بنایا گیا تھا جبکہ ہیڈکوارٹر میں علیحدہ علیحدہ سیکشنوں کے انچارج بیٹھتے تھے جو سب ایجنسی کے چیف کرنل نیلسن کے ماتحت تھے۔ کرنل نیلسن کا ہیڈکوارٹر ولنگٹن میں تھا جبکہ اس کے ماتحت چاروں سیکشنز کے دفاتر ناراک میں بنائے گئے تھے۔ چاروں سیکشنز اے، بی، سی اور ڈی کہلاتے تھے اور ان کے ایجنٹوں کو سیکشن

سمیت بلایا جاتا تھا۔ اے سیکشن کا ایجنٹ، ایجنٹ اے کہلاتا تھا۔ اسی طرح بی سیکشن کا ایجنٹ، ایجنٹ بی کہلاتا تھا اور بغیر چیف کے حکم کے کوئی ایجنٹ دوسرے سیکشن میں کسی طرح بھی مداخلت نہ کر سکتا تھا۔ بلیک سٹار کا چیف کرنل نیلسن اس وقت اپنے وسیع و عریض اور شاندار آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھنے میں مصروف تھا۔ کرنل نیلسن سر سے گنجا تھا البتہ اس کے ابرو سفید تھے اور اس کا چہرہ بڑا اور خاصا بارعب دار تھا۔ کرنل نیلسن نہ صرف ڈسپلن کا بے حد پابند تھا بلکہ وہ ڈسپلن کی غلطی معاف کرنے کا عادی بھی نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک سٹار میں ڈسپلن کی انتہائی سختی سے پابندی کی جاتی تھی۔ کرنل نیلسن ایکریمیا میں خاصا طاقتور اور بااثر سمجھا جاتا تھا۔ وہ اور اس کی ایجنسی چیف سیکرٹری کی ماتحت تھی لیکن اس کے تعلقات ایکریمیا کے صدر سے بھی خاصے گہرے تھے کیونکہ ایکریمی صدر اپنے مخالف اور شر پسند عناصر کو بلیک سٹار کے ذریعے ہی کنٹرول میں رکھتے تھے۔ گو قانوناً وہ اس کے مجاز نہ تھے لیکن کرنل نیلسن آؤٹ آف وے ان کی مدد کیا کرتا تھا۔ اسی لئے ان سے کرنل نیلسن کے خاصے گہرے اور دوستانہ تعلقات رہتے تھے۔ کرنل نیلسن فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے چار رنگوں کے فونز میں سے ایک فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے اپنے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

''سیکشن اے کے جوڈی کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہیلو۔ سیکشن اے سے جوڈی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کیوں کال کی ہے''...... کرنل نیلسن نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ڈاکٹر جیمز کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈاکٹر جیمز۔ تمہارا مطلب پراگ کے ماہر معدنیات سے ہے''...... کرنل نیلسن نے چونک کر پوچھا۔

''یس چیف۔ پراگ کے صدر نے پاکیشیا کے صدر سے باقاعدہ درخواست کی ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو کہہ کر ڈاکٹر جیمز کو واپس لانے کے سلسلے میں پراگ کی مدد کرے اور پاکیشیا کے صدر نے وعدہ کر لیا اور سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج سر سلطان کو پابند کر دیا ہے کہ وہ پراگ کی مدد کے لئے بھرپور انداز میں کام کریں اور سر سلطان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو اپنے آفس کال کیا اور ان کے درمیان کافی دیر تک بات چیت ہوئی۔ اس دوران پراگ کے چیف سیکرٹری سے بھی رابطہ کیا گیا''۔ جوڈی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس سلسلے میں کیا کیا بتایا گیا ہے''۔ کرنل نیلسن نے پوچھا۔

''یہی کہ ڈاکٹر جیمز کو پراگ سے بلیک سٹار نے اغوا کیا ہے اور اب وہ اس کے پاس ہے''...... جوڈی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم ان کی نگرانی جاری رکھو۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ ڈاکٹر جیمز سے مطلوبہ معلومات حاصل کر لی گئی ہیں یا نہیں۔ اور جب پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کام کرے گی تو اسے بھی دیکھ لیں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل نیلسن نے بغیر کچھ مزید کہے رسیور رکھ دیا اور پھر ایک اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس کرنل''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''ڈاکٹر جوزف سے میری بات کراؤ''...... کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ یہ وہ فون تھا جو سیٹلائٹ سے متعلق تھا اور اس کی کال کو نہ ٹریس کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی ٹیپ کیا جا سکتا تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے اپنے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک لرزتی ہوئی آواز سنائی دی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا

آدمی ہے۔

"ڈاکٹر جوزف۔ ڈاکٹر جیمز جسے پراگ سے لایا گیا تھا اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اس سے تمام معلومات حاصل کر لی گئی ہیں یا نہیں"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"اس کے شعور و لاشعور دونوں سے باقاعدہ مشینوں کے ذریعے ہماری مطلوبہ معلومات واش کر دی گئی ہیں۔ اب وہ اس بارے میں ایک لفظ بھی نہیں جانتا"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔

"تو پھر ہماری ساری دوڑ دھوپ بے کار چلی گئی ہے۔ پھر اسے گولی مار کر کہیں پھینک دیتے ہیں"...... کرنل نیلسن نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ مشینوں کے ذریعے ذہن پر جو دھند پھیلائی گئی ہے اسے صاف ہونے میں چھ ماہ لگتے ہیں۔ چھ ماہ بعد جو سب کچھ چھپایا گیا ہے خود بخود سامنے آ جائے گا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"کیا اس بات کا علم پراگ والوں کو ہے کہ چھ ماہ بعد یہ تبدیلی ہو گی"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"ہاں ضرور ہو گا۔ جو لوگ اس قدر جدید کارروائی کر سکتے ہیں انہیں اس بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں گی"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ڈاکٹر جیمز کہاں ہے"...... کرنل نیلسن نے پوچھا۔

"ہمارے پاس ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔

"میں اسے کسی ایسی جگہ بھجوانا چاہتا ہوں جہاں پراگ کے ایجنٹ نہ پہنچ سکیں۔ کیا آپ کوئی جگہ تجویز کرتے ہیں"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"سب سے محفوظ تو وہ میرے پاس ہے۔ یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس بارے میں چیف سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دینی پڑے گی پھر کوئی فیصلہ ہو گا۔ تب تک آپ نے ڈاکٹر جیمز کا خیال رکھنا ہے"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ مجھے ان کی اہمیت کا بخوبی احساس ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل نیلسن نے رسیور رکھا اور پھر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ یہ ہاٹ لائن فون تھا جس کا ایک ایک بٹن اعلیٰ حکام سے براہِ راست رابطے کا ذریعہ تھا۔ مثلاً ایک پریس کر دیں تو کال براہِ راست چیف سیکرٹری، دو پریس کرنے سے ڈیفنس سیکرٹری سے بات ہو جائے گی۔ اسی طرح اور بھی اعلیٰ حکام سے اس ہاٹ لائن فون سے براہِ راست رابطہ کیا جا سکتا تھا اور کرنل نیلسن نے ایک نمبر پریس کیا تھا۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل نیلسن بول رہا ہوں"...... کرنل نیلسن نے مؤدبانہ لہجے

میں کہا کیونکہ ایکریمیا میں صدر کے بعد چیف سیکرٹری کا عہدہ سب سے بڑا تھا۔

''کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل نیلسن نے جوڈی کی بتائی ہوئی تفصیلات بتا دیں اور پھر ڈاکٹر جوزف سے ہونے والی گفتگو بھی دوہرا دی۔

''آپ کیا چاہتے ہیں ڈاکٹر جیمز کو چھ ماہ کے لئے کہاں رکھا جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی وہاں تک نہ پہنچ سکے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر جیمز کو بحیرہ کریبین کے جزیرے پارٹو پر پہنچا دیا جائے۔ وہاں وہ محفوظ بھی رہیں گے اور چونکہ بظاہر اس جزیرے کا تعلق براہِ راست ایکریمیا سے نہیں ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ادھر خیال بھی نہ جائے گا اور اگر پھر بھی وہ وہاں پہنچ گئے تو وہاں کا سیٹ اپ ہی ایسا ہے کہ کوئی زندہ بچ کر واپس نہ جا سکے گا''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''لیکن وہ تو مشہور قید خانہ ہے۔ خطرناک جرائم پیشہ افراد اور خطرناک دہشت گردوں کو وہاں رکھا جاتا ہے۔ وہاں ایک پڑھے لکھے معزز ماہر معدنیات کو کیسے رکھا جا سکتا ہے''...... چیف سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم انہیں قیدی کے طور پر تو نہیں رکھیں گے بلکہ وہ بطور گیسٹ وہاں رہیں گے۔ انتظامیہ ان کی دیکھ بھال کرے گی۔ میں نے اس

لئے یہ تجویز دی ہے کہ وہاں کے انتظامات بے حد مؤثر ہیں''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''کرنل نیلسن۔ آپ اتنی بڑی ایجنسی کے چیف ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس خصوصی تربیت یافتہ ہے جیسے کہ آپ کی ایجنسی کے افراد ہیں جبکہ قید خانے کا انتظام جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے ان کی تربیت دوسرے انداز میں کی جاتی ہے اس لئے وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور اگر آپ ان کو کہہ کر اپنے آدمی وہاں رکھیں گے تو وہ خصوصی قیدیوں کو اس انداز میں ڈیل نہ کر سکیں گے جیسا کہ کرنا چاہئے اس لئے آپ اس مقام کو رہنے دیں اور ڈاکٹر جیمز کو ڈیلاس کے فورٹ ورتھ میں پہنچا دیں اور وہاں کے چپے چپے کی سختی سے نگرانی کرائیں۔ چھ ماہ پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے اور ڈاکٹر جیمز وہاں اطمینان سے رہیں گے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن وہاں کے انچارج کو آپ کال کر کے حکم دے دیں کہ وہ ہمیں سیکورٹی چارج دے دیں''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''اوکے۔ میں ابھی انچارج کرنل جانسن کو فون کر کے اطلاع کر دیتا ہوں۔ آپ ان سے فون پر بات کر لیں اور آپس میں تمام معاملات طے کر لیں''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل نیلسن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد

دیگر دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''ڈیلاس کے فورٹ ورتھ کے انچارج کرنل جانسن کا نمبر ٹریس کر کے میری بات کراؤ ان سے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل نیلسن نے رسیور رکھ دیا۔

''اب یہ کام تو ہو جائے گا لیکن ہمیں پاکیشیائی ایجنٹوں کا وہاں تک پہنچنے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں شروع سے ہی ان لوگوں کا پیچھا کرنا چاہئے تا کہ کسی بھی مناسب موقع پر ان کا یقینی طور پر خاتمہ کیا جا سکے''...... کرنل نیلسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کا ایک خانہ کھولا۔ اس میں سے ایک رول شدہ نقشہ نکالا اور اسے لا کر میز پر پھیلا دیا۔ پھر کرسی پر بیٹھ کر وہ اس نقشے پر جھک گیا۔ وہ صرف ایک بار کافی عرصہ پہلے ڈیلاس کے خوفناک پہاڑی علاقے میں واقع قدیم فورٹ ورتھ گیا تھا۔ چونکہ عرصہ کافی گزر گیا تھا اس لئے وہ اب نقشے کو دیکھ کر وہاں جانے والے تمام راستوں کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ نقشے پر جھکا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''کرنل جانسن سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کرنل نیلسن بول رہا ہوں چیف آف بلیک سٹار''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''فورٹ ورتھ انچارج کرنل جانسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب نے آپ سے بات کی ہو گی''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''حکومت ایک انتہائی معزز آدمی جس کا تعلق پراگ سے ہے اور وہ ماہر معدنیات ہیں انہیں چھ ماہ کے لئے آپ کے فورٹ میں اس انداز میں رکھنا چاہتی ہے کہ انہیں کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہو لیکن انہیں واپس لے جانے کے لئے غیر ملکی ایجنسیاں کوشش کر رہی ہیں اس لئے آپ کے فورٹ کو منتخب کیا گیا ہے کہ وہاں تک کسی کی اپروچ نہیں ہوسکتی''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب نے مجھے تفصیلی حکم دے دیا ہے اور ہم ڈاکٹر جیمز کو ان کی شایان شان انداز میں رکھنے کے لئے تیار ہیں اور ہماری سیکورٹی اس انداز کی ہے کہ باہر سے کوئی مکھی بھی ہماری اجازت کے بغیر فورٹ میں داخل نہیں ہوسکتی''...... کرنل جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمارا ایک گروپ سیکورٹی کا چارج سنبھالے گا اور آپ کی

سیکورٹی ان کے تحت کام کرے گی۔ اس گروپ کا انچارج کیپٹن رالف ہے جو سیکورٹی میں انتہائی تربیت یافتہ ہے۔ آپ وہاں اس گروپ کے لئے ہر قسم کی سہولیات مہیا کریں گے۔ آپ کے فورٹ سے باہر ہمارا دوسرا گروپ بھی موجود رہے گا تاکہ دشمنوں کا خاتمہ فورٹ سے باہر ہی کیا جا سکے۔ اس گروپ کا انچارج کیپٹن ہارڈی ہو گا۔ ان کا رابطہ آپ سے فون کے ذریعے رہے گا''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل نیلسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس تبدیلی کا علم یا تو چیف سیکرٹری کو تھا یا پھر اسے خود۔ اور ویسے بھی ڈیلاس جیسے انتہائی خطرناک پہاڑی علاقے میں فورٹ ورتھ تک تو سوائے ہیلی کاپٹر کے اور کسی بھی ذریعے سے پہنچنا تقریباً ناممکن تھا البتہ ڈیلاس نامی ٹاؤن سے ایک سڑک فورٹ ورتھ تک جاتی تھی جسے بڑے بڑے پتھروں کی مدد سے بند کر دیا گیا تھا۔ اب فورٹ ورتھ میں صرف ان لوگوں کو رکھا جاتا تھا جنہیں دوسروں سے بچانا مقصود ہو لیکن وہ قیدی بھی نہ ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایسا قید خانہ تھا جہاں انتہائی معزز افراد کو رکھا جاتا تھا اس لئے کرنل نیلسن کو یقین تھا کہ یہاں ڈاکٹر جیمز محفوظ رہے گا اور وہ اطمینان سے پاکیشیائی ایجنٹوں اور پراگ ایجنٹوں کے خلاف کام کر سکیں گے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو روایت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آخرکار آپ کی اماں بی والا نسخہ سر سلطان کے کام آ ہی گیا۔ سلیمان نے واقعی انہیں بہترین مشورہ دیا تھا ورنہ آپ اس مشن پر کام کرنے پر کسی صورت تیار نہ ہوتے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اصل بات اور ہے''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''اعلیٰ بیورو کریسی کسی بھی ملک کی ہو، اسے اپنے احکامات

منوانے کا بڑا زعم ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے زیادہ نہ کوئی سمجھدار ہے اور نہ ہی کوئی محبّ وطن اور پورے ملک کے عوام اور حکام جو بھی ہیں ان پر ہماری بات ماننا لازمی ہے۔ سرسلطان بھی اعلیٰ بیوروکریسی کے نمائندے ہیں۔ جو بھی اپنی بات منوانے کے خواہشمند ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بات جو نہیں مانے گا وہ محبّ وطن نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کی انا کے غبارے سے ہوا نکالنے کے لئے اور انہیں ان کی اصل حیثیت تک لے آنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ کوئی ایک تو ایسا ہو جو ان کے احکامات ماننے سے انکار کر دے اور میں یہ کام اس لئے کرتا ہوں۔ تم نے دیکھا نہیں کہ بے شمار معاملات میں پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے حالانکہ ایسے مشنز سے پاکیشیا کو واقعی بے حد فائدہ پہنچتا ہے لیکن میں جان بوجھ کر پہلے انکار کر دیتا ہوں پھر اپنی شرطیں منوا کر راضی ہو جاتا ہوں۔ اس بار بھی ایسا ہی تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ پراگ سے ہمیں انتہائی جدید ترین ہتھیار مل سکتے ہیں اور ہم کافرستان کے مقابلے میں زیادہ طاقتور بن سکتے ہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ فوری ان کی بات نہ مانی جائے البتہ اس بار سلیمان نے انہیں ایسا راستہ دکھایا کہ میرے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ ویسے میں پہلے یہی سمجھتا تھا کہ اماں بی جب مجھ سے بات کریں گی تو میں انہیں ٹریٹ کر لوں گا کہ مجھے کافروں کے ملک بھجوایا جا رہا ہے جس پر ظاہر ہے اماں بی الٹا مجھے جانے سے روک دیتیں لیکن اماں بی کی سوئی پہلی بات

پر ہی اٹک گئی کہ میں نے اپنے سے بڑے کی بات ماننے سے انکار کیوں کیا۔ بڑی مشکل سے انہیں منایا ہے۔ اب بھی میں کوٹھی سے ہی آ رہا ہوں''...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اب آپ جو مرضی آئے کہیں۔ لیکن اب سرسلطان کے ہاتھ آپ کو سیدھا کرنے کا نسخہ آ گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں۔ اب کچھ اور سوچنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پراگ سے جو فائل آئی ہے وہ آپ نے پڑھ لی ہے۔ کیا ہے اس میں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کوئی خاص بات نہیں۔ صرف ایک بات اہم ہے کہ ڈاکٹر جیمز کو بلیک سٹار نے اغوا کیا ہے اور اسے ایکریمیا کے مشہور ہسپتال جسے ایم ہسپتال کہا جاتا ہے، میں پہنچایا گیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ویسے یہ عجیب بات ہے کہ ڈاکٹر جیمز کے ذہن کو خود پراگ والوں نے واش کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں پہلے سے خدشہ تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اصل میں اینٹی لیزر ہتھیاروں کی تیاری کے لئے خصوصی لیبارٹری اور فیکٹری کی ضرورت تھی جس پر کام شروع کر دیا گیا لیکن جس قدر بھی جلدی کی جائے کم از کم چھ ماہ لگ جائیں گے اور

ایلام دھات کو نکال کر کسی اگر سٹور میں رکھا جائے تو اس کے چوری ہونے کا سوفیصد خدشہ تھا اس لئے یہ عجیب گیم کھیلی گئی۔ ڈاکٹر جیمز جانتا ہے کہ ایلام دھات کہاں ہے اور وہ کسی کو چھ ماہ تک بتا نہ سکے گا''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر وہ چھ ماہ کے اندر ہلاک ہو گیا یا فوت ہو گیا تو پھر''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا بندوبست ڈاکٹر جیمز نے کیا ہوا ہے کہ اس بارے میں نوٹس لکھ کر کسی بینک کے خفیہ لاکر میں رکھ دیئے گئے ہیں اور اس لاکر کی چابی اپنے کسی دوست کو دے دی ہے جس کے بارے میں ڈاکٹر جیمز ہی جانتے ہیں۔ ان کی موت کی صورت میں ان کا وہ دوست خود ہی حکومت سے رابطہ کر کے لاکر کی نشاندہی کر دے گا''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر وہ دوست رابطہ نہ کرے تو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر ٹائیں ٹائیں فش۔ ویسے مجھے آج تک اس محاورے کی سمجھ نہیں آئی کہ ٹائیں ٹائیں کے بعد فش یعنی مچھلی کہاں سے آ جاتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ لفظ فش نہیں بلکہ فنش ہے انگریزی کا لفظ۔ جس کے معنی ہیں ختم یعنی جس قدر جی چاہے ٹائیں ٹائیں کرتے رہو انجام میں حاصل کچھ نہیں ہو گا۔ ٹائیں ٹائیں کا انجام فنش ہی ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''واہ۔ تو اب ہمارے دیسی محاوروں میں انگریزی کے الفاظ بھی استعمال ہونے لگ گئے ہیں۔ ویری گڈ''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ آپ اب پراگ مشن پر کب روانہ ہوں گے''...... بلیک زیرو نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''پہلے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ ڈاکٹر جیمز اس وقت ہے کہاں اور کس حالت میں ہے تاکہ اسی لحاظ سے مشن پر ٹیم بھیجی جائے''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ کو سرخ جلد والی ڈائری دی جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''واہ۔ لوگوں کے ماں باپ سمجھدار ہوتے ہیں۔ تم تو خود سمجھدار ہو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے میز کی دراز سے ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

''آپ اسے دیکھیں۔ میں چائے لے آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور ڈائری عمران کو تھما کر اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور صفحے الٹاتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ

ایکریمین تھا۔

''کانسٹائن کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کانسٹائن کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ماسٹر برکلے سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

''یس۔ برکلے بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

''پہلے تو تم ماسٹر برکلے تھے۔ اب کیا ہو گیا ہے کہ خالی برکلے رہ گئے ہو۔ کیا ماسٹر کا لقب کسی اور نے تو نہیں چھین لیا تم سے''۔ عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو جو اس طرح سے باتیں کر رہے ہو''...... اس بار دوسری طرف سے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ شاید ماسٹر برکلے کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی اس سے اس بے تکلفانہ انداز میں بات کر سکتا ہے۔

''تو تمہیں شاید تمہاری فون سیکرٹری نے میرا تعارف نہیں کرایا۔

حالانکہ میں نے اسے بڑا مختصر تعارف کرایا تھا۔ چلو تمہیں مکمل تعارف کرا دیتا ہوں۔ میں ہوں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک زور دار قہقہہ سنائی دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو تم ہو ناٹی پرنس۔ تم جو ماسٹر برکلے کو بھی کسی قطار شمار میں نہیں سمجھتے حالانکہ ماسٹر برکلے سے پورا ایکریمیا کانپتا ہے۔ اب تم نے مکمل تعارف کرایا تو مجھے یاد آ گیا ہے۔ کیا حال ہے تمہارا ناٹی پرنس''...... ماسٹر برکلے نے اس بار بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

''میرا حال تو یس پرنس ہے۔ تم اپنا حال سناؤ۔ خالی برکلے رہ گئے ہو یا ابھی ماسٹر کا لقب موجود ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس پرنس کا کیا مطلب ہوا''...... ماسٹر برکلے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ناٹی کا لفظ ناٹ سے بنا ہو گا اور ناٹ کا بنیادی لفظ نو ہوتا ہے اور نو کا دوسرا رخ یس بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے شادی کے وقت بھی یس کہہ کر آدمی پھنس جاتا ہے جیسے ماسٹر برکلے، کارسی کو یس کہہ کر پھنس گیا تھا''...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''کارسی کی تو اب یادیں ہی رہ گئی ہیں۔ وہ چار سال پہلے ایک

کار ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی تھی۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ وہ تیز رفتاری سے کار چلانے کی کتنی شوقین تھی اور پھر اس کی کار کا ٹائر پھٹ گیا اور وہ کار سمیت اڑتی ہوئی سڑک کی سائیڈ پر موجود دیوار سے ٹکرائی اور اس نے موقع پر ہی دم توڑ دیا''...... ماسٹر برکلے نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ ویری سوری۔ تم نے مجھے اطلاع ہی نہیں دی ورنہ میں اس کی آخری رسومات میں ضرور شریک ہوتا''...... عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''بس مجھے اپنی ہی ہوش نہیں رہی تھی۔ دو تین ماہ بعد جا کر کہیں نارمل ہوا تھا۔ بہرحال بولو کیسے اتنے عرصے بعد فون کیا ہے''۔ ماسٹر برکلے نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی بلیک سٹار کے لوگوں کے ساتھ تمہاری بڑی گہری دوستی ہے اور یہ دوستی یقیناً اب پہلے سے زیادہ گہری ہو گئی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ دوستی تو بہت گہری ہے لیکن اگر تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں بلیک سٹار کے خلاف کوئی معلومات دوں گا تو ایسا ممکن نہیں ہے''...... ماسٹر برکلے نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ تم مجھے کوئی معلومات دو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر حوالہ کیوں دے رہے ہو''...... ماسٹر برکلے نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تو صرف پوچھ رہا تھا۔ ویسے تم سے زیادہ میں اس ایجنسی کے بارے میں جانتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ایسی بین الاقوامی پارٹیاں موجود ہیں جو بھاری قیمت پر ایسی معلومات فروخت کرتی ہیں۔ جیسے مجھے معلوم ہے کہ لارڈ اوسلو بلیک سٹار کے چیف ہیں''۔ عمران نے بڑے رواں لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ماسٹر برکلے بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''پرانی بات کر رہے ہو۔ لارڈ اوسلو تین سال پہلے ریٹائر ہو چکا ہے اور اب ریٹائر زندگی گزار رہا ہے۔ اب تو کرنل نیلسن چیف ہے''...... ماسٹر برکلے نے بھی اسی طرح برملا لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''چلو یہ باتیں چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ ایکریمیا میں ایک ایڈوانس ذہنی ہسپتال ہے جسے ایم ہسپتال کہا جاتا ہے۔ کیا تم اس بارے میں جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ اس ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر جوزف میرے کلب کا ممبر ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... ماسٹر برکلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ذہنی ہسپتال سے متعلق لوگ تمہارے ہی کلب کے ممبر ہوں گے۔ میں نے ڈاکٹر جوزف سے ایک مریض کے بارے میں ڈسکس کرنی ہے۔ کیا تم اس سلسلے میں

کوئی مدد کر سکتے ہو۔ نیکی کا کام ہے''...... عمران نے کہا۔

''کس قسم کی مدد۔ میں سمجھا نہیں''...... ماسٹر برکلے نے کہا۔

''اس کا فون نمبر مجھے بتا دو اور اسے فون کر کے کہہ دو کہ تمہارا دوست پرنس آف ڈھمپ ایک ذہنی مریض کے سلسلے میں ان کی ماہرانہ رائے چاہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ یہ ڈھمپ کہاں ہے تو پھر''...... ماسٹر برکلے نے کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ ڈھمپ کوہ ہمالیہ کے سلسلے میں ایک کافرستانی ریاست ہے''...... عمران نے کہا۔

''کافرستان۔ لیکن تم تو پاکیشیائی ہو''...... ماسٹر برکلے نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب تک کنگ آف ڈھمپ زندہ ہیں مجھے وہاں کون پوچھتا ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اچھا اچھا یہ بات ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر جوزف سے ابھی فون پر بات کر لیتا ہوں۔ تم پندرہ منٹ بعد انہیں فون کر کے بات کر لینا۔ نمبر نوٹ کر لو''...... ماسٹر برکلے نے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور پھر فون نمبر بتا دیا۔

''تھینکس۔ پھر بات ہوگی۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''بڑی طویل بات ہوگئی آپ کی چائے بھی ٹھنڈی ہوگئی ہے۔ میں گرم لے آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر برکلے بے حد ذہین آدمی ہے۔ اس لئے مجبوراً گھما پھرا کر بات کرنا پڑی''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے سامنے پڑی ہوئی سرخ جلد والی ضخیم ڈائری اٹھا کر اسے کھولا اور ایک بار پھر اس نے صفحے الٹنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو دھواں اگلتی چائے کی پیالی اٹھائے واپس آ گیا۔ اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھی اور خود مڑ کر میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے پیالی اٹھا کر منہ سے لگائی اور ہلکا سا سپ لے کر پیالی رکھ دی اور مسلسل ڈائری دیکھنے میں مصروف ہوگیا۔

''کیا ماسٹر برکلے سے آپ مطمئن نہیں ہوئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جو کچھ اس سے حاصل ہو سکتا تھا وہ میں نے حاصل کر لیا لیکن ابھی کافی کچھ معلوم کرنا ہے''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر پیالی اٹھا کر چائے کا سپ لیا۔ پھر جیسے ہی پیالی میں چائے ختم ہوگئی تو عمران نے ڈائری بند کر کے واپس بلیک زیرو کی طرف بڑھا دی اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ایم ہسپتال''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر جوزف سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ میں ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں''...... تھوڑی دیر بعد ایک لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب''...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ ماسٹر برکلے نے تمہاری تعریف کی ہے۔ کیا تم ذہنی امراض کے ڈاکٹر ہو''...... ڈاکٹر جوزف نے اسی طرح لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں تو آپ جیسی لجنڈ شخصیت کا پرستار ہوں۔ میرے لئے یہی بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ جیسے معروف ڈاکٹر سے بات ہو رہی ہے۔ میرا ایک عزیز ہے ڈاکٹر صاحب۔ نوجوان آدمی ہے اور وہ کارمن میں رہتا ہے۔ وہاں اچانک اس کی مخصوص یادداشت ختم ہو گئی۔ وہ اپنے آفس کے بارے میں بھی باتیں بھول گیا۔ باوجود کوشش کے جب وہ ٹھیک نہ ہوا تو اسے واپس ڈھمپ بھجوا دیا گیا۔ میں نے اسے گریٹ لینڈ بھجوایا۔ وہاں ڈاکٹر ہنری نے اسے چیک کیا اور انہوں نے رپورٹ دی کہ کارمن میں اس کے ذہن کے

مخصوص حصے میں موجود مخصوص یادداشت کو مشینوں کے ذریعے واش کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک سال بعد یادداشت خودبخود واپس آ جائے گی لیکن مجھے ان کی رپورٹ پر یقین نہیں آیا کہ یادداشت خودبخود واپس آ سکتی ہے اور وہ بھی ایک سال بعد۔ پھر آپ کے بارے میں معلوم ہوا تو میں نے ماسٹر برکلے سے بات کی۔ اس کے ذریعے مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ آپ سے بات ہو رہی ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری مہربانی ہے کہ تم میرے بارے میں ایسی رائے رکھتے ہو۔ ماسٹر برکلے نے تمہاری بے حد تعریف کی ہے۔ گریٹ لینڈ کے ڈاکٹر ہنری کو میں نہیں جانتا البتہ انہوں نے جو رپورٹ دی ہے اس میں ایک حصہ درست ہے جبکہ دوسرا حصہ غلط ہے۔ درست حصہ یہ ہے کہ مشینوں سے واش شدہ یادداشت واقعی خودبخود واپس آ جاتی ہے لیکن غلط حصہ یہ ہے کہ یادداشت ایک سال بعد نہیں بلکہ چھ ماہ بعد واپس آ جاتی ہے''...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ چھ ماہ سے پہلے بھی یادداشت واپس آ سکتی ہے اگر اس کی واپسی کے لئے مشینری استعمال کی جائے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں مسٹر پرنس۔ ابھی ایسی کوئی مشینری ایجاد نہیں ہوئی جو واش شدہ یادداشت کو واپس لے آئے۔ یہ قدرت کا اپنا نظام ہے

که مشینری سے یادداشت پر جو لیئر چڑھا دی جاتی ہے جسے ہم
واش کوڈ کہتے ہیں اصل میں یادداشت دب جاتی ہے۔ یہ لیئر
مشینری سے صاف کی جائے تو ذہنی توازن بھی خراب ہو جاتا ہے۔
اس لئے انتظار کیا جاتا ہے اور قدرتی طور پر زیادہ سے زیادہ چھ ماہ
لگ جاتے ہیں''...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ بے حد شکریہ جناب۔ آپ نے میرا ذہنی خلجان دور کر
دیا ہے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر
جیمز کی واش شدہ یادداشت لازماً چھ ماہ بعد بحال ہو گی''...... بلیک
زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے پاس ڈاکٹر جیمز کو واپس
لانے کے لئے چھ ماہ کا عرصہ موجود ہے''...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ چھ ماہ بعد جب ڈاکٹر جیمز کی یادداشت
بحال ہو جائے گی تب بھی تو اسے اغوا کیا جا سکتا ہے''...... بلیک
زیرو نے کہا۔

''اس عرصے میں۔ لیبارٹری تیار ہو جائے گی اور اس میں فوری
اس دھات ایلام پر کام شروع کر دیا جائے اور دن رات اس کی
حفاظت کی جائے گی تو ایکریمیا اب فوجی حملہ کرنے سے تو
رہا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ایکریمیا میں ڈاکٹر جیمز کو کہاں رکھا گیا
ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے تو وہ لازماً ڈاکٹر جوزف کے ایک ہسپتال میں ہو گا لیکن
یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانے کی پراگ حکومت کی
طرف سے درخواست کے بارے میں انہیں خبر مل چکی ہو گی۔ اس
لئے اب انہیں یقیناً چھ ماہ کے لئے کسی ایسی جگہ رکھا جائے گا جہاں
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پہنچنا ان کے نزدیک ناممکن ہو''...... عمران
نے کہا۔

''تو اس بارے میں آپ کیسے معلوم کریں گے''...... بلیک زیرو
نے کہا۔

''کوشش کی جا سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''......رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
لہجہ ایکریمین تھا۔

''لارڈ اوسلو جو خفیہ ایجنسی کے چیف رہے ہیں اور اب ریٹائر
ہیں ان کا نمبر چاہئے۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں''...... عمران
نے کہا۔

''یہ سپیشل نمبر ہے اور سپیشل نمبر کا سیکشن علیحدہ ہے۔ آپ انکوائری
نمبرز کے بعد سیون لگائیں سپیشل سیکشن سے آپ کا رابطہ ہو جائے

گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سپیشل سیکشن انکوائری''...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''لارڈ اوسلو کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لارڈ اوسلو مینشن''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جیمز پی کاک بول رہا ہوں۔ لارڈ اوسلو سے بات کرائیں''۔ عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کہاں سے کال کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''گریٹ لینڈ سے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو پی کاک۔ بڑے عرصے بعد کال کر رہے ہو لارڈ اوسلو کو۔ کیوں۔ یہ اچانک آج میں تمہیں کیسے یاد آ گیا''...... ایک قدرے بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اس لئے کہ اب لارڈ اوسلو کو بلیک سٹار میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ مجھے ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا۔ انسان کیسے بدل جاتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ لارڈ اوسلو آج بھی لارڈ ہے۔ ملک کا صدر اور چیف سیکرٹری اس کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جہاں تک بلیک سٹار کا تعلق ہے تو جب میں ریٹائر ہو گیا ہوں تو میرا اب اس سے کیا تعلق''...... لارڈ اوسلو نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے شاید اس کی دکھتی رگ پر انگلی رکھ دی تھی۔

''تعلق بے شک نہ رہے عزت تو قائم رہتی ہے اور رہنی بھی چاہئے لیکن تمہاری تو عزت بھی ختم کر دی گئی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو''...... لارڈ اوسلو نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جب تمہارا کوئی تعلق نہیں رہا اور کوئی عزت نہیں رہی تو پھر تمہیں بتانے کا کیا فائدہ۔ بس افسوس ہی کیا جا سکتا ہے کہ ایک وہ وقت تھا کہ لارڈ اوسلو کا پورے ملک ایکریمیا میں طوطی بولتا تھا اور اب یہ حالت ہے کہ بلیک سٹار کا موجودہ چیف کرنل نیلسن، لارڈ اوسلو کا نام سننا بھی گوارہ نہیں کرتا اور طنزیہ کہتا ہے کہ لارڈ اوسلو ماضی کا حصہ بن گیا ہے۔ وہ اب سوائے موت کے انتظار کے اور

کچھ نہیں کر سکتا''...... عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کرنل نیلسن نے کہا ہے۔ اس کرنل نیلسن نے جس کو میں نے یہاں تک پہنچایا ہے۔ اسے تو میرا احسان ماننا چاہئے''...... لارڈ اوسلو کا غصہ عروج پر تھا۔

''میں نے اسے کہا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس، بلیک سٹار کے خلاف کام کرنے والی ہے۔ لارڈ اوسلو اس معاملے میں بے حد تجربہ کار تھے۔ تم اس سے مشورہ کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کارروائی کرو لیکن اس نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ وہی الفاظ کہے جو میں نے پہلے بولے ہیں جس پر مجھے دلی رنج ہوا''۔ عمران نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کا سربراہ علی عمران ہے۔ اس کی بات کر رہے ہو نا''...... لارڈ اوسلو نے کہا۔

''ہاں وہی''...... عمران نے کہا جبکہ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''لیکن حکومت ایکریمیا نے واضح پالیسی اختیار کی ہوئی ہے کہ کوئی ایسا مشن سامنے نہ لایا جائے جس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلے کی نوبت پہنچے''...... لارڈ اوسلو کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ دوسرا معاملہ ہے۔ پراگ کے ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز نے پراگ میں ایلام نامی دھات دریافت کی جس سے اینٹی لیزر ہتھیار تیار کئے جا سکتے ہیں جبکہ ایکریمیا کی ساری سرمایہ کاری لیزر

ہتھیاروں پر ہو رہی ہے اور ایکریمیا پوری دنیا میں لیزر ہتھیاروں کو فروخت کر کے بھاری زرِ مبادلہ کما رہا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اینٹی لیزر ہتھیار تیار ہو گئے تو ایکریمیا کو شدید نقصان پہنچے گا اس لئے اس نے ڈاکٹر جیمز کو اغوا کر کے ایم ہسپتال میں رکھا۔ وہاں ڈاکٹر جوزف نے ڈاکٹر جیمز کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ اس کی یادداشت کو مشینوں کے ذریعے واش کر دیا گیا ہے اور اب چھ ماہ بعد یہ یادداشت خودبخود واپس آ سکتی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ڈاکٹر جیمز کو واپس پراگ پہنچانے کے لئے کام کرنے والی ہے۔ کرنل نیلسن اس قابل نہیں ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکے اس لئے میں نے کرنل نیلسن کو مشورہ دیا کہ وہ تم سے مشورہ کر لے لیکن اس نے جواب میں چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر جیمز کو ایسی جگہ پر رکھا جا رہا ہے جس کا علم سوائے اس کے چیف سیکرٹری اور صدر کے کسی اور کو نہیں ہے۔ لارڈ اوسلو میں تو جرأت ہی نہیں ہے کہ اس مقام کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔ مجھے یہ سن کر بے حد افسوس ہوا کہ اب لارڈ اوسلو کی بلیک سٹار میں یہ عزت رہ گئی ہے کہ کوئی اسے یہ بھی نہیں بتائے گا کہ ڈاکٹر جیمز کو کہاں بھجوایا گیا ہے۔ کرنل نیلسن کو معلوم ہو اور لارڈ اوسلو کو معلوم نہ ہو''...... عمران نے باقاعدہ چیلنج کے انداز میں کہا۔

''تم اس معاملے میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو۔ وجہ بتاؤ''۔ اس بار لارڈ اوسلو نے تیز لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی بات طویل

ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا۔

''لارڈ اوسلو اور جیمز پی کاک کی عزت مشترکہ ہے۔ بلیک سٹار مجھے اپنی ایجنسی لگتی ہے اس لئے کہ لارڈ اوسلو اس کا چیف رہا ہے۔ اب ریٹائر ہو گیا ہے تو کیا ہوا۔ عزت تو قائم رہنی چاہئے اور مجھے خدشہ تھا کہ عمران اگر واقعی حرکت میں آ گیا تو کرنل نیلسن کی حماقت کی وجہ سے وہ اپنا مشن مکمل کر لے گا جبکہ لارڈ اوسلو کا تجربہ اسے شکست دے سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کرنل نیلسن نے اپنی طرف سے جسے محفوظ جگہ سمجھا ہو گا اسے اس وقت تک محفوظ نہیں سمجھا جا سکتا جب تک لارڈ اوسلو اسے محفوظ قرار نہ دے دے''...... عمران نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کرنل نیلسن ابھی میرے سامنے بچہ ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ ڈاکٹر جیمز کو کہاں رکھا گیا ہے۔ اگر وہ جگہ واقعی محفوظ ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر نہیں تو پھر اسے واقعی محفوظ جگہ پر ہونا چاہئے۔ تم مجھے ایک گھنٹے بعد فون کرنا''...... لارڈ اوسلو نے کہا۔

''تم خود مجھے فون کر لینا۔ اب اتنی بھی کیوں کنجوسی کرتے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''کنجوسی نہیں۔ اصول کی بات ہے۔ پریشانی تمہیں ہے اس لئے فون بھی تم نے کرنا ہے''...... لارڈ اوسلو نے جواب دیا۔

''اچھا۔ بات تو تمہاری واقعی اصولی ہے۔ او کے۔ میں کر لوں گا

فون۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''بڑی محنت کرنا پڑی ہے آپ کو۔ لیکن کیا آپ کی محنت رنگ لائے گی''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''محنت کرنا انسان کا فرض ہے۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہ وہ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اگر لارڈ اوسلو خود فون کر دیتا تو پھر کیا ہوتا۔ ساری بات ختم ہو جاتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جیمز پی کاک گریٹ لینڈ کی ایم ایجنسی کا چیف رہا ہے۔ وہ بھی ریٹائر ہو چکا ہے۔ لارڈ اوسلو کے ساتھ اس کی دوستی مثالی ہے لیکن لارڈ اوسلو لارڈ ہونے کے باوجود دنیا کا کنجوس ترین آدمی ہے اس لئے مجھے یقین تھا کہ وہ فارن کال کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ انسانی نفسیات کو سامنے رکھا جائے تو بعض اوقات حیرت انگیز نتائج سامنے آتے ہیں''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزرنے کے بعد عمران نے دوبارہ لارڈ اوسلو سے رابطہ کیا۔

''لارڈ اوسلو مینشن''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جیمز پی کاک بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ''۔ عمران نے بدلی ہوئی آواز اور لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو پی کاک۔ بڑی دیر کر دی کال کرنے میں۔ مجھے چیلنج کر کے خود بھاگ جاتے ہو''...... لارڈ اوسلو کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

''مجھے معلوم ہے کہ اب تمہیں کسی نے کچھ نہیں بتانا اور میں تمہاری آواز میں شرمندگی پسند نہیں کرتا اس لئے میرا ارادہ بدل گیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ تم سے وعدہ کیا ہے تو چلو کال کر ہی لو''...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو ایک بار پھر مسکرا دیا۔

''تم نے مجھے اپنی طرح کا سمجھا ہوا ہے۔ لارڈ اوسلو کی اب بھی ایکریمیا میں اتنی عزت ہے کہ مجھ سے اعلیٰ حکام بات کرنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ میں نے چیف سیکرٹری سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ کرنل نیلسن، ڈاکٹر جیمز کو جزیرہ پارٹو کے قید خانے میں رکھنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے ڈیلاس کے فورٹ ورتھ میں رکھنے کی تجویز دی ہے جسے کرنل نیلسن نے بھی پسند کیا ہے اور مجھے بھی یہ تجویز پسند آئی ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا پاکیشیائی فوج بھی حملہ کرے تو گاجر مولی کی طرح کاٹی جا سکتی ہے پھر جہاں بلیک سٹار اس کی اندرونی اور بیرونی سیکورٹی کر رہی ہو تو پوری دنیا میں اس سے زیادہ محفوظ جگہ نہیں ہے''...... لارڈ اوسلو نے کہا۔

''میرا تو خیال ہے کہ شاید وہ ایکریمیا کے خلاف حرکت میں ہی نہ آئیں''...... عمران نے کہا۔

''یہی ان کے محفوظ رہنے کا آخری حربہ ہے ورنہ اس بار فورٹ ورتھ میں وہ یقیناً بلیک سٹار کے ہاتھوں مارے جائیں گے''...... لارڈ اوسلو نے کہا۔

''میں تو کہتا ہوں کہ مارے ہی جائیں تو اچھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ وہ عمران بے حد ضدی آدمی ہے وہ سب کو لے ڈوبے گا۔ اوکے۔ اب تو تمہاری تشویش دور ہو گئی''...... لارڈ اوسلو نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ تھینک یو۔ اوکے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ فورٹ ورتھ تو شاید قدیم دور کا کوئی قلعہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی اس کے بارے میں صرف سنا ہوا ہے۔ پوری تفصیل کا علم نہیں ہے۔ میں لائبریری میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں پھر آگے بات ہو گی''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

ایم ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر جوزف خاصا عمر رسیدہ تھا لیکن جسمانی طور پر وہ اتنا عمر رسیدہ دکھائی نہ دیتا تھا البتہ جب وہ بولتا تھا تو اس کی آواز میں لرزش نمایاں طور پر محسوس ہوتی تھی۔ ڈاکٹر جوزف اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا سامنے رکھی ہوئی ایک فائل کو بار بار پڑھنے میں مصروف تھا۔ فائل میں ٹائپ شدہ صرف دو صفحات تھے اور پھر ڈاکٹر جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل کے دوسرے صفحے پر آخر میں اپنے دستخط کر دیئے اور فائل بند کر دی۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر جوزف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں''...... دوسری طرف سے ان کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں ایم ہسپتال سے''...... ڈاکٹر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایکریمیا میں صدر کے بعد سب سے اہم اور طاقتور عہدہ چیف سیکرٹری کا ہی تھا۔

''ڈاکٹر جوزف۔ آپ نے ڈاکٹر جیمز کی نفسیات کا تجزیہ کر لیا ہے''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ فائل میرے سامنے پڑی ہے''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''آپ نے ہدایت کے مطابق ڈاکٹر جیمز کے ذہن میں ایکریمیا سے محبت اور پراگ سے نفرت فیڈ کر دی ہے یا نہیں''۔ چیف سیکرٹری نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

''سر۔ نفسیاتی طور پر چونکہ وہ پراگ کا باشندہ ہے اور اس کے آباؤ اجداد بھی پراگ سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے پراگ سے نفرت تو اس کے اندر پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ البتہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس کے ذہن میں پراگ سے لاتعلقی فیڈ کر دی ہے۔ اب پراگ اس کے لئے ایسا ہو گا جیسے پراگ نے اسے کچھ نہیں دیا لیکن نفرت پیدا کرنا ممکن نہیں ہے۔ جہاں تک ایکریمیا سے محبت کا تعلق ہے تو ایسا بھی نفسیاتی طور پر ممکن نہیں ہے البتہ اسے یہ فیڈنگ کی گئی ہے کہ ایکریمیا میں رہ کر اس کی جسمانی اور ذہنی تسلی ہو سکتی ہے۔ اسے ایکریمیا میں وہ سب کچھ مل سکتا ہے جس کی وہ خواہش رکھتا ہے۔ یہ سب کچھ چھ ماہ تک ہی ہو سکتا ہے

اس کے بعد اس کا ذہن خودبخود اس فیڈنگ کو واش کر کے واپس اپنی پہلی حالت میں چلا جائے گا''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ مسئلہ تو صرف چھ ماہ کا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ چھ ماہ تک اطمینان اور خوشی سے ہمارے ساتھ رہے''...... چیف سیکرٹری نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہو گا سر''...... ڈاکٹر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے آرتھر کو ڈاکٹر جیمز کے جنس مخالف کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس سلسلے میں آرتھر نے دس لڑکیوں کا انتخاب کیا ہے۔ ان کی البم وہ ساتھ لے کر آ رہا ہے۔ آپ اس البم کو دیکھ لیں۔ اگر آپ کی تسلی ہو جائے تو پھر آپ یہ فائل بھی آرتھر کو دے دیں اور ڈاکٹر جیمز کو بھی آرتھر کے ساتھ بھجوا دیں لیکن آپ کو بھی ساتھ جانا ہو گا کیونکہ ڈاکٹر جیمز آپ سے بے حد مانوس ہو چکا ہے۔ آپ وہاں ایک دو روز رہ کر واپس آ سکتے ہیں جبکہ ڈاکٹر جیمز وہیں رہے گا البتہ ان چھ ماہ کے دوران آپ وقتاً فوقتاً اس کے پاس جاتے رہیں گے۔ آپ چونکہ اس کا ذہن اور لاشعور پڑھ چکے ہیں۔ اس لئے آپ اسے سب سے زیادہ اچھے انداز میں ٹریٹ کر سکیں گے''...... چیف سیکرٹری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا اور پاس پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر انہوں نے یکے بعد

دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری کا آدمی آرتھر آ رہا ہے۔ اسے میرے آفس پہنچا دینا''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر جوزف نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی جس نے ڈارک براؤن رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ یہ آرتھر تھا جس کا تعلق چیف سیکرٹری سے تھا۔

''آیئے مسٹر آرتھر۔ میں آپ کا منتظر تھا''...... ڈاکٹر جوزف نے اٹھ کر آرتھر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... آرتھر نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ڈاکٹر جوزف اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

''آپ وہ البم لے آئے ہیں جس کے بارے میں چیف سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ آپ لے آ رہے ہیں''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ایسی لڑکیاں منتخب کروں جو آپ کی بتائی ہوئی خصوصیات کی حامل ہوں تاکہ ڈاکٹر جیمز بھی ان میں دلچسپی لیں''...... آرتھر نے کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے

ایک موٹی سی البم نکال کر اسے ڈاکٹر جوزف کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر جوزف نے البم کھولی۔ اس میں نوجوان لڑکیوں کی مختلف انداز کی تصویریں تھیں۔ ڈاکٹر جوزف خاموش بیٹھا یہ سب تصویریں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے البم بند کر کے میز پر رکھ دیا۔

''آپ نے واقعی اچھی کوشش کی ہے۔ آپ ہیلی کاپٹر لے آئے ہیں یا مجھے ہیلی کاپٹر منگوانا پڑے گا''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''میں ہیلی کاپٹر لے آیا ہوں اور ڈیلاس میں بھی اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں اطلاع دی جا چکی ہے''...... آرتھر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر جیمز کو کال کر لوں''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''وہ اپنا سامان بھی ساتھ لے جائیں گے۔ پھر وہ اتنی جلدی کیسے تیار ہو سکیں گے''...... آرتھر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ تو شاید صاف انکار کر دیتے لیکن میں نے ان کے ذہن پر اپنی مہارت آزمائی ہے۔ اب وہ دو روز سے سامان باندھے تیار بیٹھے ہیں اور بار بار مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کب فورٹ ورتھ انہیں لے جایا جائے گا''...... ڈاکٹر جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ ڈاکٹر جیمز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے معلوم ہوتا تھا کو ڈاکٹر جیمز ادھیڑ عمر آدمی ہیں۔

''آپ کا انتظار ختم ہو گیا ہے ڈاکٹر جیمز۔ چیف سیکرٹری صاحب نے خصوصی طور پر آپ کے لئے ہیلی کاپٹر بھجوایا ہے اور اپنے خصوصی کمانڈر جناب آرتھر کو بھی ساتھ جانے کا حکم دیا ہے تاکہ آپ کو پوری عزت و احترام کے ساتھ فورٹ ورتھ پہنچایا جا سکے''۔ ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''اوہ تھینک یو ڈاکٹر جوزف۔ یہ سب آپ کی مہربانی ہے۔ میں آپ کا ہمیشہ مشکور رہوں گا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر جیمز نے بڑے ممنونانہ لہجے میں کہا۔

''آپ تیار ہو جائیں۔ میں اور آرتھر آپ کے ساتھ جائیں گے تاکہ آپ کو انتہائی احترام سے وہاں پہنچایا جائے''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

''آپ کا بے حد شکریہ۔ میں تو دو روز سے تیار بیٹھا ہوں''۔ ڈاکٹر جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ہم آ رہے ہیں''...... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر موجود البم اٹھا کر واپس آرتھر کو دیا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ آرتھر اس کی پیروی کر رہا تھا۔

جولیا کے فلیٹ پر صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ موجود تھے۔ وہ سب آپس میں گپ شپ کرنے میں مصروف تھے۔

''تم نے عمران صاحب کو فون کیا ہے یا نہیں''...... صالحہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیوں فون کرتی۔ وجہ''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''عمران صاحب ساتھ دیں تو ہمارا یہ ونٹر ٹور بے حد شاندار ہو جائے گا''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران پہلے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑیوں پر نہیں گیا حالانکہ صدیقی نے اس کی بے حد منت کی تھی۔ صدیقی مجھے بتا رہا تھا کہ عمران کے بقول اسے نہ سردیوں کا موسم اچھا لگتا ہے اور نہ ہی برف سے لدے پہاڑ۔ اب میں اسے کا تال جانے کا کہہ کر یہی جواب سنوں جو صدیقی نے سنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب مذاق میں ایسی باتیں کرتے ہیں حالانکہ بے شمار بار وہ ہمارے ساتھ سردیوں کے موسم میں پہاڑیوں پر گئے ہیں اور انہوں نے ہم سب سے زیادہ موسم کو انجوائے کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''صدیقی کے ساتھ چونکہ جولیا نہیں جا رہی تھی اس لئے عمران نے انکار کر دیا۔ اب جولیا اسے ساتھ چلنے کا کہے تو وہ سر کے بل چل کر بھی جانے کو تیار ہو گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میرا خیال دوسرا ہے''...... صالحہ نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''عمران صاحب تنویر کے بغیر کہیں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے''...... صالحہ نے کہا تو اس بار سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

اب چیف سے اجازت لو تاکہ ہم ٹور پر جانے کی تیاری کر سکیں''...... صفدر نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پاس پڑے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف۔ فور سٹارز پہلے آپ کی اجازت

سے پہاڑی علاقے کاتال کے ٹور پر گئے تھے۔ اب ہم بھی دس روزہ ٹور کے لئے کاتال جانا چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو''...... جولیا نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک دو روز انتظار کریں۔ ایک اہم مشن پر کام ہو رہا ہے۔ عمران بضد ہے کہ وہ اکیلا جائے گا لیکن میں ٹیم کو بھجوانا چاہتا ہوں لیکن اس کے لئے اطلاعات کی ضرورت ہے۔ عمران اس پر کام کر رہا ہے اس کے بعد فیصلہ ہو گا کہ اسے اکیلا بھیجا جائے یا ٹیم کو بھی ساتھ بھیجا جائے یا صرف ٹیم کو بھیجا جائے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''دیکھا تم نے۔ عمران کتنا خودغرض ہے۔ وہ اب ہمیں ساتھ لے جانے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا۔ یہ اس کا ہم پر آخری وار ہے''۔تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں بات کرتی ہوں اس سے۔ یہ واقعی انتہا درجے کی خودغرضی ہے''...... جولیا نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود و بدہان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ ابھی چیف نے بتایا ہے کہ ایک مشن درپیش ہے اور تم اس مشن پر ہمیں ساتھ لے جانے کی بجائے اکیلے

جانا چاہتے ہو۔ کیا اب تم اس قدر خودغرض ہو گئے ہو۔ بولو۔ جواب دو''...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''میں نے تو چیف سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے اکیلا بھیج دے اور ٹیم پر خواہ مخواہ جو خرچہ ہوتا ہے وہ مجھے دے دے۔ چلو آغا سلیمان پاشا کا کچھ تو ادھار اتر جائے گا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے انسان کو ادھار اتار دینا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ اب تک جو مشن سامنے آیا ہے اس میں مشن پر جانے والوں کی موت کا سو فیصد خطرہ ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فاتحہ خوانی کرنا پڑے۔ اس سے بہتر ہے کہ ایک بے چارہ عمران اپنی قربانی دے دے''...... عمران نے فقرے کا دوسرا حصہ بڑے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تم فوراً میرے فلیٹ پر پہنچو۔ ابھی اسی وقت۔ سنا تم نے''۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بزرگوں کا قول ہے کہ جہاں اکیلی خاتون رہتی ہو۔ وہاں اکیلے آدمی کو نہیں جانا چاہئے کیونکہ وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ میں تیسرا ہوں گا یا شیطان''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ سب یہاں موجود ہیں۔ تم فوراً آؤ۔ ابھی اسی وقت''...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''نانسنس اکیلا جا کر مرنا چاہتا ہے۔ نانسنس''...... جولیا نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ عمران صاحب دانستہ آپ کے ساتھ ایسی بات کر دیتے ہیں۔ آپ اپنا بلڈ پریشر ہائی نہ ہونے دیا کریں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن چیف نے بھی تو یہ بات کی ہے کہ عمران اکیلا جانا چاہتا ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن چیف کو اس نے کوئی اور وجہ بتائی ہو گی''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ویسے میں نے دیکھا کہ عمران اب ہم سے بہت زیادہ لاتعلق رہنے لگ گیا ہے۔ پہلے دوسرے تیسرے دن اس سے کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جاتی تھی۔ اب تو ہفتوں گزر جاتے ہیں اس سے ملاقات ہی نہیں ہوتی''...... جولیا نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

''اچھا ہے نہیں ملاقات ہوتی۔ خواہ مخواہ دل جلانے کی باتیں کرتا رہتا ہے''...... تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر اس کی باتیں کرتے ہوئے کچھ دیر گزری تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو سب سمجھ گئے کہ عمران آیا ہے۔ صفدر نے اٹھ کر ڈور فون کا بٹن پریس کیا تو کھٹاک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

''کون ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کون در لیلیٰ پر حاضری دے سکتا ہے۔ بے چارے عمران کے

بغیر''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو جولیا کا چہرہ یکلخت بہار کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''اچھا۔ آ رہا ہوں''...... صفدر نے کہا اور ڈور فون بند کر کے وہ راہداری سے گزرتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور صفدر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے ہال میں داخل ہوئے اور پھر رسمی سلام دعا کے بعد عمران بھی صفدر کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ اصل بات کہ مشن کیا ہے اور تم اکیلے کیوں جانا چاہتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ چیف نے کہا ہے کہ ہوسکتا ہے تمہارے بغیر ٹیم کو بھجوا دیا جائے۔ اس کا مطلب جانتے ہو کیا ہو گا کہ آئندہ کے لئے بھی تمہیں فارغ کر دیا جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''چیف اب واقعی بوڑھا ہو چکا ہے اس لئے کیوں نہ چیف کو فارغ کرا دیا جائے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس میں ہمت ہے چیف کو فارغ کرانے کی۔ تم اپنی بات کرو''...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے یہ تو ہم ہیں کہ جن کے کاندھوں پر چڑھ کر چیف کا قد بڑا ہوا ہے ورنہ ایسے بے شمار چیف سڑکوں پر چٹکیاں بجاتے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ مشن کیا ہے آپ یہ بتائیں۔ باقی باتیں چھوڑیں''...... صفدر نے اپنی عادت کے مطابق موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ میں اسے مشن نہیں سمجھتا اور چیف کا کہنا ہے کہ وہ سرسلطان اور صدر پاکیشیا سے وعدہ کر چکا ہے جس پر میں نے کہا کہ وعدہ نبھانے کے لئے میری جان حاضر ہے لیکن ٹیم کو کیوں دوسروں کی آگ میں دھکیلتے ہیں لیکن چیف بضد ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہے کیا وہ مشن تو بتائیں''...... صفدر نے کہا۔

''پراگ ایک یورپی ملک ہے۔ وہ میزائل ٹیکنالوجی میں بہت ایڈوانس ہے اور انتہائی حساس اسلحہ بھی بناتا ہے۔ پاکیشیا کے پراگ سے کافی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔ پاکیشیا جدید ترین اسلحہ پراگ سے خریدتا ہے۔ پراگ کے ایک ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز نے پراگ کے پہاڑی علاقے میں ایک غیر ارضی دھات کا سراغ لگایا جو کسی شہاب ثاقب کے ساتھ وہاں کسی زمانے میں گری ہو گی اس دھات کی تقریباً پانچ سو پونڈ مقدار ملنے کا امکان ہے۔ اس دھات پر جب پراگ کے سائنسدانوں نے تجربات کئے تو ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ یہ دھات اینٹی لیزر ہے۔ دوسرے لفظوں میں لیزر شعاعیں جو اب تک ناقابل تسخیر رہی ہیں اور سپر پاورز لیزر ہتھیاروں کی دوڑ میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر

آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ دھات ان لیزر شعاعوں کو نہ صرف اپنے اندر جذب کر لیتی ہے بلکہ ان کی تیزی مکمل طور پر ختم کر دیتی ہے۔ چنانچہ پراگ حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس دھات سے اینٹی لیزر ہتھیار بنائے جائیں تاکہ لیزر ہتھیاروں کا خاتمہ کیا جا سکے چنانچہ انہوں نے اس کے لئے ایک نئی لیبارٹری تیار کرنا شروع کر دی۔ اس لیبارٹری کو تیار ہونے میں کم از کم چھ ماہ کا عرصہ چاہئے۔ اس دھات کی موجودگی کا علم صرف ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز کو ہے۔ ادھر اس دھات جسے ایلام کا نام دیا گیا ہے، سپر پاورز اور خصوصاً ایکریمیا کو بھی اس بارے میں علم ہو گیا۔ اس نے یہ دھات خود حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اینٹی لیزر ہتھیار بھی اس کے پاس یا اس کے دوست ملکوں کے پاس ہوں۔ انہوں نے پراگ سے ڈاکٹر جیمز کو اغوا کر لیا۔ پراگ حکومت کو شاید اس کا پہلے سے خدشہ تھا اور چھ ماہ سے پہلے وہ یہ دھات اوپن بھی نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے ذہن، شعور اور لاشعور کے ماہرین سے ڈاکٹر جیمز کی یادداشت سے اس دھات اور اس دھات کے محل وقوع اور اس بارے میں تمام معلومات واش کرا دیں لیکن اس میں ایک اور پوائنٹ ہے کہ اگر مشینوں کے ذریعے یادداشت کا کچھ حصہ واش کیا جائے تو چھ ماہ بعد یادداشت دوبارہ لوٹ آتی ہے۔ سائنسی طور پر یہ واش نہیں ہوتی بلکہ اس پر ایسی لیئر چڑھا دی جاتی ہے جو خود بخود چھ ماہ بعد ختم ہو جاتی ہے اور ذہن میں موجود یادداشت اوپن ہو

جاتی ہے۔ چنانچہ اب چھ ماہ کا عرصہ خاص عرصہ ہے۔ ایکریمیا نے
ڈاکٹر جیمز کی حفاظت کرنی ہے اور پراگ ڈاکٹر جیمز کو واپس حاصل
کرنا چاہتا ہے۔ پراگ کی ایجنسیوں نے اس پر کام کیا تو وہ صرف
اتنا معلوم کر سکی ہیں کہ ڈاکٹر جیمز کو اغوا ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی بلیک
سٹار نے کیا ہے۔ اس سے زیادہ وہ معلومات حاصل نہیں کر سکیں۔
چنانچہ پراگ حکومت نے ڈاکٹر جیمز کی واپسی کے لئے پاکیشیا
سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور پراگ کے
صدر نے پاکیشیا کے صدر سے بات کی اور پاکیشیا کو اسلحے کی
خریداری اور ایسے ہی دوسرے معاہدوں میں مزید اور بڑا ریلیف
دینے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ پاکیشیا کو اس سے بہت فائدہ ہو سکتا تھا
اس لئے پاکیشیا کے صدر نے وعدہ کر لیا۔ صدر صاحب نے یہ کام
سرسلطان کے ذمے لگا دیا اور سرسلطان نے اپنے مخصوص انداز میں
چیف سے درخواست کی اور چیف نے بھی وعدہ کر لیا اور پھر مجھے
کال کر کے میرے ذمے لگایا کہ میں معلومات حاصل کروں کہ
ڈاکٹر جیمز کو کہاں رکھا گیا ہے تاکہ سیکرٹ سروس کو اس مشن پر بھجوایا
جا سکے۔ میں نے اس کی مخالفت کی کیونکہ اس طرح ہم صرف
کرائے کے سپاہی بن کر رہ جائیں گے لیکن چیف نے میری بات
ماننے سے انکار کر دیا تو میں نے آفر کی کہ میں اکیلا چلا جاتا ہوں
تاکہ سیکرٹ سروس کو کرائے کی سروس نہ سمجھا جائے لیکن چیف نے
تو شاید قسم کھا رکھی ہے کہ عمران کی بات نہیں ماننی''...... عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر ڈاکٹر جیمز ہلاک ہو جاتا ہے تو پھر یہ
دھات کیسے پراگ حکومت کو ملے گی''...... صفدر نے کہا۔

''اس بارے میں بھی کوئی فول پروف انتظام کیا گیا ہو گا''۔
عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف نے کہا ہے کہ ابھی اس پر ایک دو روز کام ہونا ہے۔ کیا
کام ہونا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مشن ٹارگٹ طے ہونا ہے۔ چیف نے جو معلومات اپنے
ذرائع سے حاصل کی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر جیمز کو خصوصی ذہنی و
نفسیاتی ہسپتال جسے ایم ہسپتال کہا جاتا ہے، میں ڈاکٹر جوزف کے
تحت رکھا گیا ہے لیکن پھر یہ بھی اطلاع ملی کہ ڈاکٹر جیمز کو ایم
ہسپتال سے کسی نامعلوم جگہ پر شفٹ کر دیا گیا ہے کیونکہ ایکریمیا کو
اطلاع مل چکی ہے کہ پراگ حکومت نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی
خدمات حاصل کر لی ہیں اور یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا رعب و دبدبہ کس قدر ہے اس لئے انہوں نے حفاظتی
اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر میں اکیلا
جاؤں تو زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہوں لیکن چیف مانتا ہی نہیں''۔
عمران نے کہا۔

''عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس کام کے لئے پوری ٹیم نہ
جائے۔ اکیلا آدمی آسانی سے یہ کام کر سکتا ہے لیکن عمران کو سب

جانتے ہیں اس لئے عمران کی بجائے مجھے بھیجا جائے''...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے اچانک خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا ڈاکٹر جیمز واپس آنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا وہ محب وطن نہیں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''میں نے بتایا ہے کہ اسے ایکریمیا کے ذہنی و نفسیاتی ہسپتال میں جسے ایم ہسپتال کہا جاتا ہے اور اس ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر جوزف کی شہرت پوری دنیا میں ہے۔ لامحالہ ڈاکٹر جوزف نے ڈاکٹر جیمز کے ذہن پر کام کیا ہو گا اور اس کام کی وجہ سے ڈاکٹر جیمز نے واپس آنے سے انکار کر دینا ہے۔ اسے تو زبردستی ساتھ لے آنا پڑے گا یا پھر ان کے ذہن پر ڈاکٹر جوزف کے کئے گئے کام کو ختم کرنا ہو گا۔ پھر ہی ڈاکٹر جیمز پراگ واپس آنے پر تیار ہو گا''۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''پھر تو تمہارا ساتھ جانا ضروری ہے۔ تم ڈاکٹر جوزف کو بھی پیچھے چھوڑ سکتے ہو''...... تنویر نے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ جب یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر جیمز ایم ہسپتال میں ہیں اور بقول آپ کے انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حرکت میں آنے کی اطلاع پر حفاظتی اقدامات کرنے شروع کر دیئے ہیں تو اب کیا ہم ان کے اقدامات کا انتظار کرتے رہیں

گے''...... صفدر نے کہا۔

''چیف نے بھی تو کہا ہے کہ دو روز بعد پوزیشن واضح ہو گی''۔ جولیا نے کہا۔

''چیف نے یہ کام میرے ذمے لگا دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ فوری معلومات حاصل کی جائیں تو میں نے اپنی کارکردگی کا رعب ڈالنے کے لئے مزید دو روز کی بات کر دی حالانکہ معلومات تو میں حاصل بھی کر چکا ہوں''...... عمران نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم چیف کو دھوکہ دے رہے ہو''...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''دھوکہ کیسے۔ میری مرضی۔ میں چیف کو مزید دو ہفتے کی تاریخ دے دوں۔ اگر اسے فوری معلومات حاصل کرنی ہیں تو خود کر لے یا اپنی سروس کے ممبران سے کہہ دے''...... عمران نے بڑے فاتحانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ بے شک چیف کو مزید دو روز بعد بتا دیں لیکن ہمیں تو آپ ابھی بتا سکتے ہیں۔ ہم پر تو ویسے ہی آپ کا رعب طاری رہتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ تنویر بھی آپ کی تعریفیں کرتا رہتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں ابھی بتا دیتا ہوں البتہ چیف کو میں دو روز بعد بتاؤں گا تاکہ اسے کم سے کم عمران کے جواب کا انتظار کرنا پڑے۔ تو پھر سنو۔ میں نے کنفرم معلومات حاصل کر لی

ہیں۔ ایکریمیا نے ڈاکٹر جیمز کو ڈیلاس کے پہاڑی علاقے میں واقع ایک قدیم قلعے جسے فورٹ ورتھ کہا جاتا ہے، پہنچا دیا گیا ہے۔ اب ہمیں فورٹ ورتھ جا کر ڈاکٹر جیمز کو واپس لانا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور عمران اس طرح حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگا جیسے اسے ان کے ہنسنے کی وجہ سمجھ نہ آ رہی ہو۔

''تم کیوں ہنس رہے ہو۔ کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے''۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جو بات آپ چیف کو نہ بتا رہے تھے وہ آپ نے ڈپٹی چیف کو بتا دی۔ ہم آپ کی معصومیت پر ہنس رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ معصوم نہیں ہے۔ بے حد چالاک ہے۔ اس نے جان بوجھ کر ہمیں بتایا ہے کہ جب ہم چیف کو بتائیں تو چیف کو اپنی توہین کا احساس ہوا اور عمران اس بات کا انتقام چیف سے لے رہا ہے کہ چیف نے اسے اکیلا مشن پر بھیجنے سے انکار کر دیا ہے''...... تنویر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ میں نے نجانے کتنی منتیں کر کے یہ معلومات حاصل کی ہیں اور تم نے مجھے ہی قصوروار قرار دے دیا ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا عمران صاحب نے درست معلومات دی ہیں یا یہ بھی گیم ہے تاکہ ہم چیف کے سامنے شرمندہ ہوں''...... صالحہ نے کہا تو

سب بے اختیار چونک پڑے۔

''ارے ارے میری نیت پر تو شک نہ کرو''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر فون اٹھاؤ اور ہمارے سامنے ابھی چیف کو اطلاع دو''۔ جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور اٹھا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

''ارے ارے۔ کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ چلو صرف چائے ہی پلوا دو۔ تمہارے چیف کی چیخ و پکار سننے کے لئے جسم میں فولادی طاقت کا ہونا ضروری ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سب کچھ ملے گا۔ پہلے فون کرو''...... جولیا نے کہا۔

''سب کچھ۔ ارے واہ۔ تنویر سنا تم نے''...... عمران نے بڑے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ سن رہا ہوں۔ سب کچھ کا مطلب ہوتا ہے جوتے، ڈنڈے۔ سب کچھ ملے گا تمہیں''...... تنویر نے جواب دیا تو عمران نے برا سا منہ بنا لیا جبکہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''خاموش رہو تنویر۔ اہم معاملے پر بات ہو رہی ہے''...... جولیا نے تنویر سے کہا۔ ادھر عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی ایس۔ سی (آکسن) ازاں

فلیٹ جولیا بموجودگی مس جولیا، مس صالحہ، ڈیشنگ ایجنٹ تنویر، سپر ایجنٹ صفدر یار جنگ بہادر اور پاور ایجنٹ کیپٹن شکیل بول رہا ہوں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی جبکہ جولیا آنکھیں نکالتی رہ گئی لیکن عمران کی رواں زبان ظاہر ہے آسانی سے تو نہ بند ہو سکتی تھی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

''فون تو مس جولیا نے کیا ہے البتہ رسیور مجھے پکڑا کر بات کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے کیونکہ جو راز ہائے درون پردہ مطلب ہے پردوں کے پیچھے چھپے ہوئے اور جو میں آپ کے سامنے دو روز بعد پیش کرنا چاہتا تھا تاکہ آپ پر میری کارکردگی کا رعب بیٹھ سکے۔ وہ آپ کی سروس کے ممبران نے مجھ جیسے معصوم آدمی کو بہلا پھسلا کر ابھی معلوم کر لیا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا ہے کہ یہ راز سب کے سامنے آپ کو بھی بتایا جائے اور وہ راز یہ ہے کہ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ پراگ کے ڈاکٹر جیمز کو ایم ہسپتال سے کہیں اور منتقل کر دیا گیا ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم یہی بتانا چاہتے ہو کہ ڈاکٹر جیمز کو ڈیلاس کے قدیم فورٹ ورتھ میں منتقل کیا گیا ہے اور اس کی حفاظت بلیک سٹار ایجنسی کر رہی ہے۔ یہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔ میں اس انتظار میں ہوں کہ بلیک سٹار ایجنسی کی طرف سے وہاں کئے گئے حفاظتی انتظامات کی تفصیل معلوم ہو جائے جو ایک دو روز میں معلوم ہو جائے گی۔

اس کے بعد سروس کو مشن کے لئے روانہ کیا جائے گا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران کے ہاتھ سے رسیور چھوٹ گیا اور اس نے اس طرح دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا جیسے کوئی جواری اپنی آخری بازی بھی ہار گیا ہو۔

''یہ انسان نہیں ہے۔ کوئی جن بھوت ہے۔ میں نے اتنی مشکل سے معلومات حاصل کیں اور اسے یہاں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم ہے۔ نہیں یہ انسان ہو ہی نہیں سکتا''...... عمران نے سامنے میز پر جھلائے ہوئے انداز میں مکا مارتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ چیف اگر جن بھوت ہوتا تو ویسے ہی ڈاکٹر جیمز کو واپس اٹھا لاتا۔ اس کے اپنے بے شمار ذرائع ہیں۔ اس لئے معلومات اس تک کہیں نہ کہیں سے پہنچ ہی جاتی ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔

''مس جولیا۔ گرم چائے کا ایک کپ مل جائے تو عمران صاحب یقیناً نارمل ہو جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''واہ۔ مجھے تو تم جن بھوت لگتے ہو کہ میرے دل کا حال بھی جان لیتے ہو''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

بلیک سٹار کا چیف کرنل نیلسن اپنے آفس میں بیٹھے ضروری کام کرنے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو کرنل نیلسن نے چونک کر سر اٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھا تو دوسرے لمحے اس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''آؤ۔ آؤ کرنل گروز۔ آؤ۔ آج مجھے واقعی تمہاری ضرورت محسوس ہو رہی تھی''...... کرنل نیلسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے بھی اطلاع مل گئی کہ تمہیں میری ضرورت ہے۔ اس لئے میں چلا آیا''...... آنے والے نے کہا جو ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن جسمانی طور پر وہ خاصا مضبوط نظر آ رہا تھا۔

''بیٹھو۔ کیا پیؤ گے''...... رسمی مصافحے کے بعد کرنل نیلسن نے کہا۔

''جو مرضی آئے منگوا لو۔ تم سے کافی عرصے سے ملاقات نہ

ہوئی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آج ملاقات ہو ہی جائے''۔ کرنل گروز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کرنل نیلسن نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو شراب لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''سناؤ روسیاہ والا مشن کیسا رہا۔ سنا ہے بڑا سخت مشن تھا''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''ریڈ سرکل کو ویسے ہی سخت مشن جاتے ہیں۔ بہرحال کامیابی نے ہمارے قدم چومے اور ہم سرخرو ہو کر واپس آئے ہیں''۔ کرنل گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عقبی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ نوجوان نے ایک گلاس کرنل نیلسن اور دوسرا کرنل گروز کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

''تمہیں میری ضرورت کیوں پڑ گئی۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... کرنل گروز نے شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک اہم مشن درپیش ہے جس نے مجھے فکر مند کر دیا ہے''...... کرنل نیلسن نے بھی شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''کس ٹائپ کا مشن ہے کہ تم جیسا آدمی فکر مند ہو رہا ہے''۔ کرنل گروز نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''مقابلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس آ رہی ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا تو کرنل گروز بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ مطلب ہے عمران اور اس کے

ساتھی''...... کرنل گروز نے کہا۔

''ہاں''...... کرنل نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی فکر مند ہونے والی بات ہے کیونکہ یہ لوگ واقعی حد درجہ خطرناک ہیں لیکن ایک بات بتا دوں۔ میں نے ان کی کامیابیوں پر غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ لوگ ہماری کوتاہیوں سے فائدہ اٹھا کر کامیاب ہوتے ہیں۔ اگر ہم کوتاہیاں نہ کریں تو یہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''تمہارا تو کئی بار ان سے مقابلہ ہو چکا ہے۔ کیا رزلٹ رہا''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''وہی جو میں نے پہلے بتایا ہے۔ ہماری کوتاہیوں سے ان لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور کامیاب رہے''...... کرنل گروز نے شراب کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے ان سے مقابلے اور ان کے خاتمے کا کوئی روڈ میپ بنایا ہوا ہے''...... کرنل نیلسن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آج سے دو سال قبل ایک مشن میں ان سے مقابلہ ہوا جس میں وہ کامیاب رہے تو میں نے چیف سیکرٹری صاحب کو استعفیٰ پیش کر دیا لیکن چیف سیکرٹری صاحب نے میرا استعفیٰ مسترد کرتے ہوئے حکم دیا کہ میں انتہائی غیر جانبدار ہو کر اس ناکامی کی

وجوہات تلاش کروں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کامیابی کی وجوہات بھی ٹریس کروں اور ایسے اقدامات بھی تجویز کروں جن کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکام کیا جا سکے۔ چنانچہ میں نے اس پر ایک کمیشن بنایا جو چار افراد پر مشتمل تھا اور انہوں نے ایک ماہ کی محنت کے بعد روڈ میپ تیار کیا جو میں نے چیف سیکرٹری کو پیش کر دیا۔ انہوں نے اسے بے حد سراہا''...... کرنل گروز نے کہا۔

''تم جس چیف سیکرٹری کی بات کر رہے ہو وہ تو سر ہائمن تھے جو ریٹائر ہو گئے اور پھر ان کا انتقال ہو گیا''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہاں وہی۔ وہ روڈ میپ مجھے واپس نہیں مل سکا۔ ان کے بیٹے نے مجھے بتایا کہ اس نے ان کے سامان کو چیک کیا ہے۔ اس میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے تو میں خاموش ہو گیا اور میں کیا کر سکتا تھا''...... کرنل گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اپنی کوتاہیوں کی بجائے مجھے اس بارے میں بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جیتنے کی وجوہات کیا ہیں''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے اس پر خصوصی غور کیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی مشن سے مکمل طور پر وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں اسے ہر حالت میں مکمل کرنے کا عہد ہوتا ہے۔ ناکامی یا ناکام واپسی کے الفاظ ان کی ڈکشنری میں نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ

انتہائی جذبے سے پر ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی بہت بڑھ جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ عام ایجنٹوں سے ہٹ کر ہمیشہ مشکل راستہ اختیار کرتے ہیں اور ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہر قسم کے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں''...... کرنل گروز نے کہا۔

''میرے ذہن میں بھی ایسی ہی باتیں تھیں۔ بہرحال شکریہ۔ تم نے ہمیں آگے بڑھنے کا درست راستہ بتا دیا ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''تم نے بتایا نہیں کہ مشن ہے کیا اور اب کس سٹیج پر ہے''۔ کرنل گروز نے کہا۔

''مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ پراگ کے ایک ماہر معدنیات نے ایک انتہائی قیمتی اور غیر ارضی دھات پراگ کے پہاڑوں سے دریافت کی ہے۔ اس دھات پر جب سائنسدانوں نے تجربات کئے تو پتہ چلا کہ اس دھات میں لیزر جیسی طاقتور شعاعوں کو زیرو کرنے کی خاصیت ہے لیکن انہیں اس دھات سے اینٹی لیزر ہتھیار بنانے کے لئے جو مشینری اور لیبارٹری چاہئے تھی وہ تیار ہونے میں کم از کم چھ ماہ کا عرصہ درکار تھا۔ اس لئے انہوں نے ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز کے ذہن سے اس دھات کے بارے میں موجود تمام معلومات واش کر دیں۔ ایکریمیا اس دھات کو خود استعمال کرنا چاہتا تھا اس لئے بلیک سٹار نے پراگ میں کارروائی کی اور ڈاکٹر جیمز کو

پراگ سے اغوا کر لیا اور پھر اسے ایم ہسپتال میں رکھا گیا تاکہ ڈاکٹر جوزف اس کے ذہن سے تمام معلومات حاصل کر لیں لیکن معلوم ہوا کہ ایسا چھ ماہ بعد ہو سکے گا۔ ادھر پراگ نے ڈاکٹر جیمز کو حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کر لیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈاکٹر جیمز کو بچانے کے لئے اسے ڈیلاس کے فورٹ ورتھ میں پہنچا دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ڈاکٹر جوزف نے ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ پراگ سے زیادہ ایکریمیا کو اس دھات کی ضرورت ہے۔ پراگ اسے ضائع کر دے گا۔ اس طرح اس کی محنت ضائع ہو جائے گی۔ یہ اس لئے کیا گیا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر جیمز تک پہنچ بھی جائے تب بھی وہ ان کے ساتھ جانے پر رضامند نہ ہوں''...... کرنل نیلسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اسی صورت میں وہ اسے ہلاک کر دیں گے تب بھی تو ایکریمیا کو کچھ حاصل نہ ہوگا''...... کرنل گروز نے کہا۔

''نہیں۔ ایکریمیا اس سبجیکٹ میں اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ ڈاکٹر جیمز کو ہلاک بھی کر دیا جائے تو اس کا دماغ اس کی کھوپڑی سے نکال کر محفوظ کر لیا جائے گا اور پھر چھ ماہ بعد اس پر کام کر کے معلومات حاصل کر لی جائیں گی کیونکہ کسی بھی انسان کا ذہن اس کی جسمانی موت سے کچھ وقت کے بعد مردہ ہوتا ہے۔ یہ وقفہ دو تین روز تک بھی مخصوص ادویات کے ذریعے بڑھایا جا سکتا

ہے۔ اس دوران ذہن کے اس حصے کو ایسے محلول میں رکھا جاتا ہے کہ وہ بالکل اسی طرح رہتا ہے جس طرح زندہ حالت میں ہوتا ہے''...... کرنل نیلسن نے جواب دیا تو کرنل گروز کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ۔ یہ تو واقعی بہت ایڈوانس سائنس ہے۔ گڈ''...... کرنل گروز نے کہا اور کرنل نیلسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''فورٹ ورتھ میں تمہاری ایجنسی کا ہیڈکوارٹر رہا ہے۔ اس لئے تمہیں اس کے بارے میں زیادہ علم ہو گا۔ کیا تم وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ کی صورت میں ہماری کامیابی کے لئے ٹپس دے سکتے ہو''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یہ ایکریمیا کے لئے بے حد اہم مشن ہے کرنل نیلسن۔ اگر تم ناراض نہ ہو تو اسے کیپٹنز پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اگر تم چاہو تو ریڈ سرکل تمہارے ماتحت کام کر سکتی ہے۔ فورٹ ورتھ اور ڈیلاس کے پہاڑی علاقوں کے بارے میں جتنا ہم جانتے ہیں اتنا اور کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے اگر تم چاہو تو میں خود اپنے سیکشن کے ساتھ ڈیلاس میں ڈیرہ ڈال لیتا ہوں۔ فورٹ ورتھ کے اندر تمہارے سیکشن کام کرتے رہیں گے اور ڈیلاس سے ہٹ کر پوری دنیا میں تم جو چاہو کرتے رہو۔ میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں کہ اگر یہ لوگ ڈیلاس پہنچے تو انہیں فورٹ ورتھ پہنچنے سے پہلے ہلاک کر دیا جائے گا''...... کرنل گروز نے کہا۔

''یہ تمہاری محبت ہے مجھ سے بھی اور ایکریمیا سے بھی۔ اگر تم وہاں کا چارج سنبھالنا چاہتے ہو تو پھر فورٹ ورتھ کا چارج بھی تم سنبھال لو تاکہ تمہارا آپس میں اتحاد قائم رہے۔ میں چیف سیکرٹری صاحب سے اجازت لے لیتا ہوں''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں صرف ایکریمیا کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں''...... کرنل گروز نے کہا۔

''گڈ۔ اس کو کہتے ہیں حب الوطنی۔ میں چیف سیکرٹری سے بات کرتا ہوں''...... کرنل نیلسن نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں''...... کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تم وہاں خود رہو گے یا اپنے کسی اسسٹنٹ کو بھیجو گے''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''میرا نمبر ٹو ہے لارسن۔ وہ فورٹ ورتھ کے اندر اپنے ساتھیوں سمیت مورچہ سنبھالے گا جبکہ ڈیلاس کے پہاڑی علاقے کا مکمل چارج میں خود سنبھالوں گا''...... کرنل گروز نے کہا تو اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''چیف سیکرٹری صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں۔ ایک گھنٹے بعد بات ہو سکتی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے''...... کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

کرنل گروز اپنی ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا اپنے اسسٹنٹ لارسن کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ ویسے ہی بلیک سٹار کے چیف کرنل نیلسن سے ملنے گیا تھا۔ لیکن وہاں جو بات چیت ہوئی اس سے پتہ چلا کہ بلیک سٹار اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹکراؤ ہونے والا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پراگ کے ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز کو واپس لے جانے کے مشن پر کام کر رہی ہے جبکہ ماہر معدنیات کو ایکریمیا کی ریاست ڈیلاس کے پہاڑی علاقے میں فورٹ ورتھ میں رکھا گیا تھا۔ ریڈ سرکل ایجنسی نے فورٹ ورتھ اور اس کے اردگرد علاقے میں کئی بار مشنز مکمل کئے تھے۔ اس لئے انہیں اس سارے علاقے کے چپے چپے سے گہری واقفیت حاصل تھی اور وہ بلیک سٹار سے جو پہلی بار وہاں جا رہی تھی، زیادہ اچھے انداز میں وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکتی تھی چنانچہ جذبہ حب

الوطنی کے تحت کرنل گروز نے از خود آفر کر دی کہ وہ فورٹ ورتھ ڈیلاس کے پہاڑی علاقے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ اور اس کا خاتمہ کر سکتے ہیں جس پر بلیک سٹار کے چیف کرنل نیلسن نے رضامندی ظاہر کر دی اور کرنل نیلسن نے چیف سیکرٹری سے فون پر اس کی باقاعدہ اجازت لی اور ساتھ ہی یہ بھی طے کیا گیا کہ چیف سیکرٹری آفس سے باقاعدہ حکم نامہ جاری کیا جائے گا کہ ڈیلاس کے پہاڑی علاقے میں اور فورٹ ورتھ میں تمام انتظامات ریڈ سرکل کرے گی اور بلیک سٹار اس میں مداخلت نہ کر سکے گی اور ڈیلاس کے پہاڑی علاقے سے باہر بلیک سٹار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہر قسم کی کارروائی کرنے کا اختیار رکھے گی اور ریڈ سرکل اس میں کوئی مداخلت نہ کرے گی اور پھر چیف سیکرٹری آفس سے احکامات کرنل گروز کو موصول ہو گئے اور انہوں نے فوری فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اسسٹنٹ لارسن کو لے کر پہاڑی علاقے کا سروے کریں اور فورٹ ورتھ پہنچ کر وہاں ڈاکٹر جیمز سے ملیں اور وہاں بھی مکمل اور فول پروف حفاظتی انتظامات کریں۔ چنانچہ اس نے لارسن کو اپنے آفس میں کال کر لیا اور اب وہ اس کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ لارسن تھا۔ کرنل گروز کا نمبر ٹو اور حقیقتاً ریڈ سرکل کا عملی انچارج۔ کیونکہ کرنل گروز صرف آفس میں بیٹھ کر احکامات جاری کرتا تھا۔ فیلڈ میں تمام کارروائی لارسن اور اس کے ماتحت کرتے

تھے۔

''آؤ لارسن بیٹھو۔ ایک نیا مشن سامنے آیا ہے اور ہم نے اسے ہر صورت میں کامیاب کرنا ہے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''یس چیف۔ ایسے ہی ہو گا جیسا آپ کہہ رہے ہیں''۔ لارسن نے میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہے''...... کرنل گروز نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ ویری گڈ۔ میری بڑی عرصے سے خواہش تھی کہ کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ ہو تو انہیں معلوم ہو کہ ریڈ سرکل کے مقابلے میں وہ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ گڈ شو چیف۔ لطف آئے گا''...... لارسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ مشن خود کہہ کر لیا ہے اس لئے اب ہم نے ہر صورت میں اسے کامیاب کرنا ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ اس کے بعد ہم ہیلی کاپٹر پر ڈیلاس کے پہاڑی علاقے اور فورٹ ورتھ کا فضائی جائزہ لیں گے۔ پھر فورٹ ورتھ پہنچ کر وہاں میٹنگ کر کے پورے پلان کو حتمی شکل دیں گے''...... کرنل گروز نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر جیمز اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

''آپ نے ریڈ سرکل کو ڈیلاس اور فورٹ ورتھ تک محدود کر دیا

ہے اگر ہم ولنگٹن ایئرپورٹ پر ان کے پیچھے لگتے تو ڈیلاس پہنچنے سے پہلے پہلے ان کا خاتمہ کر دیتے۔ اب بلیک سٹار یہ کام کرے گی اور ہم وہاں بیٹھے انتظار کرتے رہ جائیں گے''...... لارسن نے کہا۔

''اتنا تر نوالہ بھی نہیں ہے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ اس لئے ہمیں کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے''۔ کرنل گروز نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''میں خوش فہمی کی بات نہیں کر رہا چیف۔ میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ میں ولنگٹن ایئرپورٹ سے ان کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں۔ پھر دیکھنا کہ میں ان کا خاتمہ کس قدر جلد اور آسانی سے کر دیتا ہوں''...... لارسن نے کہا۔

''تمہیں ان کی آمد کا کیسے علم ہو گا۔ وہ میک اپ میں ہوں گے اور فرضی ناموں سے آئیں گے اور ہم سب صرف عمران کو پہچانتے ہیں۔ اس کے کسی ساتھی کو حتمی طور پر نہیں پہچانتے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا میں ریڈ سرکل کے لئے ایک گروپ کام کرتا ہے۔ وہ عمران کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ ہمیں اطلاع دے سکتا ہے اور عمران چاہے کسی بھی میک اپ میں ہو اور کسی بھی نام سے ہو، ہم اسے پہچان جائیں گے کیونکہ عمران زیادہ دیر سنجیدہ نہیں رہ سکتا۔ پھر اس کا مخصوص قدوقامت دور سے ہی پہچانا جا سکتا ہے''...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈیلاس پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں لیکن ہمیں تو ڈیلاس اور فورٹ ورتھ کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور ہم حکومت کے احکامات کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں''...... کرنل گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ہم حکومت کے حق میں کام کرنے والوں کے خلاف تو کام نہیں کر رہے۔ ہم تو ایکریمیا کے دشمنوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ سیکشن ٹو کو ساتھ لے کر ڈیلاس اور فورٹ ورتھ میں کام کریں تاکہ حکومت کی ہدایات پر عمل ہو سکے اور مجھے سیکشن ون کے ساتھ فری ہینڈ دے دیں۔ میں جس طرح چاہوں اور جہاں چاہوں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں۔ چاہے اس کے لئے مجھے پاکیشیا ہی کیوں نہ جانا پڑے''...... لارسن نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس طرح بلیک سٹار کے سامنے ہمیں براہِ راست آنا پڑے گا اور نہ بلیک سٹار اسے برداشت کرے گی اور ہی چیف سیکرٹری صاحب''...... کرنل گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ چیف سیکرٹری سے بات کریں اور انہیں بتائیں کہ یہ لارسن کی تجویز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مان جائیں گے''۔ لارسن نے کہا تو کرنل گروز کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''کیا چیف سیکرٹری صاحب تمہارے عزیز ہیں''...... کرنل گروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں چیف۔ اصل بات یہ ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کے حکم پر میں قومی سلامتی سے متعلق فورس سے آپ کے پاس آیا تھا اور قومی سلامتی فورس میں ہوتے ہوئے میں نے چیف سیکرٹری صاحب کو ہلاک کرنے والے ایک غیر ملکی گروہ کا خاتمہ کر دیا تھا اس لئے چیف سیکرٹری صاحب کو معلوم ہے کہ میں کیا کر سکتا ہوں اور کیا نہیں''...... لارسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو کرنل گروز نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ''...... کرنل گروز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل گروز نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل گروز نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب کے پی اے لائن پر ہیں۔ بات کیجئے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ کرنل گروز بول رہا ہوں چیف آف ریڈ سرکل''...... کرنل گروز نے کہا۔

"چیف صاحب سے بات کیجئے سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل گروز بول رہا ہوں جناب"...... کرنل گروز نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... چیف سیکرٹری کی بھاری سی آواز سنائی دی تو کرنل گروز نے لارسن کی تجویز لارسن کے نام سے بتا دی۔

"لارسن اس وقت تمہارے آفس میں موجود ہے"...... چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

"یس سر"...... کرنل گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رسیور اسے دو"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو کرنل گروز نے رسیور لارسن کی طرف بڑھا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ لارسن اور چیف سیکرٹری کے درمیان ہونے والی بات چیت وہ سن سکے۔

"لارسن عرض کر رہا ہوں سر"...... لارسن نے رسیور لے کر بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر لارسن۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کامیابی سے کر لیں گے۔ اسے انتہائی خطرناک سروس کہا اور سمجھا جاتا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"سر۔ آپ مجھے اجازت دے دیں اور پھر دیکھیں کہ کیا ہوتا

ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان کی لاشیں آپ کے سامنے رکھ دوں گا"...... لارسن نے بڑے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میں اپنے سیکشن اے کو ولنگٹن اور ناراک کے ائیرپورٹس پر تعینات کر دوں گا اور وہاں سے ڈیلاس تک ان کی ایک زنجیر قائم کر دوں گا۔ جیسے ہی اطلاع ملے گی کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا سے ولنگٹن یا ناراک میں لینڈنگ کریں گے ان پر پے در پے حملوں کا آغاز ہو جائے گا اور کہیں نہ کہیں وہ مارے جائیں گے"۔ لارسن نے کہا۔

"اس طرح نہیں۔ تم ایسا کرو کہ سیکشن کو اس انداز میں پورے ایکریمیا میں پھیلا دو کہ ان کے آپس میں رابطے رہیں اور تم اپنے سیکشن کے چند افراد کو لے کر پاکیشیا جاؤ اور وہاں خود اس عمران کا خاتمہ کر دو"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میں حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب حرکت میں آ جائیں تو پھر وہ انتہائی تیزی سے آگے بڑھتے ہیں اور چونکہ ان کے حرکت میں آنے کی اطلاع مل چکی ہے اس لئے جب تک میں پاکیشیا پہنچ کر انہیں تلاش کروں گا وہ ڈیلاس پہنچ چکے ہوں"...... لارسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارا پلان زیادہ بہتر ہے۔ سنو۔ میری طرف سے تمہیں کھل کر کام کرنے کی اجازت ہے لیکن تم نے

بلیک سٹار کے معاملات میں مداخلت نہیں کرنی''...... چیف سیکرٹری نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ کو رزلٹ ملے گا''...... لارسن نے کہا۔

''او کے۔ رسیور کرنل گروز کو دو''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر''...... لارسن نے کہا اور رسیور واپس کرنل گروز کی طرف بڑھا دیا۔

''کرنل گروز بول رہا ہوں سر''...... کرنل گروز نے کہا۔

''کرنل گروز۔ لارسن کا پلان اچھا ہے اس لئے اسے اس کے انداز میں کام کرنے دو۔ تم نے ڈیلاس اور فورٹ ورتھ میں کام کرنا ہے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سے بچ کر ڈیلاس پہنچ جائے تو تم نے اس کا مقابلہ کرنا ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر''...... کرنل گروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اہم بات سنو۔ اگر تمہیں یہ احساس ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر جیمز کو لے جانے میں کامیاب ہو جائے گی تو یہ میرا حکم ہے کہ ڈاکٹر جیمز کو گولی مار دو۔ ہم اس کے ذہن کو زندہ رکھ لیں گے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے مردہ دیکھ کر ہمیشہ کے لئے اس کا پیچھا چھوڑ دے گی''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... کرنل گروز نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ کہے بغیر رابطہ ختم کر دیا گیا تو کرنل گروز نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''تم نے دعویٰ تو کر دیا ہے لارسن۔ لیکن اب تمہیں ہر صورت میں اسے پورا کرنا پڑے گا''...... کرنل گروز نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ کریڈٹ بہرحال ریڈ سرکل کو ہی جائے گا۔ میں ایک فون کر لوں''...... لارسن نے کہا تو کرنل گروز کا چہرہ کھل اٹھا۔

''ہاں کیوں نہیں''...... کرنل گروز نے کہا اور فون سیٹ اٹھا کر لارسن کے سامنے رکھ دیا۔ لارسن نے فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پھر پاکیشیائی دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں''...... لارسن نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو لارسن نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ سٹون کرشنگ کمپنی''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ایکریمیا سے لارسن بول رہا ہوں۔ فریڈ سے بات کراؤ''۔ لارسن نے کہا۔

''ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''فریڈ بول رہا ہوں مسٹر لارسن''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم عمران کو کسی بھی روپ میں پہچان لیتے ہو۔ کیا یہ درست ہے''...... لارسن نے کہا۔

''یس سر۔ درست ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''۔ فریڈ نے کہا۔

''اس نے ایک مشن مکمل کرنے کے لئے ایکریمیا آنا ہے۔ تم نے اسے ائیرپورٹ پر پہچان کر مجھے فوری تفصیلی اطلاع دینی ہے۔ اس کے عوض تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ مل سکتا ہے''...... لارسن نے کہا۔

''کیا صرف اطلاع دینی ہے''...... فریڈ نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں صرف اتنی اطلاع چاہئے کہ عمران کس فلائٹ سے اور کب پاکیشیا سے روانہ ہوا ہے۔ اس کی پوری تفصیل اور بس''۔ لارسن نے کہا۔

''اوکے۔ یہ بات میں نے اس لئے کی ہے کہ اس سے زیادہ ہم کر بھی نہیں سکتے ورنہ ہمارا پورا گروپ ختم کر دیا جائے گا۔ ہمیں دن رات وہاں نگرانی کرنا پڑے گی۔ اس لئے معاوضہ پچاس لاکھ ڈالرز ہوگا''...... فریڈ نے کہا۔

''دس لاکھ ڈالرز۔ اس سے زیادہ ایک ڈالر بھی نہیں''...... لارسن نے کہا۔

''اوکے۔ پچیس لاکھ ڈالرز۔ اس سے ایک ڈالر کم نہیں لوں گا۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈن۔ اصول کے مطابق آدھی رقم تمہارے اکاؤنٹ میں آج ہی منتقل ہو جائے گی۔ باقی آدھی اطلاع کے بعد''...... لارسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل نوٹ کر لیں اور اپنا فون نمبر اور ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتا دیں۔ نصف رقم ملتے ہی کام کا آغاز کر دیا جائے گا اور جیسے ہی کوئی کارروائی عمل میں آئی تو آپ کو فوراً اطلاع مل جائے گی''...... فریڈ نے کہا اور پھر اپنے اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''اوکے۔ میں نے تفصیل نوٹ کر لی ہے''...... لارسن نے کہا اور پھر اپنا فون نمبر اور ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتا کر اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر فون سیٹ اٹھا کر واپس کرنل گروز کی طرف بڑھا دیا۔

''کیا یہ فریڈ قابل اعتبار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا وہ عمران کو اطلاع دے دے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''نہیں چیف۔ بے شمار بار اس سے یہ کام لیا جا چکا ہے۔ وہ بے حد تیز اور ہوشیار لیکن انتہائی ایماندار آدمی ہے''...... لارسن نے جواب دیا تو کرنل گروز نے اسی انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ اب پوری طرح مطمئن ہو چکا ہو۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے کتاب پر نظریں جمائے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

"عمران صاحب۔ میں کاران کلب سے جورڈن بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے کیا ہوا جورڈن۔ پھر کسی گروپ سے لڑائی تو نہیں ہو گئی"......عمران نے کہا۔

"ایک گروپ کو آپ کے خلاف ہائر کیا گیا ہے۔ اس بارے

میں اطلاع دینا چاہتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میرے خلاف۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران صاحب۔ مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے لیکن ایکریمیا سے کاران کلب کے جنرل منیجر کے خصوصی فون پر کال کی گئی ہے جس میں اسے کہا گیا کہ وہ آپ کی نگرانی کرے اور جب آپ ایکریمیا جائیں تو آپ کی فلائٹ اور آپ کے ساتھیوں کی تفصیل وہ اسے مہیا کرے۔ اس کا معاوضہ پچیس لاکھ ڈالرز طے ہوا ہے"۔ جورڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"پچیس لاکھ ڈالرز اور بھی صرف نگرانی کے۔ ویسے تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کو تو علم ہے کہ میں کاران کلب میں کام کرتا ہوں اور یہ بھی یہاں سب کو معلوم ہے کہ آپ نے مجھے عقبی گلی میں بلیک گروپ کے ہاتھوں مرنے سے بچایا تھا اور آپ نے اس گروپ کے ہیڈ کو اٹھا کر چند لمحوں میں ہی بے کار کر دیا تھا اس لئے یہاں سب نہ صرف آپ کو جانتے ہیں بلکہ انہیں میرے اور آپ کے تعلق کا بھی علم ہے۔ میری جنرل منیجر فریڈ کی پرسنل سیکرٹری مارگری سے دوستی ہے۔ وہ فریڈ کی تمام ٹیلی فون بات چیت ٹیپ کرتی ہے اور پھر رات کو فریڈ یہ تمام ٹیپس سنتا ہے اور جسے محفوظ رکھنا ہو، رکھ لیتا ہے باقی واش کر دی جاتی ہیں۔ مارگری نے اس بات چیت میں

آپ کا نام آنے پر یہ ٹیپ مجھے دے دی اور درخواست کی کہ اس کا نام سامنے نہ آئے''...... جورڈن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''وہ ٹیپ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے پاس ہے''...... جورڈن نے کہا۔

''فون پر اسے سنوا سکتے ہو۔ نہیں تو میرے فلیٹ پر آ جاؤ ٹیپ لے کر''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے فلیٹ کی یقیناً نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے میں وہاں نہیں آ سکتا۔ فون پر آپ کو سنوا دیتا ہوں''...... جورڈن نے کہا۔

''سنواؤ''...... عمران نے کہا تو چند لمحوں بعد دو آدمیوں کے درمیان گفتگو کا آغاز ہو گیا۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ ایک آواز تو وہ پہچانتا تھا۔ وہ کاران کلب کے جنرل مینجر فریڈ کی آواز تھی کیونکہ فریڈ کے ساتھ اکثر اس کے کلب میں ملاقات ہوتی رہتی تھی اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ فریڈ نے ایک گروپ بنایا ہوا ہے جس کے ذریعے وہ نگرانی ٹائپ کام معاوضے پر کرتا رہتا تھا البتہ دوسری آواز وہ نہ پہچانتا تھا لیکن بولنے والے کا لہجہ ایکریمین تھا۔

''آپ نے ٹیپ سن لی''...... اچانک ٹیپ ختم ہونے پر جورڈن کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا تم جانتے ہو کہ دوسری آواز کس کی ہے''...... عمران

نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن بولنے والے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ فریڈ کا دیرینہ واقف ہے''...... جورڈن نے کہا۔

''کیا فریڈ کلب میں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے تو سہی لیکن پلیز۔ میرا یا مارگری کا نام سامنے نہ آئے''...... جورڈن نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے جانتے ہو۔ پھر بھی ایسی بات کرتے ہو''...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری عمران صاحب''...... جورڈن نے عمران کے غصے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام بھی سامنے نہیں آئے گا اور تمہیں اس اطلاع کا بھاری انعام بھی ملے گا۔ تم بے فکر رہو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کتاب بند کر کے اٹھا کر الماری میں رکھی اور پھر خود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر سلیمان کو فلیٹ کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے کاران کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ایکریمیا سے صرف اس کی نگرانی کرانے کا اتنا بھاری معاوضہ دینے والا کون ہے اور کیا اس کال کا تعلق ڈاکٹر جیمز کیس سے ہے یا یہ کوئی اور سلسلہ ہے۔ کاران کلب پہنچ کر اس نے کار پارکنگ کی

طرف موڑ دی چونکہ ابھی سہ پہر کا وقت تھا اس لئے پارکنگ میں کچھ زیادہ رش نہ تھا۔ یہاں رش رات گئے ہوتا تھا۔ عمران نے کار روکی اور نیچے اتر کر اسے لاک کیا ہی تھا کہ پارکنگ بوائے نے آ کر اسے کارڈ دیا اور دوسرا کارڈ کار میں اٹکا کر وہ ایک اور آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے کارڈ اپنی جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں زیادہ افراد موجود نہ تھے کیونکہ ابھی رش کا وقت نہ ہوا تھا۔ وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''یس سر''...... ایک لڑکی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید نئی آئی تھی اس لئے وہ عمران کو نہ پہچانتی تھی۔

''ایک بار یس کہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن تین بار کسی کو یس نہ کہہ دینا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ میں سمجھی نہیں''...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ابھی مس ہو یا مسز کا اعلیٰ رتبہ حاصل کر چکی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی کا چہرہ یکلخت گلنار سا ہو گیا۔

''میں مس ہوں سر''...... لڑکی نے قدرے شرماتے ہوئے کہا۔

''اور تین بار جو لڑکی یس کہہ دے وہ مسز کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہو جاتی ہے۔ میں یہی کہہ رہا تھا کہ سوچ سمجھ کر تین بار یس کہنا''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار

ہنس پڑی۔

''آپ کے لئے تو میں دس بار یس کہہ سکتی ہوں''...... لڑکی نے اس بار قدرے بے باکانہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

''فریڈ اپنے آفس میں ہے تو اسے بتا دو کہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اس کے آفس میں پہنچ رہا ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سائیڈ میں موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فریڈ کا آفس دوسری منزل پر تھا۔ عمران کو لڑکی کی آواز سنائی دی۔ وہ پوچھ رہی تھی کہ کیا اس نے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے لیکن عمران کا موڈ لڑکی کی بے باکی کی وجہ سے خاصا آف ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ کوئی جواب دیئے بغیر لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں دو مسلح افراد موجود تھے لیکن وہ چونکہ عمران کو جانتے تھے اس لئے وہ سلام کر کے ایک سائیڈ پر ہو گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر جنرل منیجر کے آفس کے بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوا تو وسیع و عریض آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے کان سے لگایا ہوا رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھیں''...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد فریڈ نے کہا تو عمران میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسے آنا ہوا عمران صاحب"...... فریڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"تم سے ملنا چاہتا تھا اس لئے آ گیا"...... عمران نے جواب دیا تو فریڈ کے چہرے پر نمودار ہونے والی پریشانی کے تاثرات اطمینان میں تبدیل ہو گئے۔

"آپ کی مہربانی ہے کہ آپ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں۔ کیا پئیں گے آپ۔ چائے، کافی یا ایپل جوس"...... فریڈ نے کہا۔

"فی الحال کچھ مت منگواؤ۔ میں تم سے چند باتیں پوچھنے آیا ہوں۔ امید ہے تم سچ بولو گے"...... عمران نے کہا تو فریڈ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کون سی باتیں"...... فریڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے میری نگرانی کے لئے پچیس لاکھ ڈالرز معاوضہ پر سودا کیا ہے ایکریمیا کے ایک آدمی سے۔ انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری اور اس آدمی کی گفتگو کی ٹیپ میری جیب میں ہے اور سنو۔ پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ تم بے شک میری نگرانی کراؤ۔ ائیر پورٹ بھی چیک کراؤ۔ میری فلائٹ کے بارے میں بھی بتا دو اور پورا معاوضہ وصول کر لو۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ایسی نگرانیوں سے گزرتے ہوئے میری پوری زندگی گزر گئی ہے۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ بکنگ کرنے والی پارٹی کون سی ہے"...... عمران نے کہا تو فریڈ نے ایک طویل سانس لیا اور ایک

جھٹکے سے کرسی کی پشت سے جا ٹکرایا۔ اس کا چہرہ بجھ سا گیا تھا۔

"میں آپ کو جانتا ہوں عمران صاحب۔ اس لئے میں آپ کے سامنے انکار نہیں کر سکتا لیکن اصول بہرحال اصول ہوتے ہیں اور آپ بھی ان اصولوں کو جانتے ہیں اور اصولوں پر عمل بھی کرتے ہیں اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ ہم پارٹی کے بارے میں کچھ نہیں بتاتے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اس پارٹی سے لی ہوئی رقم واپس کر دوں اور اس کا کام کرنے سے انکار کر دوں تاکہ آپ میری بات کو انکار نہ سمجھیں"...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں بہرحال بتانا تو پڑے گا چاہے اسے دھمکی سمجھو یا برادرانہ بات البتہ یہ بات کسی تک نہ پہنچے گی۔ اگر تمہاری یا اس آدمی کی گفتگو کی رپورٹ ہم تک پہنچ سکتی ہے تو تمہارے علاوہ اور بھی لوگ موجود ہیں جو ہمیں اس بارے میں بتا سکتے ہیں لیکن اگر تم خود بتا دو گے تو یقین کرو کہ ہم جب بھی ایکریمیا جانے لگے تو ہم تمہیں فون کر کے بتا دیں گے۔ تم اپنی پارٹی کو جو بتانا چاہو، بتا سکتے ہو اور سنو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں سارا دن یہاں بیٹھا تمہیں سمجھاتا رہوں۔ اس لئے ہاں یا ناں میں جواب دو"...... عمران کا لہجہ آخر میں یکلخت سرد پڑ گیا۔

"مجھے آپ پر یقین ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح معلوم بھی کر لیں گے اس لئے میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے کال

ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی ریڈ سرکل کے سپر ایجنٹ لارسن نے کی ہے۔ وہ مجھ سے پہلے بھی کام لیتا رہتا ہے۔ میں جب بھی ایکریمیا جاؤں اس سے ملنے ضرور جاتا ہوں''...... فریڈ نے آگے کی طرف جھک کر سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''اب رسیور اٹھاؤ اور اسے فون کرو اور کنفرم کراؤ کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اسے کیا کہوں''...... فریڈ نے چونک کر کہا۔

''کچھ بھی کہو۔ صرف یہ ثابت کر دو کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے''...... عمران نے کہا تو فریڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور پھر سامنے موجود ڈائری کے صفحے کافی دیر تک پلٹتا رہا۔ پھر ایک صفحہ پر وہ رک گیا۔ چند لمحوں تک وہ صفحے کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ لارسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران فوراً پہچان گیا کہ یہ ٹیپ میں موجود گفتگو کی دوسری آواز ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ فریڈ نے سچ بولا ہے کیونکہ اس نے بھی لارسن کا نام لیا تھا۔

''پاکیشیا سے فریڈ بول رہا ہوں جناب''...... فریڈ نے قدرے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا۔ کیا وہ روانہ ہو گئے ہیں''...... لارسن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ عمران کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ وہ کافرستان جانے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ کیا اس صورت میں بھی آپ کو اطلاع دے دوں یا صرف ایکریمیا جانے پر آپ کو رپورٹ دی جائے''...... فریڈ نے کہا۔

''اوہ۔ تو وہ کافرستان سے ایکریمیا آنا چاہتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اب کافرستان میں بھی ایک گروپ کو تعینات کر دیتا ہوں۔ تم نے فوراً مجھے اسی وقت کال کر کے رپورٹ دینی ہے''...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر''...... فریڈ نے کہا اور دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو فریڈ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں جا رہا ہوں لیکن تم نے کوئی حماقت نہیں کرنی۔ میرے جانے کے بعد لارسن کو فون کر کے میرے بارے میں نہ بتانا ورنہ خود مارے جاؤ گے۔ باقی میں واقعی ایکریمیا جاتے ہوئے تمہیں خود فون کر دوں گا۔ تم فکر مت کرو۔ تعاون کرنے والوں سے دوستی نبھانا میری ہابی ہے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کلب سے نکل کر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گئی اور پھر تھوڑی

دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو روایت کے مطابق اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کچھ سنجیدہ نظر آ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایکریمین مشن میں ایک پرابلم سامنے آیا ہے۔ اس سلسلے میں سوچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو عمران نے جورڈن کی فون کال آنے سے لے کر فریڈ سے ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

''اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ ظاہر ہے ایکریمین ایجنسیوں نے ہمیں روکنے کی کوشش تو کرنی ہے اور ایسا ہر مشن میں ہوتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس بار دو ایجنسیاں ہمارے مقابل آ گئی ہیں۔ ایک بلیک سٹار اور دوسری ریڈ سرکل۔ دونوں خاصی فعال ایجنسیاں ہیں۔ اور پاکیشیا سے روانگی سے ہی انہوں نے ہمارے خلاف کام کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔ اس لئے انہوں نے فریڈ سے رابطہ کیا اور انتہائی بھاری معاوضہ بھی دینا منظور کر لیا اور یہ بات طے ہے کہ وہ ہمیں طویل عرصہ تک الجھانے کی پوری کوشش کریں گے''۔ عمران نے کہا۔

''تو آپ نے کیا سوچا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ ہمیں الجھائیں۔ ہم انہیں الجھائیں۔ تب ہی اصل الجھاؤ دور ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب ہوا آپ کی بات کا''...... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ڈاجنگ کا زمانہ آ گیا ہے۔ دکھاؤ دایاں ہاتھ اور تھپڑ مارو بائیں ہاتھ سے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیا ڈاجنگ۔ آپ ذرا کھل کر بات کریں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ایجنٹوں کا گروپ علیحدہ اس مشن پر کام کرے اور ڈاکٹر جیمز کو فورٹ ورتھ سے نکال کر پراگ پہنچا دے اور مشن مکمل ہو جائے جبکہ میری سربراہی میں باقی ٹیم ڈھول بجاتی ہوئی ایکریمیا پہنچے اور یہ ظاہر کرے کہ ہم مشن مکمل کرنے آئے ہیں اور جب ڈاکٹر جیمز واپس پراگ پہنچ جائے تو ہم سب کامیابی کے ڈھول بجاتے ہوئے واپس آ جائیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔

''پلاننگ تو اچھی ہے لیکن آپ کو چیک نہیں ملے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''چیک نہیں ملے گا۔ کیوں وجہ''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ اصل مشن تو دو ایجنٹوں کا گروپ مکمل کرے گا۔ آپ تو صرف ڈرامہ کریں گے اور ڈرامے کے چیک کم از کم سیکرٹ سروس سے تو نہیں مل سکتے''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ ساری پلاننگ کی روح نکال دی تم نے''...... عمران نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''آپ تھوڑی سی ترمیم کر لیں اس میں۔ پھر مشن بھی دلچسپ ہو جائے گا اور آپ کو چیک بھی مل جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ کیا''...... عمران نے کہا۔

''ٹیم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔ ایک کے آپ خود سربراہ بن جائیں۔ دوسری ٹیم کا سربراہ صفدر کو یا جولیا کو بنا دیں اور دونوں ٹیمیں اپنے اپنے طور پر مشن مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ جو ٹیم کامیاب ہو جائے اسے سپر ٹیم کا خطاب اور جو ٹیم پیچھے رہ جائے اسے صرف شاباش اور اگر آپ کی ٹیم پیچھے رہ گئی تو پھر اسے شاباش کے ساتھ چیک بھی دے دیا جائے گا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میری ٹیم کا تو اصل مسئلہ ہے۔ دونوں ایجنسیوں نے پورے ایکریمیا میں خصوصاً ڈیلاس میں قدم قدم پر ٹریپ بچھائے ہوئے ہوں گے اور ان کا ٹارگٹ چار پانچ افراد کا گروپ ہو گا۔ اس لئے

میں چاہتا ہوں کہ اصل مشن مکمل کرنے والی ٹیم زیادہ سے زیادہ دو ممبران پر مشتمل ہو اور چونکہ تمام ایجنسیاں مجھے پہچانتی ہیں۔ اس لئے میں علیحدہ ٹیم لے کر جاؤں۔ اس طرح دو ممبروں والی ٹیم کے کامیاب ہونے کی چانسز بڑھ جائیں گے لیکن اب تم نے چیک نہ دینے کی بھیروی سنا کر مجھے مجبور کر دیا ہے کہ ان دو میں سے ایک میں ہوں البتہ اس طرح ساری پلاننگ الٹ جائے گی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلیں ایک وعدہ کہ اگر آپ کی ٹیم کامیاب نہ ہوئی تو آپ کو اس پلاننگ کے عوض چیک دے دیا جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت ملنے کی خوشخبری دی گئی ہو۔

''گڈ۔ اسے کہتے ہیں فیاضی۔ سخاوت۔ واہ۔ واہ۔ پرانے دور میں حاتم طائی کا نام سنا تھا اور آج کے حاتم طائی کو سامنے بیٹھا دیکھ لیا ہے''...... عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص آواز اور لہجے میں کہا۔

''یس چیف حکم''...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ یکلخت

موّدبانہ ہو گیا۔

''ایک گھنٹے کے اندر صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ میں نے عمران کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہارے فلیٹ پر پہنچ کر تمہیں مشن پر کام کرنے کی پلاننگ بتائے اور پھر اس پلاننگ کے تحت تم نے کام کرنا ہے اور یہ سن لو کہ یہ مشن بھی دوسرے مشنز کی طرح پاکیشیا کی عزت کا معاملہ ہے۔ اس لئے کامیابی کے علاوہ اور کوئی لفظ میں نہیں سنوں گا''...... عمران نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے کن دو ممبران کو مشن مکمل کرنے کے لئے منتخب کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ کن دو ممبران کا انتخاب کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''میرا تو خیال ہے کہ آپ ٹیم کو ساتھ لے جائیں اور دوسری ٹیم میں ٹائیگر، جوانا اور جوزف کو بھجوا دیں۔ ٹائیگر کو سربراہ بنا دیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تینوں تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے کامیاب رہیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی توہین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ناکام رہے اور جو لوگ ایجنٹ ہی نہیں ہیں وہ کامیاب

رہیں۔ یہ مشن پاکیشیا کا نہیں ہے پراگ کا ہے۔ اس لئے پراگ ہماری کارکردگی پر نظر رکھے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ واقعی بہت گہرائی میں سوچتے ہیں۔ آپ کی بات درست ہے۔ پھر جولیا اور صالحہ کی ٹیم بنا دیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں بھی ٹوئن سسٹرز کو سامنے لایا جائے''...... عمران نے کہا۔

''ٹوئن سسٹرز۔ وہ دو جڑواں بہنیں جو معروف ایجنٹس ہیں اور ان کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ دونوں ہر وقت ایک دوسرے سے لڑتی رہتی ہیں۔ وہ جن کے خلاف آپ نے بھی مشن مکمل کیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں وہی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن جولیا اور صالحہ کیسے ٹوئن سسٹرز بن گئیں۔ وہ تو آپس میں لڑنے کی وجہ سے مشہور ہیں جبکہ صالحہ تو جولیا کی بڑی بہن کی طرح عزت کرتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جولیا، صالحہ کی نسبت بہت سمجھدار، تجربہ کار اور فعال ہے اور جب صالحہ اس کے معیار پر پوری نہ اترے گی تو اس نے لازماً صالحہ کو ڈانٹنا ہے اور پھر لڑائی شروع''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔

''چلیں اب آپ بتا دیں''...... بلیک زیرو نے ایسے کہا جیسے اس

نے ہتھیار ڈال دیئے ہوں۔

''پہلے بھی ایک مشن میں تنویر اور جولیا نے علیحدہ مشن مکمل کیا تھا۔ اب بھی یہ دونوں ہی مشن مکمل کریں گے''...... آخرکار عمران نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

''آپ جولیا کو سربراہ بنائیں گے تو تنویر کی کارکردگی ڈھیلی پڑ جاتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سربراہ تنویر ہو گا۔ پہلے بھی ایسے ہی تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جولیا کو تنویر کی سربراہی میں دینا اس کے ساتھ زیادتی ہے''۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جولیا بے حد سمجھدار ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہر طرح سے ایڈجسٹ کر لیتی ہے لیکن تنویر اگر کسی کی بات ماننے پر مجبور ہوتا ہے تو وہ صرف جولیا ہے۔ اس لئے جولیا سمجھو تنویر کی سپیڈ کو کنٹرول رکھنے والی بریک ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

بلیک سٹار کا چیف کرنل نیلسن اپنے ہیڈکوارٹر میں واقع آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''جناب جوڈی بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں جوڈی بول رہا ہوں''...... ایک دوسری آواز سنائی دی لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف۔ ریڈ سرکل کو ڈیلاس پہاڑی علاقے اور فورٹ ورتھ کی سیکورٹی دی گئی تھی اور ہمیں باقی پورے ایکریمیا کی تاکہ ہم پاکیشیا

سیکرٹ سروس کو ڈیلاس پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیں''...... جوڈی نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف۔ ریڈ سرکل نے اپنا سیکشن ٹو ڈیلاس اور فورٹ ورتھ بھجوایا ہے جبکہ اس کا سیکشن اے لارسن کی ماتحتی میں پورے ایکریمیا میں کام کر رہا ہے۔ انہوں نے ناراک اور ولنگٹن ایئر پورٹس کو گھیر رکھا ہے اور انہوں نے پاکیشیا میں اپنے کسی گروپ سے رابطہ کر رکھا ہے کہ انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وہاں سے روانگی کی بروقت اطلاع دیں اور وہ انہیں ایئر پورٹ پر ہی ختم کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ناراک اور ولنگٹن دونوں شہروں میں اپنا نیٹ ورک پھیلا رکھا ہے تاکہ اگر یہ لوگ ایئر پورٹ سے کسی طرح بچ نکلیں تو انہیں راستے میں ختم کر دیا جائے اور ایسا ہی نیٹ ورک انہوں نے ڈیلاس تک پھیلا رکھا ہے جبکہ یہ سب کچھ ہم نے کرنا تھا''...... جوڈی نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ریڈ سرکل دی گئی ہدایات سے باہر جائیں۔ یہ تو کھلی زیادتی ہے''...... کرنل نیلسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ سنا ہے کہ لارسن کے چیف سیکرٹری صاحب سے دیرینہ تعلقات ہیں اور اس نے کرنل گروز کے آفس سے فون کر

کے چیف سیکرٹری صاحب سے خصوصی اجازت لی ہے''...... جوڈی نے کہا۔

''لیکن چیف سیکرٹری صاحب کو ہمیں تو اطلاع دینی چاہئے تھی۔ میں بات کرتا ہوں''...... کرنل نیلسن نے کہا اور کریڈل دبا کر فون سیٹ پر موجود ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ''...... کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''پی اے ٹو چیف سیکرٹری لائن پر ہیں چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر۔ پی اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں سر''۔ دوسری طرف سے ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرنا تھی''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل نیلسن بول رہا ہوں جناب''...... کرنل نیلسن نے مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

''یس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بیرونی مقابلہ کے لئے ریڈ سرکل کے سیکشن اے جس کا سربراہ لارسن ہے کو پورے ایکریمیا کے لئے فری ہینڈ دے دیا ہے اور ڈیلاس اور فورٹ ورتھ میں بھی ریڈ سرکل کا سیکشن ٹو سیکورٹی کے فرائض سرانجام دے گا حالانکہ پہلے آپ نے بلیک سٹار کو ایکریمیا میں اور ریڈ سرکل کو ڈیلاس کے پہاڑی علاقے میں واقع فورٹ ورتھ کی حد تک محدود رکھا تھا''...... کرنل نیلسن نے قدرے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل نیلسن۔ آپ کو کام کرنے سے روکا تو نہیں گیا۔ ایسا ایکریمیا کے بہترین مفاد میں کیا گیا ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ کسی ایک ایجنسی کے بس کا روگ نہیں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ اس بار بھی ہماری ایجنسیاں منہ دیکھتی رہ جائیں اور وہ لوگ ڈاکٹر جیمز کو لے کر ایکریمیا سے نکل جائیں۔ آپ اپنے طور پر کام کریں اور لارسن اپنے طور پر کام کرے گا۔ جسے وکٹری ملی اسے ایکریمیا کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا جائے گا''...... چیف سیکرٹری نے بھی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ دونوں سروسز آپس میں ٹکرا بھی سکتی ہیں اور اس سے فائدہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اٹھا سکتی ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ دونوں انتہائی تربیت یافتہ ایجنسیاں ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں۔ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے ایکریمیا کے مفادات کی حفاظت''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل نیلسن کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ تو صریحاً زیادتی ہے۔ یہ تو دانستہ کریڈٹ ریڈ سرکل کو دینے کی کوشش ہے''...... کرنل نیلسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے رسیور اٹھایا اور اپنے پی اے کو جوڈی سے بات کرانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''جناب جوڈی لائن پر ہیں چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس چیف۔ جوڈی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جوڈی۔ میری چیف سیکرٹری صاحب سے بات ہوئی ہے۔ وہ تو لگتا ہے کہ دانستہ کریڈٹ ریڈ سرکل بلکہ لارسن کو دلوانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں بلیک سٹار پر کمنٹ کئے ہیں''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''پھر آپ جیسے حکم کریں''...... جوڈی نے جواب دیا۔

''تم کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف۔ کریڈٹ ہمیں لینا ہے اور ہر صورت میں لینا ہے ورنہ چیف سیکرٹری صاحب بلیک سٹار کو ریڈ سرکل میں ضم بھی کر سکتے ہیں۔ وہ ان کی بہت فیور کرتے ہیں''...... جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس سلسلے میں کوئی لائحہ عمل تو طے کیا ہو گا''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''سر۔ یہ باتیں فون پر نہیں ہوسکتیں کیونکہ ریڈ سرکل کے لوگ ہمارے بھی فون ٹیپ کر سکتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے کاموں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ آپ اجازت دیں تو میں آفس حاضر ہو جاؤں''...... جوڈی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہمیں ہر طرف سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ آ جاؤ''...... کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جوڈی آفس میں داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل نیلسن کو سلام کیا۔

''بیٹھو''...... کرنل نیلسن نے سامنے موجود کھلی ہوئی فائل بند کرتے ہوئے کہا اور پھر فائل کے گرد ٹیگ باندھ کر اس نے فائل کو میز کی دراز میں رکھ کر دراز بند کر دی۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا سوچا ہے تم نے''...... کرنل نیلسن نے ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے جوڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چیف۔ ہم اگر گریٹ فالز سے ڈیلاس موڑ تک کی نگرانی کریں تو ہم بڑی آسانی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکتے ہیں''۔ جوڈی نے کہا۔

''الماری سے تفصیلی نقشہ نکالو اور پھر مجھے سمجھاؤ کو تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس چیف''...... جوڈی نے کہا اور اٹھ کر ایک کونے میں موجود ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود رول شدہ نقشہ اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور پھر پلٹ کر وہ اپنی کرسی کی طرف آیا۔ اس نے رول شدہ نقشہ کھول کر چیف کرنل نیلسن کے سامنے رکھ دیا اور خود اس پر جھک گیا۔ کرنل نیلسن بھی اس پر جھک گیا۔

''چیف یہ دیکھیں۔ یہ ہے گریٹ فالز۔ یہاں سے ڈیلاس پہاڑی علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور یہ ہے ڈیلاس موڑ۔ جہاں آگے چیک پوسٹ ہے''...... جوڈی نے دونوں جگہوں پر باری باری انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہے لیکن اس راستے کا انتخاب تم نے کیوں کیا ہے۔ کیا ریڈ سرکل کو اس راستے کا علم نہیں ہے۔ کیا وہ اس راستے کی نگرانی نہیں کریں گے۔ ان کی تو پہاڑیوں کی چوٹیوں پر چیک پوسٹس ہوں گی۔ وہ تو وہاں سے اس پورے راستے کو دوربینوں سے چیک کر رہے ہوں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''سر۔ یہ راستہ گزشتہ دس سالوں سے بند کر دیا گیا ہے کیونکہ اس راستے پر زلزلہ آنے سے دونوں طرف انتہائی خطرناک ڈھلوانیں بن گئی ہیں جہاں سے کسی جیپ یا کار حتیٰ کہ آدمی کے پیدل گزرنے کا سیف راستہ نہیں ہے۔ اب جو سڑک گزشتہ سالوں میں بنائی گئی ہے وہ گریٹ فالز نامی ہے اور بوناسو سے بنائی گئی ہے جو استعمال ہوتی ہے اور سیدھی چیک پوسٹ اور پھر چیک پوسٹ سے آگے ڈیلاس پہاڑیوں اور فورٹ ورتھ کو جاتی ہے۔ ریڈ سرکل لامحالہ اس سڑک پر چیکنگ کرے گی اور وہ بھی چیک پوسٹ کے بعد۔ کیونکہ ڈیلاس پہاڑی علاقے کو دیکھنے روزانہ کافی تعداد میں سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لئے چیک پوسٹ پر انہیں چیک نہیں کیا جائے گا۔ پھر جن پر شک ہو گا انہیں پکڑ لیا جائے گا یا پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے گا لیکن کسی کی توجہ گریٹ فالز راستے پر نہیں ہو گی کیونکہ وہ ناقابل عبور ہے''...... جوڈی نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اسے کیسے اور کیوں اختیار کریں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''اس لئے کہ وہ لوگ خاص طور پر عمران اس لئے کامیاب رہتا ہے کہ وہ ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے وہ ایسے راستوں کا ہی انتخاب کرتا ہے جو دوسرے نہیں کرتے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ گریٹ فالز والے راستے سے ہی چیک پوسٹ پر پہنچے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ چیک پوسٹ کو بائی پاس کر کے آگے نکل جائے''۔ جوڈی

نے کہا۔

''لیکن ایک اور راستہ بھی ہے کانڈا کی سرحد سے یہ راستہ ڈیلاس پہاڑیوں کے عقب سے داخل ہوتا ہے اور بوناسو پہنچ جاتا ہے''...... کرنل نیلسن نے نقشے پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ یہ راستے آگے جا کر بند ہو جاتا ہے۔ اس پر پیدل تو چلا جا سکتا ہے لیکن کوئی جیپ یا کار آگے نہیں جا سکتی اور پھر پورا پہاڑی علاقہ کراس کر کے فورٹ ورتھ تک پہنچنا قطعی ناممکن ہے۔ اس لئے یہ گریٹ فالز والا راستہ ہی استعمال کیا جائے گا''۔ جوڈی نے بڑی حتمی لہجے میں کہا۔

''اس راستے کو چیک کرنے کے لئے تم اپنا سپاٹ کہاں بناؤ گے اور کیا ریڈ سرکل کو اس سپاٹ کا علم نہ ہو سکے گا۔ اس طرح تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس راستے سے آ رہے ہیں یا آ سکتے ہیں۔ وہ بھی تو وہاں ایکشن لے سکتے ہیں''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے چیف۔ یہ راستہ جس پہاڑی کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اس پہاڑی پر ایسے درے موجود ہیں جہاں بیٹھ کر اس راستے کو بخوبی چیک کیا جا سکتا ہے لیکن کسی اور پہاڑی سے اس پہاڑی کو اس لئے چیک نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی سطح اونچی نیچی ہونے کی وجہ سے یہ چھپی رہتی ہے''...... جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ریڈ سرکل کے حملوں سے بچ کر گریٹ فالز تک پہنچ جائیں گے"...... کرنل نیلسن نے کہا تو جوڈی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چیف۔ اس عمران کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کی کھوپڑی میں شیطان کا دماغ ہے۔ یہ ایسے کام کرتا ہے کہ دوسرا آدمی سوچ بھی نہیں سکتا اور یہی کام وہ اب بھی کرے گا"۔ جوڈی نے کہا۔

"کون سا کام"...... کرنل نیلسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ ولنگٹن یا ناراک ایئرپورٹ پر نہیں اترے گا اور لارسن اس کا انتظار کرتا رہ جائے گا۔ وہ پاکیشیا سے کانڈا جائے گا چاہے پاکیشیا سے بائی ایئر جائے یا پہلے کافرستان جائے اور وہاں سے کانڈا کے سرحدی شہر ڈاگال پہنچے گا۔ وہاں سے وہ ایکریمیا میں داخل ہو کر ڈیلاس آنے کی بجائے کارشو پہنچ جائے اور پھر کارشو سے گریٹ فالز اور وہاں سے فورٹ ورتھ آئے۔ یہ لازمی بات ہے"...... جوڈی نے کہا۔

"تم اس کی چیکنگ کا کیا کرو گے"...... کرنل نیلسن نے پوچھا۔

"پاکیشیا میں نگرانی کرنے والا ایک گروپ ہے جس کا انچارج فریڈ ہے کاران کلب کا جنرل مینجر۔ وہ لارسن کا بھی دوست ہے اور میرا بھی۔ لارسن نے لازماً اسے پاکیشیا میں عمران کی نگرانی پر تعینات کیا ہو گا۔ میں بھی اس سے بات کروں گا اور مجھے وہ اطلاع

دے گا۔ اس سے مجھے اندازہ ہو جائے گا کہ آئندہ کیا کرنا چاہئے"۔ جورڈن نے کہا۔

"کرو بات فریڈ سے"...... کرنل نیلسن نے کہا اور فون سیٹ اٹھا کر جورڈن کے سامنے رکھ دیا۔ جورڈن نے فون سیٹ پر موجود ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پاکیشیائی دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں"...... جورڈن نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دونوں نمبرز بتا دیئے گئے۔ جورڈن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... اس بار بھی نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ ایشیائی تھا۔

"کاران کلب کا نمبر دیں"...... جورڈن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ جورڈن نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کاران کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں ایکریمیا سے جوڈی بول رہا ہوں۔ فریڈ جہاں بھی ہو، اس سے میرا رابطہ کراؤ"...... جوڈی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فریڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک سٹار کا جوڈی بول رہا ہوں فریڈ ایکریمیا سے۔ کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... جوڈی نے کہا۔

"اوہ آپ۔ اچھا ایک منٹ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"یس سر۔ اب فون محفوظ ہے"...... چند لمحوں بعد فریڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"فریڈ۔ یقیناً لارسن نے تمہیں پاکیشیا میں عمران کی نگرانی کا ٹاسک دیا ہو گا اور کہا ہو گا کہ جب وہ ایکریمیا کے لئے فلائی کرے تو اسے تفصیلی اطلاع دی جائے"...... جوڈی نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس نے یہ ٹاسک مجھے دیا ہے اور چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ میرے خلاف اس سے بات نہیں کریں گے اس لئے میں آپ کو بتا رہا ہوں اور ہاں۔ میں نے پہلے اس کام سے انکار کر

دیا تھا کیونکہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اسے نجانے کس طرح نگرانی کا علم ہو جاتا ہے اور وہ مجھے اور میرے گروپ کا خاتمہ کر سکتا ہے لیکن پھر لارسن کے دباؤ ڈالنے پر میں نے اس سے اس خطرناک کام کے پچاس لاکھ ڈالرز طلب کئے لیکن اس نے دیرینہ تعلقات کی بنا پر مجھے پچیس لاکھ ڈالرز پر رضامند کر لیا جس کے نصف اس نے بھجوا دیئے اور باقی اطلاع دینے کے بعد"...... فریڈ نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور جوڈی اور کرنل نیلسن دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگ گئی کیونکہ دونوں سمجھ گئے تھے کہ فریڈ کیوں یہ بات کر رہا ہے۔ وہ ان سے بھی بھاری رقم وصول کرنا چاہتا ہے۔

"تم اس کے لئے کام کرتے رہو لیکن تم نے مجھے بھی یہ اطلاع دینی ہے اور میں تمہیں صرف ایک لاکھ ڈالرز دوں گا۔ اس سے ایک پینی بھی زیادہ نہیں"...... جوڈی نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کو اب انکار تو نہیں کر سکتا لیکن رقم پیشگی ہو گی"...... فریڈ نے بھی اپنی شرط پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم اپنا بینک اور اکاؤنٹ نمبر لکھوا دو"...... جوڈی نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

"اب تم میرا خصوصی فون نمبر نوٹ کر لو۔ اس نمبر پر چوبیس گھنٹے میں کسی بھی وقت مجھ سے بات ہو سکتی ہے"...... جوڈی نے کہا اور پھر اپنا خصوصی فون نمبر بتا دیا۔

"یس سر۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے"...... فریڈ نے کہا۔

"گڈ بائی"...... جوڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"فرض کرو یہ فریڈ تمہیں اطلاع دیتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا سے ولنگٹن یا ناراک جا رہے ہیں تو پھر تم کیا کرو گے"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"میں راستے میں جو سٹاپ آتے ہیں وہاں اپنے آدمی تعینات کر دوں گا"...... جوڈی نے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیوں"...... کرنل نیلسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیونکہ عمران لازماً راستے میں کسی سٹاپ پر غائب ہو جائے گا اور پھر میک اپ تبدیل کر کے کسی اور فلائٹ سے کانڈا پہنچ جائے گا اور لارسن اسے ڈھونڈتا رہ جائے گا"...... جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس طرح بات کر رہے ہو جیسے تم عمران کو بے حد قریب سے جانتے ہو۔ کیا پہلے تمہارا اس سے کبھی ٹکراؤ ہوا ہے"...... کرنل نیلسن نے پوچھا۔

"نہیں چیف۔ لیکن میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں اگر اسے سو فیصد نہیں جانتا تو نوے فیصد ضرور جانتا ہوں"...... جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بے حد شاطر آدمی ہے جوڈی۔ اس لئے اپنی توجہ کسی ایک طرف نہ لگا دینا بلکہ مختلف زاویوں پر بھی سوچ بچار اور کام کرتے رہنا"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا"...... جوڈی نے کہا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"یس چیف"...... جوڈی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کی وسیع پارکنگ میں روکی جس پلازہ میں جولیا کا رہائشی فلیٹ تھا۔ وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہاں صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور چاروں کی کاریں بھی موجود تھیں۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس نے بطور ایکسٹو، جولیا کو صرف صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ کو کال کرنے کا کہا تھا لیکن یہاں ان کے ساتھ ساتھ فور سٹارز کی بھی کاریں موجود تھیں۔ اس کے ذہن میں مسلسل یہ بات گردش کر رہی تھی کہ کیا اب پوری ٹیم کو ساتھ لے جانا چاہئے کیونکہ اب صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے سامنے انہیں ساتھ نہ لے جانا خاصا تشویشناک مسئلہ بن جائے گا۔ ایسی صورت میں پھر دو ٹیمیں بنانے کا آئیڈیا بھی ڈراپ کرنا ہو گا۔ یہ سب سوچتا ہوا وہ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر واقع جولیا کے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر

سنجیدگی کی تہہ ابھر آئی تھی۔ اس نے جولیا کے فلیٹ کا کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے باہر''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''عمران''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو کٹاک کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو دروازے میں صفدر موجود تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ خیریت''...... صفدر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''خیریت نیک مطلوب''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔

''کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... صفدر نے دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

''پہلے زمانے میں جب خط لکھا جاتا تھا تو اس کا آغاز اس طرح کیا جاتا تھا کہ خیریت موجود خیریت نیک مطلوب۔ یعنی خط لکھنے والے کے ہاں خیریت ہے لیکن جس نے خط پڑھنا ہے اس کی اچھی خیریت چاہتا ہوں''...... عمران نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ صفدر کے چہرے پر چھائی ہوئی تشویش بھی دور ہو گئی اور وہ بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ ہال میں سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم موجود تھی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاۃ۔ خیریت موجود اور خیریت نیک مطلوب''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''آپ تو خط کے فقرے بول رہے ہیں جبکہ آپ خود یہاں موجود ہیں''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ یہاں پوری سیکریٹ سروس کیوں اکٹھی ہوگئی ہے۔ چیف کی فاتحہ خوانی تو نہیں کرنی''...... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ سوچ سمجھ کر منہ سے الفاظ نکالا کرو نانسنس۔ جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہو''...... جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''یہی تو مسئلہ ہے کہ لوگوں کے منہ میں جو آتا ہے وہ اسے منہ سے نکالنے کی بجائے ناک سے یا کانوں سے نکال دیتے ہیں اور بے چارہ منہ سوکھا رہ جاتا ہے اور پھر صفدر یار جنگ بہادر دروازہ کھولتے ہوئے دوسرے کا منہ سوکھا دیکھ کر تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس پر جولیا کے غصے کا کیا اثر ہونا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ شاید ہمیں یہاں دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں۔ ہم چاروں مس جولیا سے درخواست کرنے آئے ہیں کہ ہمیں چیف سے طویل رخصت لے دیں''...... صدیقی نے کہا۔

''تاکہ ہم چاروں شادیاں کر کے ہنی مون منا سکیں''...... عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ جب ہمیں کام دیا ہی نہیں جاتا تو آخر ہم قومی خزانے پر بوجھ کیوں بنے رہیں۔ طویل رخصت ہم بغیر تنخواہ چاہتے ہیں''...... صدیقی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''واہ۔ یہ ہوئی نا بات۔ پھر میں جولیا سے کہوں گا کہ وہ میری سفارش چیف سے کر دے کہ تم چاروں کی تنخواہ اور دیگر مراعات مجھے دلا دے تاکہ آغا سلیمان پاشا کا کچھ تو ادھار اترے''۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں شرم نہیں آتی اپنے ساتھیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ یہ بات خوشی سے کہہ رہے ہیں جبکہ ان کی بات سن کر ہمارے دل جل رہے ہیں تو تمہاری بات سن کر ان کے دلوں کا کیا حال ہوگا''...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ان کو کام چاہئے۔ وہ میں دلا دیتا ہوں۔ یہ کون سی مشکل بات ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''عمران صاحب۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے تمام گلے شکوے دور ہو جائیں گے''...... صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے گلے شکوے دور ہونے سے مجھے کیا ملے گا۔ یہ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

"آپ کو دعائیں ملیں گی"...... صدیقی نے جواب دیا تو اس بار عمران سمیت سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"چلو کچھ تو ملا"...... عمران نے کہا۔

"کچھ کیوں، بہت کچھ ملا عمران صاحب۔ دعائیں کچھ تو نہیں ہوتیں۔ بہت کچھ ہوتی ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کچھ تو ہوا پر ایک لطیفہ سناؤں۔ ایک رشوت خور ملازم نے کسی غریب کا کام کر دیا اور اس نے رشوت طلب کی تو اس غریب آدمی نے جواب دیا کہ اس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے اور پھر اس نے جائز کام کروایا ہے وہ کیوں کچھ دے۔ جب کام کرانے والے نے بالکل ہی صاف جواب دے دیا تو اس رشوت خور ملازم نے اپنی ہتھیلی آگے کر دی کہ چلو اس پر تھوک دو۔ چلو کچھ تو ملے گا"...... عمران نے کہا تو سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب پلیز۔ مذاق مت کریں۔ ہم واقعی فارغ رہ رہ کر مر جانے کی حد تک بیزار ہو چکے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"پرابلم ایک اور ہے۔ کام تمہیں مل جائے گا لیکن دراصل یہ کام نہیں ہو گا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ کیا کیا جائے"۔ عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"کام بھی ہو گا اور نہیں بھی ہو گا۔ یہ کیا بات ہوئی عمران صاحب"...... صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"صرف تمہیں نہیں بلکہ پوری ٹیم کو ایسا ہی کام مل رہا ہے"۔

عمران نے جواب دیا۔

"وہ کیسے عمران صاحب۔ پلیز ذرا وضاحت کریں"...... صفدر نے کہا۔

"یورپی ملک پراگ کے ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز کو ایکریمیا نے اغوا کرا لیا ہے لیکن چھ ماہ تک کے لئے اس کے لاشعور اور شعور دونوں سے ایک خصوصی دھات ایلام کے بارے میں سب کچھ واش کر دیا گیا۔ چھ ماہ بعد قدرتی طور پر اس کی یادداشت خودبخود واپس آ جائے گی۔ پراگ کے چیف نے ہمارے چیف سے درخواست کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کرے۔ چنانچہ چیف نے یہ آفر قبول کر لی کیونکہ جواب میں پراگ حکومت پاکیشیا کو بھاری تعداد میں حساس اور جدید اسلحہ دے رہا ہے لیکن یہ اطلاع ایکریمین حکومت کو بھی مل چکی ہے۔ چنانچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے اور اسے ہلاک کرنے کے لئے دو ٹاپ ایجنسیوں کو حرکت میں لایا گیا ہے۔ ایک بلیک سٹار اور دوسری ریڈ سرکل۔ ڈاکٹر جیمز کو ڈیلاس پہاڑی علاقے میں واقع قدیم قلعہ فورٹ ورتھ میں رکھا گیا ہے جس کی حفاظت بھی دونوں ایجنسیاں کر رہی ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ تمام ایجنسیاں صرف علی عمران کو جانتی اور پہچانتی ہیں باقی ٹیم کو نہیں پہچانتی۔ اس لئے انہوں نے یہاں گروپس کو ٹاسک دیا ہے کہ وہ عمران کی نگرانی کریں اور عمران چاہے کوئی بھی میک اپ کر لے، اسے پہچاننے والے پہچان ہی لیتے ہیں۔ اس پر

چیف نے ایک اور پلاننگ کی ہے کہ تنویر اور جولیا کی ایک ٹیم بنا کر جس کا انچارج تنویر ہو گا، علیحدہ مشن پر بھیج دے اور مشن اس ٹیم نے مکمل کرنا ہے جبکہ عمران کی سربراہی میں باقی ٹیم کو بھیجا جائے جو ایکریمین ایجنسیوں کو مصروف رکھے۔ اس طرح اصل مشن تو تنویر اور جولیا نے مکمل کرنا ہے۔ ہم سب تو صرف شامل باجہ ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''شامل باجہ کیا ہوتا ہے عمران صاحب''...... اس بار خاموش بیٹھی صالحہ نے کہا۔

''بینڈ میں ایک بہت بڑا بگل ہوتا ہے۔ وہ چونکہ مسلسل نہیں بجایا جا سکتا۔ اس لئے کبھی کبھار وہ بھوں کر دیتا ہے اور بینڈ میں شامل ہوتا ہے۔ اسے شامل باجہ کہا جاتا ہے کہ بظاہر سب سے بڑا لیکن کارکردگی میں باقی سے بے حد کم''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''تو اصل مشن تنویر اور جولیا کے ذمے ہو گا۔ پھر تو ہم واقعی شامل باجہ ہوں گے''...... اس بار صفدر نے کہا۔

''تنویر اس ٹیم کا سربراہ ہو گا اور جولیا اس کی ماتحتی میں کام کرے گی''...... عمران نے شاطرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ پوری ٹیم اکٹھی کام کرے گی۔ ہم نے کسی کو گولی نہیں مارنی۔ ایک ماہر معدنیات کو واپس لانا ہے اور یہ کام دو آدمی نہیں کر سکتے۔ یہ پوری ٹیم کا کام ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ کسی کو ہلاک کرنا ہو تو میں اکیلا ہی مشن مکمل کرنے کے لئے کافی ہوں لیکن کسی کو ساتھ لے کر واپس آنا، یہ کام مجھ سے نہیں ہو گا چاہے وہ بے ہوش ہی کیوں نہ ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹیم تو بننے سے پہلے ہی بکھر گئی ہے لیکن ظاہر ہے چیف کو کون سمجھائے۔ وہ اپنی بات کو انا کا مسئلہ بنا لیتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں نہیں معلوم عمران صاحب۔ یہ مسئلہ آپ نے حل کرنا ہے''...... صدیقی نے کہا اور تقریباً سب نے ہی اس کی بات کی تائید کر دی۔

''میری تو وہ سرے سے ہی نہیں مانتا۔ کیونکہ میں تو ہوں کرائے کا سپاہی۔ البتہ جولیا کہے تو وہ مان جائے گا کیونکہ جولیا بطور ڈپٹی چیف اپنے احکامات بھی دے سکتی ہے''...... عمران نے ساری بات جولیا پر ڈالتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی تو جولیا نے جلدی سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ حکم''...... جولیا نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''عمران یہاں موجود ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی خیریت موجود البتہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خیریت نیک مطلوب ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''تمہاری خیریت کسی بھی وقت وجود سے عدم وجود میں بدل سکتی ہے۔ ہوش میں رہ کر بات کیا کرو''...... دوسری طرف سے چیف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں کے چہروں کا رنگ پھیکا پڑ گیا جبکہ باقی ساتھیوں کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے انہیں معلوم تھا کہ چیف کچھ بھی کر سکتا ہے۔

''میں نے اپنی خیریت موجود کہا ہے۔ وجود نہیں کہا جناب۔ جہاں تک میری خیریت کے عدم وجود ہونے کا تعلق ہے تو یہ کام آپ کا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہے''...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ اس نے اور زیادہ کھل کر بات کر دی۔

''میں عمران کی طرف سے معافی چاہتی ہوں چیف۔ آپ پلیز اسے معاف کر دیں۔ اس کے دل میں آپ کی بڑی عزت ہے''...... جولیا نے یکلخت جھپٹا مار کر عمران کے ہاتھ سے رسیور کھینچتے ہوئے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ڈپٹی چیف ہو۔ میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ چاہے اسے معاف

کر دو چاہے سزا دے دو۔ تم جو بھی سزا دے دو، وہ مجھے منظور ہے۔ اسے کہہ دو کہ فلیٹ پر موجود سلیمان سے بات کرے''۔ چیف نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''مس جولیا، آپ کا شکریہ۔ آپ نے واقعی آج عمران کو چیف کے عتاب سے بچا لیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جولیا خواہ مخواہ جذباتی ہو جاتی ہے ۔ چیف، عمران کو سزا دینے کی صرف دھمکیاں ہی دیتا رہتا ہے۔ اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ عملی طور پر بھی اسے سزا دے دے کیونکہ عمران کے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس ادھوری رہ جائے گی''...... تنویر نے عمران کی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔

''واہ۔ واقعی ولی را ولی می شناس۔ مطلب ہے ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''مس جولیا۔ آپ بھی عمران صاحب کو معاف کر دیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''یہ معافی کے قابل تو نہیں ہے لیکن اب سب کہہ رہے ہیں تو معافی دی جا سکتی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب جولیا کے اس انداز پر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ سلیمان سے بات کر لیں۔ شاید کوئی ایمر جنسی ہو''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ وہ تو میں بھول ہی گیا تھا لیکن سلیمان نے چیف کو اطلاع کیسے دی ہو گی''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ واقعی یہ بات تو انہوں نے سوچی ہی نہ تھی۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''صاحب۔ کاران کلب کے جنرل مینجر فریڈ کا فون آیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ آپ سے انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہے اور اگر فوری بات نہ ہوئی تو آپ کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے جس پر میں نے اسے کہا کہ میں آپ کو تلاش کر کے اس کا پیغام پہنچا دیتا ہو''...... سلیمان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے چیف کو کیسے اطلاع دی''...... عمران نے کہا۔

''میں نے سرسلطان صاحب سے درخواست کی کہ وہ چیف کو کہہ کر آپ کو تلاش کرائیں۔ انہوں نے میری بات مان لی''۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں فریڈ سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل پریس کر دیا۔ دوبارہ ٹون آنے پر

اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کاران کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جنرل مینجر فریڈ سے بات کراؤ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''کہیں ڈگریاں سن کر بے ہوش تو نہیں ہو گئی''...... چند لمحوں بعد عمران نے کہا تو سب ہنس پڑے۔

''ہیلو۔ فریڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا تھا۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ تک یہ بات پہنچانا چاہتا تھا کہ بلیک سٹار کے جورڈن نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ میں آپ کی روانگی کے بارے میں جب لارسن کو اطلاع دوں تو اسے بھی اطلاع دوں۔ اس کے لئے اس نے مجھے ایک لاکھ ڈالرز بھجوائے ہیں۔ میں آپ کو اس لئے اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ کل کو یہ نہ کہہ دیں کہ میں نے پہلے آپ کو ادھوری اطلاع دی تھی''...... فریڈ نے کہا۔

''اطلاع دینے کے لئے کہاں فون کرو گے''...... عمران نے

پوچھا۔

''اس نے اپنا ذاتی سیل نمبر دیا ہے جو میں آپ کو اصولاً نہیں بتا سکتا''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ بے حد شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس اطلاع سے آپ کیا فائدہ اٹھائیں گے عمران صاحب''۔ صفدر نے کہا۔

''دونوں ایجنسیاں ہمیں ہلاک کر کے ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتی ہیں اور دونوں ہی چونکہ ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسیاں ہیں اس لئے اب پوری ٹیم کو اس مشن میں حصہ لینا ہو گا۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کال کرنے کا مقصد کیا ہے''...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

''کاران کلب کے جنرل مینجر فریڈ نے اطلاع دی ہے کہ پہلے اسے ریڈ سرکل نے ہائر کیا تھا۔ اب ساتھ ہی اسے بلیک سٹار کے ایجنٹ نے بھی ہمارے خلاف ہائر کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا کی دو بڑی ایجنسیاں ہماری ہلاکت کے لئے کام کر رہی

ہیں۔ ایسی صورت میں ٹیم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو گا کیونکہ ایسی ڈاجنگ ان کے ذہنوں میں بھی موجود ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''گو تم نے وضاحت نہیں کی لیکن میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ تم مکمل ٹیم کو ساتھ لے جا سکتے ہو۔ مجھے مشن میں کامیابی چاہئے''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف نے مکمل کن معنوں میں کہا ہے کہ دونوں حصوں کو اکٹھا کر کے مشن پر لے جایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں مکمل سے مطلب صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بھی ساتھ لے جانے کے بارے میں کام دے سکتا تھا۔

''اب تو خوش ہو۔ اب تو چیف نے خود ہی مکمل ٹیم ساتھ لے جانے کا کہا ہے''...... عمران نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

''عمران صاحب۔ پہلے تو یہ بتائیں کہ ایکریمیا میں ہمارا ٹارگٹ کہاں ہے۔ ایکریمیا تو پورا براعظم ہے۔ ٹارگٹ تو یقیناً ایک جگہ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ڈاکٹر جیمز کوئی سائنسدان تو نہیں ہے کہ اسے کسی لیبارٹری میں رکھا جائے۔ اسے کہیں بھی رکھا جا سکتا ہے''...... صدیقی نے

کہا۔

''ڈاکٹر جیمز کو پہلے ولنگٹن کے نفسیاتی ہسپتال جسے ایم ہسپتال کہا جاتا ہے، میں رکھا گیا جس کا انچارج ڈاکٹر جوزف ہے۔ پھر جب انہیں اطلاع ملی کہ پراگ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمت حاصل کی ہیں تو اسے وہاں سے نکال کر ڈیلاس پہاڑی علاقے میں واقع فورٹ ورتھ میں پہنچا دیا گیا ہے اور قلعے کے اندر اور باہر کے ساتھ ساتھ پورے ڈیلاس پہاڑی علاقے میں ایجنسیوں نے ڈیرے ڈال لئے ہیں۔ انہوں نے جس طرح ہمارے ایکریمیا پہنچنے کی رپورٹ میں دلچسپی لی ہے اور لاکھوں ڈالرز دینے پر بھی تیار ہو گئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ائیرپورٹ سے ہی ہم پر حملوں کا آغاز کر دیں گے جب تک کہ وہ ہم پر کسی جگہ حاوی نہ ہو جائیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ نے کیا لائحہ عمل بنایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لائحہ عمل تو بے حد سادہ ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا''...... تقریباً سب نے ہی ہم زبان ہو کر کہا۔

''ہم ایکریمیا جائیں ہی نا''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اس قدر سنجیدہ بات میں بھی آپ مزاح کا پہلو نکال ہی لیتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''عمران نے کوئی مزاحیہ بات نہیں کی بلکہ بہترین لائحہ عمل تیار کیا ہے''...... عمران کے بولنے سے پہلے کیپٹن شکیل بول پڑا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''تمہارا تو اب کام ہی عمران کی تعریف کرنا رہ گیا ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا بہترین لائحہ عمل ہے کیپٹن شکیل۔ تم بتاؤ''...... صفدر نے تنویر کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

''ڈیلاس پہاڑی علاقہ کانڈا کی سرحد کے قریب ہے۔ اس لئے اگر ہم ایکریمیا جانے کی بجائے کانڈا چلے جائیں تو ہم سرحد کراس کر کے ڈیلاس پہاڑی علاقے کی عقبی طرف سے داخل ہو جائیں گے جبکہ ہمارے مخالف ولنگٹن اور ناراک میں ہماری آمد کا انتظار کرتے رہ جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے پوچھ رہے ہوں کہ کیا کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔

''ڈیلاس کے بارے میں تو میں نے اب بتایا ہے تمہیں پہلے سے اس بارے میں کیسے معلوم ہے''...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تین سال ایکریمیا میں آرمی ٹریننگ کے سلسلے میں رہا ہوں۔ ڈیلاس پہاڑی علاقے میں واقع فورٹ ورتھ دیکھنے کے لئے ہمارا گروپ گیا تھا۔ میں گروپ کا لیڈر تھا۔ اس لئے میں نے

ڈیلاس پہاڑی علاقے کا تفصیلی نقشہ باقاعدہ دیکھا ہے۔ اب آپ نے ڈیلاس کا نام لیا اور پھر کہا کہ ایکریمیا نہیں جانا تو میں سمجھ گیا کہ آپ کے ذہن میں کیا لائحہ عمل ہے''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم واقعی اب پاور ایجنٹ سے پاورفل ایجنٹ بنتے جا رہے ہو لیکن اس راستے پر بھی ایکریمین ایجنسیوں کی یقیناً نظر ہو گی کیونکہ وہ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں کس قسم کے راستوں کو مشن کے لئے ترجیح دیتا ہوں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مطلب ہے کہ آپ جائیں گے کانڈا کے راستے۔ لیکن اس راستے سے نہیں جس راستے کے بارے میں ابھی میں نے بتایا ہے۔ پھر اور کون سا راستہ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر میز پر رکھ دیا تو سب اس نقشے پر جھک گئے۔

''یہ دیکھو۔ یہ ہے کانڈا کا علاقہ پرنس جارج۔ یہ ایکریمیا کی سرحد کے قریب بھی ہے اور ساحلی علاقہ بھی ہے۔ یہاں سے فیری کے ذریعے ایکریمیا کے ساحلی علاقے ہوسٹن آسانی سے اور انتہائی محفوظ طریقے سے پہنچا جا سکتا ہے اور ہوسٹن سے ہم گریٹ فالز پہنچ سکتے ہیں۔ گریٹ فالز قدیم راستہ ہے جسے اب اس کی خطرناک حالت کی بنا پر ترک کر دیا گیا ہے۔ ہم اس راستے سے فورٹ ورتھ

پہنچیں گے لیکن ہم واپسی کے لئے یہ راستہ استعمال نہیں کریں گے بلکہ ڈاکٹر جیمز کو ساتھ لے کر ڈیلاس پہاڑی علاقے کی شمالی سمت واقع پورٹ لینڈ پہنچیں گے جہاں سے ہم بڑی آسانی سے کانڈا پہنچ سکتے ہیں اور کانڈا میں پراگ کے سفارت خانے میں ڈاکٹر جیمز کو پہنچا کر ہم مشن مکمل کر کے واپس آ سکتے ہیں جبکہ دونوں ایجنسیاں ہمارے خلاف حرکت میں آنے کا انتظار کرتی رہ جائیں گی''۔ عمران نے نقشے پر نشانات لگا کر سمجھاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ایکریمین ایجنٹ آپ کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے وہ لازماً ان راستوں پر بھی چیک رکھیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''پھر تو ایک ہی حل ہے کہ ہم سلیمانی ٹوپیاں سر پر رکھ کر وہاں جائیں''...... عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم ان ایجنسیوں سے ڈرتے کیوں ہو۔ کیا یہ مافوق الفطرت صلاحیتیں رکھتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''تو پھر کیا کریں۔ تم بتاؤ''...... عمران نے تنویر سے کہا۔

''ولنگٹن اترو اور سینہ تان کر آگے بڑھتے رہو۔ جو مشکوک آدمی نظر آئے اڑا دو''...... تنویر نے کہا۔

''اور پھر یا جیل میں پہنچ جاؤ یا قبر میں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے اکیلے کو بھیج دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون آتا ہے

سامنے''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ پوری ٹیم کے جانے سے ہم ان کا آسان شکار بن جائیں گے۔ تنویر کے ساتھ کسی ایک ممبر کو بھیج دیں۔ یہ آسانی سے ڈاکٹر جیمز تک پہنچ جائیں جبکہ ہم کانڈا کے سرحدی علاقے میں رک جائیں گے۔ جیسے ہی ان کی طرف سے ڈاکٹر جیمز کے بارے میں اطلاع ملے گی ہم سرحدی علاقے میں فوج کا ہیلی کاپٹر اڑا کر لے جائیں گے اور ڈاکٹر جیمز کو ساتھ لے کر سیدھے کانڈا پہنچ جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہیلی کاپٹر ایئرفورس یا فوج کا ہوا تو وہ تمہیں زیادہ دور نہیں جانے دیں گے البتہ اس کا ایک اور حل ہے کہ ہم دو ٹیموں میں تقسیم ہو کر دونوں ایجنسیوں کے ہیڈکوارٹرز کو اڑا دیں۔ ان کے ہیڈکوارٹرز میں لازماً ہیلی کاپٹرز ہوں گے۔ ہیڈکوارٹرز تباہ ہونے کی وجہ سے ان کے آپس میں رابطے ختم ہو جائیں گے اور آسانی سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے فورٹ ورتھ پہنچ کر ڈاکٹر جیمز کو اٹھا کر کانڈا لے جایا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران نے جو لائحہ عمل سوچا ہے وہ زیادہ بہتر ہے۔ ہمیں اس پر عمل کرنا ہے اور بس۔ اِٹ اِز فائنل''...... جولیا نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

''اور تنویر نے مجھے بزدل کہہ دیا تو پھر''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی بزدلوں والا لائحہ عمل ہے۔ کوئی دیکھ نہ لے۔ کوئی ہم پر حملہ نہ کر دے۔ کوئی ہمیں ہلاک نہ کر دے موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک وقت نہیں آتا کوئی کسی کو نہیں مار سکتا۔ اس لئے سیدھے انداز میں کام کیا جائے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے جو فائنل کر دیا ہے وہی فائنل ہے''...... جولیا نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بلیک سٹار کا چیف کرنل نیلسن اپنے ہیڈکوارٹر آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''جوڈی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں چیف''...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں جوڈی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جوڈی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''انتہائی خاص بات ہے چیف۔ آپ اجازت دیں تو میں آفس آ جاؤں''...... دوسری طرف سے جوڈی نے کہا۔

''کس سلسلے میں بات ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں چیف''...... جوڈی نے جواب دیا۔

''اوکے۔ آ جاؤ''...... کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور جوڈی اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''آؤ بیٹھو''...... کرنل نیلسن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور جوڈی شکریہ ادا کر کے سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے''...... کرنل نیلسن نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ پاکیشیا سے فریڈ نے اطلاع دی ہے کہ عمران نے ڈاکٹر جیمز تک پہنچنے اور پھر واپسی کا جو لائحہ عمل تیار کیا ہے وہ اسے معلوم ہو گیا ہے اور نہ صرف معلوم ہو گیا ہے بلکہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو بھی ریکارڈ کر لی ہے''...... جوڈی نے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیسے ممکن ہوا۔ وہ تو انتہائی چوکنا رہنے والا آدمی ہے''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''فریڈ نے بتایا کہ اس کے آدمی عمران کی نگرانی انتہائی جدید ترین مشینری کے ذریعے کر رہے تھے کہ عمران ایک رہائشی پلازے میں ایک غیر ملکی عورت جولیانا فٹز واٹر کے فلیٹ میں چلا گیا جس پر

فریڈ کو اطلاع دی گئی کیونکہ اس رہائشی پلازہ کے فلیٹس اور برآمدوں میں خصوصی آلات نصب ہیں تاکہ فلیٹس میں ہونے والی گفتگو کہیں سنی اور ٹیپ نہ کی جا سکے۔ آج کل پاکیشیا میں سیکورٹی کے نقطہ نظر سے ایسے آلات ہر جگہ پر نصب کئے جا رہے ہیں۔ فریڈ نے اطلاع ملنے پر اپنے ایک خصوصی سٹور سے ایک انتہائی جدید ترین آلہ منگوا کر اس رہائشی پلازہ میں موجود اپنے ایک آدمی کو بھجوا دیا جسے فلیٹ کے دروازے پر لگا دیا گیا تاکہ اس سے اندر ہونے والی گفتگو نہ صرف سنی جا سکتی تھی بلکہ اس کو ٹیپ بھی کیا جا سکتا تھا۔ گو ٹیپ ہونے والی بات چیت گفتگو کے آخری مرحلے کی تھی کیونکہ اس کے بعد وہ سب وہاں سے چلے گئے تھے۔ فریڈ کی رپورٹ کے مطابق اس فلیٹ میں عمران سمیت آٹھ مرد اور دو عورتیں موجود تھیں۔ اس نے وہ ریکارڈنگ مجھے بھجوا دی۔ وہ آپ بھی سن لیں پھر بات ہو گی''۔ جوڈی نے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے الماری کھول کر اس میں موجود مائیکرو ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر اسے میز پر رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک مائیکرو ٹیپ نکال کر ریکارڈر کے مخصوص خانہ میں ڈالا اور پھر ریکارڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ریکارڈر سے انسانی آوازیں نکلنے لگیں۔ گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ ریکارڈنگ سے پہلے گفتگو شروع ہوئی ہے۔ بہرحال کرنل نیلسن اور جوڈی دونوں خاموش بیٹھے ریکارڈنگ سنتے رہے۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو جوڈی نے ریکارڈر آف کر دیا۔

''اس گفتگو کے مطابق عمران اپنے ساتھیوں سمیت کانڈا کے علاقے پرنس جارج پہنچے گا۔ پرنس جارج سے فیری کے ذریعے ایکریمیا کے ساحلی علاقے ہوسٹن اور پھر ہوسٹن سے گریٹ فالز اور گریٹ فالز سے فورٹ ورتھ اور واپسی کے لئے وہ ڈیلاس سے پورٹ لینڈ اور پورٹ لینڈ سے کانڈا پہنچ جائے گا''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر۔ یہ اچھا ہوا کہ اس کا پورا پروگرام ریکارڈ ہو گیا ہے''۔ جوڈی نے جواب دیا۔

''نقشہ نکالو تاکہ چیک کر لیں کہ کہیں ہمیں ڈاج تو نہیں دیا جا رہا''...... کرنل نیلسن نے کہا تو جوڈی اٹھا اور اس نے الماری کھول کر ایک رول شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر میز پر رکھ دیا اور پھر اس نے ریکارڈر میں سے ٹیپ نکال کر کرنل نیلسن کی طرف بڑھا دیا اور ریکارڈر اٹھا کر واپس الماری میں رکھ کر الماری بند کر دی۔ کرنل نیلسن نے مائیکرو ٹیپ اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ دیا اور پھر نقشے پر جھک گیا جو جوڈی نے کھول کر میز پر پھیلا دیا تھا۔ وہ چند لمحے غور سے نقشے کو دیکھتا رہا پھر اس نے قلمدان سے ایک بال پوائنٹ نکالا اور پہلے کانڈا کے علاقے پرنس جارج کے گرد دائرہ لگایا۔ اس کے بعد ایکریمیا کے ساحلی علاقے ہوسٹن اور پھر گریٹ فالز اور آخر میں فورٹ ورتھ پر نشانات لگائے۔

''ہاں۔ یہ گفتگو درست ہے۔ گو یہ انتہائی دشوار گزار راستہ ہے

لیکن عمران ایسے راستوں کو ہی اختیار کرتا ہے۔ اب ہم آسانی سے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر سکیں گے''...... کرنل نیلسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ اب ایک اور مسئلہ ہے۔ اس کا کیا کیا جائے''...... جوڈی نے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا''...... کرنل نیلسن نے چونک کر پوچھا۔

''ریڈ سرکل کے ایجنٹ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب نے انہیں خصوصی اجازت دی ہے۔ اب اگر میں سیکشن ٹو لے کر کانڈا گیا تو ریڈ سرکل کو بھی علم ہو جائے گا اور وہ ہماری نگرانی کرتے ہوئے ہم سے بھی پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح کریڈٹ وہ لے جائیں گے''...... جوڈی نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے اور ہم نے چیف سیکرٹری پر بھی یہ ثابت کرنا ہے کہ ریڈ سرکل چاہے کتنی بھی بڑی ایجنسی ہے وہ بہرحال بلیک سٹار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے کریڈٹ بہرحال ہمیں ہی ملنا چاہئے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''تو پھر چیف، ہمیں کوئی خصوصی لائحہ عمل بنانا ہو گا''۔ جوڈی نے کہا۔

''تمہارے ذہن میں کیا ہے''...... کرنل نیلسن نے پوچھا۔

''چیف۔ میں اپنے دو آدمیوں کو ہوسٹن بھیج دوں اور خود میں

باقی افراد کے ساتھ تیار رہوں۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اطلاع ملے، میں خاموشی سے اپنے دیگر ساتھیوں سمیت وہاں فلائٹ کے ذریعے پہنچ جاؤں اور ان کا خاتمہ کر دوں۔ اس کے بعد ظاہر ہے سب کچھ اوپن ہو جائے گا''...... جوڈی نے کہا۔

''نہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی عام لوگ نہیں ہیں۔ انہیں اتنا وقفہ نہیں ملنا چاہئے۔ وہ الٹا ہمارے آدمیوں سے سب کچھ معلوم کر لیں گے۔ پھر ہوسٹن کافی بڑا علاقہ ہے۔ تم خود وہاں جاؤ اور اپنے آدمی وہاں بندرگاہ پر اس انداز میں پھیلا دو کہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی ہوسٹن پہنچیں ان کو وقت دیئے بغیر ان پر حملہ کر دو''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں پرنس جارج میں بھی ایک گروپ کو ہائر کر لیتا ہوں۔ فریڈ بھی پاکیشیا سے ہمیں اطلاع بھجوا دے گا۔ اس کی اطلاعات پرنس جارج کے گروپ تک پہنچا دی جائیں گی اور پھر ان کی اطلاعات ہمارے پاس ہوسٹن پہنچ جائیں گی۔ اس طرح ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارروائی لمحہ بہ لمحہ چیک کرتے رہیں گے جبکہ وہ اپنے طور پر ہم سب کو ڈاج دے کر اس طرف آ رہے ہوں گے''...... جوڈی نے کہا۔

''تم یہ تمام انتظامات کر لو لیکن تم خود وہیں رہو تاکہ ریڈ سرکل کو آخری لمحات تک اصل بات کا علم نہ ہو سکے تم عین آخری لمحات

میں خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ جاؤ''...... کرنل نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا''...... جوڈی نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے کرنل نیلسن کو سلام کیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ریڈ سرکل کا لارسن اپنے سیکشن آفس میں بیٹھا سیکشن کے کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... لارسن نے کہا۔

''جارج بات کرنا چاہتا ہے باس''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... لارسن نے کہا۔

''ہیلو باس۔ میں جارج بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے۔ کوئی خاص بات ہے''...... لارسن نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ایک اہم اطلاع ہے لیکن فون پر تفصیل سے نہیں بتائی جا سکتی۔ آپ اجازت دیں تو میں آفس آ جاؤں''...... جارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ"...... لارسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ اس کے سیکشن کا ممبر جارج تھا۔ جارج نے اندر داخل ہو کر اسے سلام کیا۔

"آؤ بیٹھو"...... لارسن نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور جارج شکریہ ادا کر کے سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے"...... لارسن نے کہا۔

"باس۔ پاکیشیا سے فریڈ نے جوڈی کو کچھ گفتگو فون پر سنوائی ہے جسے جوڈی نے ٹیپ کر لیا ہے اور پھر وہ ٹیپ سمیت ہیڈکوارٹر گیا ہے اور وہاں سے واپسی پر اس نے اپنے سیکشن کے دس افراد کو اکٹھا کر کے انہیں خصوصی ہدایات دی ہیں"...... جارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا گفتگو ہے"...... لارسن نے کہا۔

"باس۔ گفتگو تو براہِ راست سنی نہیں جا سکی البتہ جوڈی نے جو ہدایات دی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کانڈا پہنچ رہی ہے۔ کانڈا کے علاقے پرنس جارج سے فیری کے ذریعے وہ ایکریمیا کے ساحلی علاقے ہوسٹن پہنچیں گے اور پھر آگے ڈیلاس جائیں گے۔ ڈیلاس جانے کے لئے انہوں نے گریٹ فالز وے کا انتخاب کیا ہے۔ جوڈی نے پرنس جارج میں ایک گروپ جس کا سربراہ رچرڈ ہے، کو ہائر کیا ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی

جدید ترین مشینری کی مدد سے نگرانی کرائے گا اور وہ جس فیری کے ذریعے ہوسٹن روانہ ہوں گے اس کے بارے میں تفصیلات مہیا کرے گا جبکہ ہوسٹن میں جوڈی کے سیکشن کے دس افراد موجود ہوں گے اور اطلاع ملتے ہی جوڈی خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچ جائے گا"...... جارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں کیسے معلوم ہوا"...... لارسن نے کہا۔

"جوڈی سیکشن میں ہمارا ایک آدمی موجود ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے"...... جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا تو لارسن نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"کاران کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ پاکیشیائی تھا۔

"ایکریمیا سے لارسن بول رہا ہوں۔ فریڈ سے بات کراؤ"۔ لارسن نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ فریڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ریڈ سرکل کا لارسن بول رہا ہوں فریڈ۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی"...... لارسن نے کہا۔

"آپ نے جو نمبر مجھے دیا تھا اس پر میں نے بے شمار بار کال

کرنے کی کوشش کی ہے لیکن نمبر اٹینڈ ہی نہیں کیا جا رہا''...... فریڈ نے کہا۔

''کون سے نمبر کی بات کر رہے ہو''...... لارسن نے چونک کر کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔

''اوہ۔ ویری سوری۔ یہ نمبر سیٹلائٹ کا ہے۔ وہاں مشینی خرابی کی وجہ سے یہ نمبر بند ہو گیا ہے۔ سوری۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا کہ تمہیں اطلاع دے دیتا۔ بہرحال کوئی اطلاع''...... لارسن نے کہا۔

''ہاں۔ مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا سے کانڈا کے علاقے پرنس جارج جائیں گے۔ وہاں سے ایکریمیا کے ساحلی علاقے ہوسٹن اور ہوسٹن سے گریٹ فالز کے راستے فورٹ ورتھ جائیں گے اور واپسی میں ڈیلاس کے شمالی سمت علاقے پورٹ لینڈ اور وہاں سے کانڈا جائیں گے''...... فریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ اطلاع حتمی ہے''...... لارسن نے کہا۔

''ہاں۔ سو فیصد حتمی ہے''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ لیکن کیا عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا سے روانہ ہو چکے ہیں''...... لارسن نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تو صرف ان کے پلان کا علم ہوا ہے۔ جب روانہ ہوں گے تو میں اطلاع دے دوں گا''...... فریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ لارسن نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا اور دوبارہ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیڈکوارٹر''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''لارسن بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ''...... لارسن نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کرنل گروز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ہی بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''لارسن بول رہا ہوں چیف۔ سیکشن آفس سے''...... لارسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس کوئی خاص بات''...... چیف نے کہا۔

''بس چیف۔ جارج ایک اہم اطلاع لے کر آیا ہے''۔ لارسن نے کہا اور پھر اس نے جارج کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

''کیا یہ اطلاع کنفرم کر لی گئی ہے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''میں نے پاکیشیا میں فون کر کے فریڈ سے یہ بات کنفرم کر لی ہے''...... لارسن نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ اطلاع پہلے فریڈ نے جوڈی کو دی ہے پھر ہمیں دی ہے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''میں نے جو فون نمبر اسے دیا تھا وہ بند ہو چکا ہے۔ فریڈ کا کہنا تھا کہ وہ فون کرتا رہا ہے لیکن نمبر اٹنڈ نہیں ہو سکا''...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اب کیا کرنا چاہئے۔ اب ہم آپس میں تو نہیں لڑ سکتے''۔ کرنل گروز نے کہا۔

''جوڈی نے جواب میں جو حکمت عملی بتائی ہے وہ بھی جارج کے ذریعے معلوم ہوئی ہے کہ اپنے دو آدمی وہ پرنس جارج بھیجے گا اور سیکشن کے باقی افراد کو ہوسٹن میں رکھے گا اور خود وہ ونگٹن میں رہے گا اور اطلاع ملنے پر خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ ہوسٹن پہنچ جائے گا''...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ایک ہی حل ہے کہ تم سیکشن کو ساتھ لے کر کانڈا جاؤ اور پرنس جارج میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے آنے کا انتظار کرو۔ پھر جیسے ہی وہ لوگ وہاں پہنچیں ان پر حملہ کر دو۔ جوڈی کے دو آدمی تو صرف نگرانی کر سکتے ہیں حملہ تو نہیں کر سکتے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''چھ سات افراد کی ٹیم کا خاتمہ کانڈا میں کرنا ناممکن ہے۔ وہاں پولیس، انٹیلی جنس اور حکومت تینوں قیامت برپا کر دیں گی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ جس فیری میں عمران اور اس کے ساتھی ہوسٹن جا رہے ہوں اسے میزائلوں سے تباہ کر دیا جائے۔ کھلے سمندر میں ان کو کوئی بچانے والا بھی نہیں ہو گا اور آسانی سے وہ

لوگ ہلاک بھی ہو جائیں گے''...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن میزائلوں سے تو ان کی لاشیں بھی جل جائیں گی۔ ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔ ہم کیسے اعلیٰ حکام پر ثابت کریں گے کہ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے''۔ کرنل گروز نے کہا۔

''تو پھر پہلے فیری پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے اور پھر فیری میں داخل ہو کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنی بوٹ میں منتقل کر کے ہوسٹن کے کروڈ ساحل پر لے آیا جائے اور پھر نہیں اپنے اڈے پر پہنچا کر وہاں انہیں ہلاک کر دیں گے''۔ لارسن نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن خیال رکھنا کہ انہیں راستے میں ہوش نہ آ جائے رنہ وہ سچویشن تبدیل کرنے کے ماہر ہیں''...... کرنل گروز نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں ایسا نہیں ہو گا۔ میں ساتھ ہی انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دوں گا''...... لارسن نے کہا۔

''گڈ اور سنو۔ ہوسٹن پہنچ کر تم نے مجھے کال کرنا ہے۔ میں صوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ کر اپنے سامنے انہیں ہلاک کراؤں ا۔ طویل بے ہوشی کے انجکشنوں کی وجہ سے انہیں دس بارہ گھنٹوں ے پہلے تو ہوش آ ہی نہیں سکتا''...... کرنل گروز نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ تو کم سے کم وقت ہے''...... لارسن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔
''لیکن تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو شناخت کیسے کرو گے۔
وہ تو میک اپ میں ہوں گے اور میں نے سنا ہے کہ عمران نے
ایسے میک اپ ایجاد کر لئے ہیں جو میک اپ واشر سے بھی واش
نہیں ہوتے اور میک اپ چیک کرنے والے خصوصی کیمروں سے
بھی چیک نہیں ہو سکتے''...... کرنل گروز نے کہا۔
''آپ کو تو معلوم ہے کہ میں نے میک اپ کے فن میں اعلیٰ
ترین ڈگری لی ہوئی ہے۔ مجھے ان سب معلومات کا بخوبی علم ہے۔
کیمروں سے میک اپ چھپانے کے لئے سیسہ استعمال کیا جاتا ہے
لیکن اگر کیمروں کے لینز پر سالبو کوٹنگ کر دی جائے تو سیسہ
رکاوٹ نہیں بنتا۔ اس لئے ہم وہاں ایئر پورٹ پر سالبو کوٹڈ کیمرے
استعمال کریں گے۔ اس طرح ہم بڑی آسانی سے انہیں پہچان لیں
گے''...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''گڈ۔ میں تمہاری کال کا شدت سے انتظار کروں گا''...... کرنل
گروز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
تو لارسن نے بھی رسیور رکھ دیا۔
''باس۔ ایک درخواست ہے''...... جارج نے کہا۔
''کیا۔ بولو''...... لارسن نے کہا۔
''باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مہلت دینا اپنے سا
صریحاً ظلم ہے۔ اب تک شاید ہزاروں بار انہیں گیس سے بے

کیا گیا ہو گا۔ طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے ہوں گے۔
لیکن یہ لوگ ہمیشہ وقت سے پہلے نہ صرف ہوش میں آ جاتے ہیں
بلکہ سچویشن پلٹ کر بے ہوش کرنے والوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔
اس لئے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگانے کی بجائے گولی مار
کر ہلاک کر دیں۔ اول تو وہیں پرنس جارج میں ہی ایسا ہونا
چاہئے اور اگر غیر ملک ہونے کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر سمندر
میں انہیں بے ہوش کر کے فوری ہلاک کر دیا جائے پھر ان کی
لاشیں جہاں چاہیں لے جائیں''...... جارج نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔
''تم تو اس طرح بات کر رہے ہو جیسے عمران کے ساتھ رہے
ہو۔ ضروری نہیں کہ جو پہلے ہوتا رہا ہے وہ اب بھی ہو گا۔ اب کرنل
گروز کو انکار کر دوں۔ بولو کیا کروں''...... لارسن نے کہا۔
''میں تو اب بھی یہی کہوں گا۔ آگے آپ باس ہیں جو چاہیں
کریں۔ ویسے میں نے عمران کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوا
ہے''...... جارج نے کہا۔
''اچھا ٹھیک ہے۔ وقت آنے پر دیکھ لیا جائے گا۔ جیسی صورت
حال ہوگی ویسے ہی کر لیں گے''...... لارسن نے کہا۔
''تھینک یو باس۔ اب اجازت''...... جارج نے اٹھتے ہوئے کہا
اور لارسن کے سر ہلانے پر اس نے سلام کیا اور واپسی کے لئے مڑ
گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جہاز کی آرام دہ نشستوں پر دھنسا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر تھا جبکہ باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر براجمان تھے۔ جولیا اور صالحہ دونوں سائیڈ پر اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ جولیا سمیت سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔ عمران اپنی عادت کے مطابق نشست سے سر ٹکائے ہلکے ہلکے خراٹے لینے میں مصروف تھا لیکن خراٹوں کی آواز اس قدر ہلکی تھی کہ صرف ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر کے کانوں تک پہنچ رہی تھی لیکن صفدر جانتا تھا کہ عمران سو نہیں رہا۔ صرف سونے کی ایکٹنگ کر رہا ہے تاکہ وہ اطمینان سے آئندہ کی پلاننگ کر سکے اور آئندہ پیش آنے والے حالات پر ہر زاویئے سے غور کر سکے۔ صفدر ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا جو سامنے والی سیٹ کی عقبی پاکٹ سے اسے ملا تھا۔ وہ گذشتہ اٹھارہ گھنٹوں سے سفر کر رہے تھے۔ راستے میں دو جگہوں پر

جہاز نے لینڈ کیا تھا اور وہاں اعلیٰ ہوٹلوں میں انہیں لے جایا گیا جہاں انہیں کھانا پیش کیا گیا تھا۔ جہاز پاکیشیا سے کانڈا جا رہا تھا اور یہ براہ راست فلائٹ تھی۔ اب دو گھنٹوں کا سفر باقی رہ گیا تھا اور اس طویل سفر میں کم از کم صفدر کافی تھکاوٹ محسوس کر رہا تھا لیکن عمران کے چہرے پر ہلکی سی تھکاوٹ کے تاثرات بھی موجود نہ تھے۔

''عمران صاحب۔ پاکیشیا ائیر پورٹ پر ہماری نگرانی کی جا رہی تھی۔ میں نے آپ سے پہلے بھی بات کی تھی لیکن آپ میری بات ٹال گئے تھے۔ اس کی وجہ''...... صفدر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ سامنے والی سیٹ کی عقبی طرف بنی ہوئی جیب میں ڈالتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے فون پر انہیں اطلاع دے دی تھی کہ ہم جا رہے ہیں۔ سی آف کرو''...... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے انہیں بتایا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عمران جھوٹ بولنے سے حتی الوسع گریز کرتا ہے۔

''کیسے ہو سکتا ہے کا کیا مطلب۔ میں نے رسیور اٹھایا۔ فرید

کے نمبر پریس کئے اور اطلاع دے دی کہ ہم ائیرپورٹ پر اتنے وقت پر پہنچ رہے ہیں اور اس نے اپنے آدمی بھیج دیئے جنہیں تم نے چیک کیا ہے۔ وہ فریڈ کے آدمی تھے''...... عمران نے اس بار آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

''تو آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے کانڈا جانے کے بارے میں ایکریمین ایجنسیوں کو علم ہو جائے۔ کیوں''...... صفدر نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب تک صرف ہم نے معلومات حاصل کی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں زبانی جمع خرچ کیا ہے۔ اب ذرا بھاگ دوڑ بھی ہو جائے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تو ایکریمین ایجنسیاں کانڈا میں بھی ہمارے خلاف آپریشن کریں گی''...... صفدر نے کہا۔

''ایکریمیا جب دنیا کے ہر ملک اور ہر معاملے میں مداخلت کرتا رہتا ہے تو اس کی ایجنسیاں کب پیچھے رہنے والی ہوں گی۔ اس لئے خوب دھما چوکڑی رہے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ کانڈا کیوں جا رہے ہیں۔ براہ راست ایکریمیا کیوں نہیں جا رہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس لئے کہ بین الاقوامی ائیرپورٹس ولنگٹن یا ناراک میں ہیں۔ وہاں سے ڈیلاس ریاست کافی فاصلے پر ہے جبکہ ہم کانڈا کے پرنس جارج سے ہوسٹن اور ہوسٹن سے براہ راست ڈیلاس میں داخل ہو

جائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اصل بات بتا دیں۔ آپ ہم سے اس طرح معاملات خفیہ رکھتے ہیں جیسے ہم آپ کے مخالف ایجنٹ ہوں''۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''مخالف تو ہو''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ فتویٰ آپ نے کیسے جاری کر دیا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے آج تک خطبہ نکاح ہی یاد نہیں کیا۔ اس سے زیادہ مخالفت اور کیا ہو سکتی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے تنویر نے منع کر رکھا ہے''...... صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''یااللہ تیرا شکر ہے''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ آپ الٹا شکر ادا کر رہے ہیں''...... صفدر کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات تھے۔

''اس لئے شکر ادا کر رہا ہوں کہ جولیا نے تو منع نہیں کیا''۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر، عمران کے اس جواب پر کافی دیر تک ہنستا رہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اصل بات تو گول کر دی۔ آپ

نے کیوں ایجنسیوں تک یہ اطلاع پہنچائی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس لئے کہ ایجنسیوں تک ہماری تمام پلاننگ پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔ یہاں سے کانڈا کے علاقے پرنس جارج جانے، وہاں سے ہوسٹن جانے اور پھر ہوسٹن سے بذریعہ گریٹ فالز ڈیلاس جانے اور پھر واپسی کا جو روٹ ہم نے طے کیا تھا وہ سب پہلے ہی ایجنسیوں تک پہنچ چکا ہے۔ اس لئے اب چھپانے کے لئے کیا رہ جاتا ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہماری پلاننگ کیسے آؤٹ ہو سکتی ہے۔ یہ تو مس جولیا کے فلیٹ میں بیٹھ کر طے ہوئی تھی۔ آپ کا مطلب ہے کہ ہم میں سے کسی نے لیک کیا ہے اسے''...... صفدر کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہمارے ساتھی ایسا نہیں کر سکتے لیکن اب روزانہ نئی سے نئی ایجادات ہو رہی ہیں۔ مجھے فریڈ نے فون کر کے بتایا کہ ہم نے فلیٹ کے اندر بیٹھ کر یہ پلاننگ بنائی ہے تو میں واقعی حیران رہ گیا۔ اس نے وہ ساری گفتگو بھی بتا دی جو ہمارے درمیان ہوئی تھی۔ پھر اس نے معقول معاوضے کے وعدے پر بتایا کہ اس کی ٹیم میرا تعاقب کرتی ہوئی جولیا کے فلیٹ تک پہنچی لیکن اندر موجود جیمپر کی وجہ سے وہ اندر ہونے والی گفتگو نہ سن سکتے تھے اور نہ فون ٹیپ کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے انتہائی جدید ترین ایجاد استعمال کی اور ایک چھوٹا سا بے رنگ بٹن جولیا کے فلیٹ کے

دروازے کے باہر لگا دیا جو عام نظروں سے چیک بھی نہیں ہو سکتا اور اس بٹن کی وجہ سے انہوں نے دور رہ کر بھی فلیٹ میں ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ کر لی اور فریڈ نے یہ پلاننگ دونوں ایکریمین ایجنسیوں تک پہنچا کر اپنا معاوضہ کھرا کر لیا اور مجھے بتا کر اپنے آپ کو بھی سیف کر لیا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک ایجاد ہے۔ ہم تو اندر مخصوص جیمپر لگا کر مطمئن تھے کہ اب اندر ہونے والی بات چیت باہر نہ سنی جا سکے گی اور نہ ہی ٹیپ ہو سکے گی لیکن اب آپ کی بات سن کر تو یہ معلوم ہوا ہے کہ اب کوئی گفتگو بھی خفیہ نہیں رہ سکتی''...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مجھے خود یہ رپورٹ سن کر بے حد تشویش ہوئی۔ میں نے خصوصی طور پر ٹائیگر کے ذریعے یہ مشین حاصل کی۔ ابھی یہاں ایسی مشینیں زیادہ تعداد میں نہیں آئیں۔ اس لئے میں نے چیف کو رپورٹ کی اور چیف سے درخواست کی کہ ایسی مشینیں کی اینٹی خاصی تعداد میں منگوائی جائیں تاکہ ہر ساتھی کی رہائش گاہ پر اسے نصب کیا جا سکے اور چیف نے حامی بھر لی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ فریڈ ڈبل گیم کھیل رہا ہے۔ وہ آپ کو بھی سب کچھ بتا رہا ہے اور آپ کے بارے میں ایکریمین ایجنسیوں کو بھی سب کچھ بتا رہا ہے۔ اس کی وجہ''...... صفدر نے کہا۔

''بھاری معاوضہ ہضم کرنے کے لئے ہمارے خلاف رپورٹس دی جا رہی ہیں اور اپنی جان بچانے کے لئے ساتھ ساتھ مجھے بھی رپورٹس دے رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ تو غلط ہے۔ ایسا آدمی انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اگر ہم اسے ہلاک کر دیں تو کیا پاکیشیا میں ایسا کام ختم ہو جائے گا۔ یہاں سینکڑوں ایسے آدمی موجود ہیں جبکہ فریڈ نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ وہ میرے خلاف کوئی بگنگ نہیں کرے گا بلکہ کوئی ایسی بات اس کے علم میں آئی جس سے مجھے فائدہ ہو سکتا ہے تو وہ مجھے خود ہی بتا دے گا اور ایسے لوگ جب وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں۔ اس لئے اسے ضائع کیوں کیا جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ واقعی گہرائی میں سوچتے ہیں لیکن اب آپ نے آئندہ کیا کرنا ہے۔ کیا اسی پلاننگ پر عمل کرنا ہے یا کوئی نئی پلاننگ تیار کر لی گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل پیچھے بیٹھا ہے۔ وہ میرا ذہن پڑھ رہا ہو گا۔ اب تو اس کے خوف کی وجہ سے میں اپنے ذہن میں جولیا کا خیال تک نہیں آنے دیتا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ویسے کیپٹن شکیل بعض اوقات واقعی ہمیں بھی حیران کر دیتا ہے۔ پہلے تو وہ ایسا نہیں تھا لیکن اب وہ ایسا کیوں ہو گیا ہے''۔

صفدر نے کہا۔

''ہر شخص اپنے مزاج اور ذہانت کے مطابق کوئی نہ کوئی ہابی اختیار کر لیتا ہے جس پر کام کرنے سے اسے ذہنی اور قلبی تسکین ملتی ہے۔ کیپٹن شکیل نے دوسروں کے ذہن پڑھنے کی ہابی اختیار کی ہے اور چونکہ وہ نہ صرف خاصا ذہین ہے بلکہ انسانی نفسیات پر بھی اس کا مطالعہ اور مشاہدہ کافی ہے۔ اس لئے وہ قریب ترین نتائج تک پہنچ جاتا ہے اور جب وہ تم سب کے چہروں پر حیرت کے اور بعد میں تحسین کے تاثرات دیکھتا ہے تو اسے بالکل اسی طرح تسکین کا احساس ہوتا ہے جیسے کوئی شعبدہ باز کامیاب شعبدہ دکھانے کے بعد لوگوں کو حیران کر دیتا ہے اور جب وہ اس شعبدے کا پس منظر بتاتا ہے تو لوگ اپنی سادگی پر حیران رہ جاتے ہیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اب آئندہ کا نیا لائحہ عمل کیا ہو گا''...... صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''تم بتاؤ کیا ہونا چاہئے۔ تم سپر ایجنٹ ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کے مقابلے میں تو ہم طفل مکتب ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارے مکتب کی استاد کون ہے۔ صالحہ''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ نے خوامخواہ ہم دونوں کو جوڑ دیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ جو راستہ آپ نے واپسی کا منتخب کیا ہے اسے وہاں پہنچنے کے لئے بھی استعمال کیا جائے۔ اس طرح ہم دونوں ایجنسیوں کو ڈاج دے سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ راستہ بھی ان کے علم میں آ چکا ہے۔ اس لئے لامحالہ انہوں نے وہاں بھی چیک اپ کر رکھی ہو گی۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر کے سر سیٹ سے لگا دیا لیکن تقریباً اسی لمحے ایئر ہوسٹس تیز تیز قدم اٹھاتی ان کی طرف آئی اور پھر ان کے قریب رک گئی۔

''مائیکل صاحب کون ہیں''...... ایئر ہوسٹس نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

''مائیکل تو میں ہوں لیکن ابھی صاحب نہیں بن سکا''۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

''آپ کی کال ہے''...... ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ عمران اٹھا اور پائلٹ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ پائلٹ کیبن سے ملحقہ ہی فون کیبن موجود ہو گا۔ ہوائی جہازوں میں خصوصی سیٹلائٹ فونز استعمال کئے جاتے

تھے۔ عمران نے کیبن کا دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ دروازہ اس کے عقب میں خودبخود بند ہو گیا۔ سامنے میز پر ایک خصوصی فون سیٹ موجود تھا جس کا رسیور ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور فون سیٹ پر ایک سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

''مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں ریمنڈ بول رہا ہوں پرنس جارج ایئرپورٹ سے۔ مجھے چیف نے حکم دیا تھا کہ میں ایئرپورٹ اور پرنس جارج کو چیک کر کے آپ کو پرواز کے دوران رپورٹ دوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پھر کوئی خاص رپورٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ چار افراد ایئرپورٹ پر بڑی شدت سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور میں نے ان کے درمیان ہونے والی جو گفتگو سنی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ ان کا تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی بلیک سٹار سے ہے۔ وہ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ آپ یہاں سے فیری کے ذریعے ہوسٹن جائیں گے۔ وہ آپ کی لمحہ بہ لمحہ مصروفیات کی رپورٹ بھجوائیں گے جبکہ دو آدمی مزید بھی وہاں موجود ہیں وہ بھی شدت سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کے پاس آپ کی تصاویر اور کاغذات کی نقول بھی ہیں۔ ان کی گفتگو جب جدید مشینری کے ذریعے سنی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کا تعلق بھی

ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ریڈ سرکل سے ہے اور وہ بھی آپ کی نگرانی کریں گے البتہ ایک اہم بات اور سامنے آئی ہے کہ آپ کو یہاں نہیں بلکہ اس فیری پر حملہ کیا جائے گا جس کے ذریعے آپ ہوسٹن جا رہے ہوں گے''...... ریمنڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس طرح تفصیلی رپورٹ دی ہے جیسے دونوں گروپس نے تمہارے سامنے تفصیلی بیان دیا ہو''...... عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ہم ان کے لئے اجنبی ہیں اور ہم نے کوئی ایسی حرکت بھی نہیں کی جس سے انہیں ہم پر معمولی سا شک بھی ہو سکے اور جس انداز کی جدید مشینری کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ٹیپ کر کے سنی گئی ہے اس سے یہی باتیں سامنے آئی ہیں''......ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں گروپس کی نگرانی سے بچنے کے لئے تم نے کوئی منصوبہ بندی کی ہے''......عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے آپ سب کو ائیرپورٹ کے سپیشل گیٹ سے باہر نکالنے کا بندوبست کر لیا ہے۔ آپ جب ائیرپورٹ پر پہنچیں تو مغرب کی طرف ڈیوٹی فری شاپ کی طرف چلے جائیں۔ اس ڈیوٹی فری شاپ کی سائیڈ میں ایک راستہ ہے جسے ایک پھاٹک سے بند کیا گیا ہے۔ میں وہاں موجود ہوں گا اور گیٹ آپ کو کھلا ہوا ملے

گا۔ میں نے ڈارک براؤن سوٹ پہنا ہوا ہے۔ قریب ہی تین کاریں موجود ہیں۔ ان کے ذریعے آپ کو ائیرپورٹ سے ڈان کالونی کی ایک کوٹھی تک پہنچا دیا جائے گا۔ اس کے بعد جیسے آپ احکامات دیں گے''...... ریمنڈ نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم سپیشل گیٹ پر پہنچ جائیں گے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور کیبن سے نکل کر اپنی سیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک سٹار کا چیف کرنل نیلسن اپنے آفس میں موجود تھا جبکہ سائیڈ کرسی پر جوڈی بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل نیلسن نے جوڈی کو اپنے آفس میں اس لئے بلایا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹ براہِ راست سننا چاہتا تھا اور جوڈی نے کانڈا کے علاقے پرنس جارج میں موجود اپنے گروپ کے انچارج رچرڈ کو کہہ دیا تھا کہ وہ اپنی رپورٹ براہِ راست چیف کرنل نیلسن کے آفس فون پر دے اور اس وقت وہ دونوں بڑی بے چینی سے رپورٹ کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ فلائٹ کا پرنس جارج میں لینڈنگ کا وقت قریب تھا۔

”ریڈ سرکل کے آدمی بھی تو وہاں موجود ہوں گے“...... کرنل نیلسن نے کہا۔

”یس سر۔ اس کا آدمی لارسن اور اس کا گروپ بے حد فعال ہو

رہا ہے۔ وہ ہر صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کریڈٹ خود لینا چاہتے ہیں“...... جوڈی نے کہا۔

”اصل میں حماقت مجھ سے ہوئی ہے۔ میں نے کرنل گروز کو کہا کہ وہ اس ٹاسک پر کام کرے۔ میرا تو خیال تھا کہ وہ بلیک سٹار کے تحت کام کرے گا اس طرح اسے بلیک سٹار کی برتری تسلیم کرنا پڑے گی لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ چیف سیکرٹری اور کرنل گروز میں انتہائی گہرے تعلقات ہیں کہ چیف سیکرٹری نے اسے ہی اس ٹاسک کا انچارج بنا دیا“...... کرنل نیلسن نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔ یہ کریڈٹ بلیک سٹار کو ہی ملے گا۔ میں نے اس کا خصوصی انتظام کیا ہے“...... جوڈی نے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار چونک پڑا۔

”خصوصی انتظام کیا کیا ہے تم نے“......کرنل نیلسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پرنس جارج میں ریڈ سرکل کے دو آدمی موجود ہیں۔ میرے آدمی انہیں پہچانتے ہیں۔ وہ ائیرپورٹ پر موجود ہیں۔ میں نے رچرڈ سے کہہ دیا ہے کہ اگر وہ تمہارا تعاقب کریں تو ان کی کار کو میزائلوں سے اڑا دو“...... جوڈی نے کہا۔

”لیکن پھر تو تمہارے آدمی پولیس کے شکنجے میں پھنس جائیں گے اور کانڈا کی پولیس بے حد سخت ہے خاص طور پر کھلے عام میزائل فائرنگ سے کار اور آدمیوں کو اڑانے کو وہ کبھی معاف نہیں

کریں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف۔ رچرڈ نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ وہ اس وقت اپنی اصل صورت میں ہیں جبکہ میزائل فائرنگ کے بعد وہ سب نئے میک اپ کر لیں گے اور ان کے پاس متبادل کاغذات بھی موجود ہیں۔ اس لئے پولیس انہیں تلاش کرتی ہی رہ جائے گی۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی پرنس جارج میں مستقل رہنے تو نہیں آ رہے۔ وہ چند گھنٹوں بعد ہی وہاں سے ہوسٹن روانہ ہو جائیں گے اور ہوسٹن ایکریمیا کا علاقہ ہے۔ وہاں کانڈا پولیس کیا کرے گی۔ لیکن ہم اپنا کریڈٹ ریڈ سرکل کو نہیں دے سکتے''...... جوڈی نے کہا تو اس بار کرنل نیلسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے ہوسٹن میں کوئی بندوبست کیا ہے یا نہیں یا پھر رچرڈ اور اس کے ساتھی ہی ہوسٹن پہنچ کر نگرانی کریں گے''...... چند لمحوں بعد کی خاموشی کے بعد کرنل نیلسن نے کہا۔

''وہاں علیحدہ سیٹ اپ ہے۔ اس کا انچارج الفریڈ ہے۔ رچرڈ اور الفریڈ کا آپس میں رابطہ ہے اور چیف۔ میں نے الفریڈ کو حکم دے دیا ہے کہ اگر ہوسٹن میں اسے موقع ملتا ہے تو وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہم ڈیلاس پہنچنے پر ہی انہیں ہلاک کریں۔ پرنس جارج تو ایکریمیا کا علاقہ نہیں ہے لیکن ہوسٹن تو ایکریمین علاقہ ہے''...... جوڈی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل نیلسن کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل

نیلسن نے جوڈی کو فون سننے کا اشارہ کیا کیونکہ وہ خود فیلڈ ایجنٹ کا براہِ راست فون نہ سننا چاہتا تھا کیونکہ اس کے مطابق عام حالات میں یہ پروٹوکول کے خلاف ہے۔ جوڈی نے رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... جوڈی نے کہا۔

''پرنس جارج سے رچرڈ کی کال ہے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کراؤ بات۔ میں جوڈی بول رہا ہوں چیف آفس سے''...... جوڈی نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں رچرڈ بول رہا ہوں پرنس جارج سے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے رچرڈ۔ میں جوڈی بول رہا ہوں''...... جوڈی نے کہا۔

''باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ ائیرپورٹ پر اترنے کے بعد غائب ہو گئے ہیں۔ ہمارے علاوہ ریڈ سرکل کے آدمی بھی ان کے انتظار میں تھے۔ ہمیں یہ رپورٹ ملی تھی کہ وہ دس افراد جن میں آٹھ مرد اور دو عورتیں جہاز سے اترے ہیں لیکن پھر ہم ان کے پبلک لاؤنج میں پہنچنے کا انتظار ہی کرتے رہ گئے اور جب اس فلائٹ کے تمام مسافر چلے گئے تو ہم نے اندر جا کر ان کی تلاش شروع کی تو ہمیں بتایا

گیا کہ دس افراد ڈیوٹی فری شاپ کے ساتھ بنے ہوئے سپیشل گیٹ کی طرف جاتے دیکھے گئے ہیں۔ ہم نے سپیشل گیٹ کو چیک کیا تو وہ لاکڈ تھا اور وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ہم نے ٹیکسی سٹینڈ سے پوچھ گچھ کی لیکن یہ لوگ وہاں بھی نہیں پہنچے''...... رچرڈ نے کہا تو جوڈی کے ساتھ ساتھ کرنل نیلسن کا چہرہ بھی بگڑتا چلا گیا۔

''تم نکمے آدمی ہو۔ ایک کو اندر رہنا چاہئے تھا۔ تم چار تھے اور چاروں باہر کیوں کھڑے رہے ہو۔ بولو''...... جوڈی نے چیختے ہوئے کہا۔

''باس۔ اندر خصوصی آلات لگے ہوئے ہیں جو اسلحہ چیک کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اسلحہ سمیت اندر نہ جا سکتے تھے اور سپیشل گیٹ کا تو ہمیں تصور بھی نہ تھا۔ ہم نے البتہ عملے کے لئے مخصوص گیٹ کی بھی نگرانی کی تھی لیکن سپیشل گیٹ کا ہمیں معلوم ہی نہ تھا''...... رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم میں سے ایک آدمی اپنا اسلحہ باہر موجود تینوں میں سے کسی کو دے دیتا۔ اس نے چیکنگ ہی تو کرنی تھی اندر۔ فائرنگ تو نہیں کرنی تھی نانسنس۔ اب وہ نجانے کہاں چلے گئے ہوں اور اب انہیں کیسے ٹریس کیا جائے گا۔ وہ میک اپ کے بھی ماہر ہیں اور انہیں یقیناً تمہاری نگرانی کی بھی اطلاع مل گئی ہو گی''...... جوڈی نے کہا جبکہ کرنل نیلسن ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ہم نے گھاٹ پر میک اپ چیک کرنے والے کیمرے لگا دیئے ہیں اور ہم وہاں بے حد چوکنا موجود ہیں اور ریڈ سرکل کے دو آدمی بھی گھاٹ پر موجود ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے طور پر میک اپ چیک کرنے والے خصوصی کیمرے اٹھا رکھے ہیں۔ میں نے الفریڈ کو بھی کہہ دیا ہے۔ وہ وہاں چوکنا رہے گا۔ وہ لوگ اگر یہاں سے علیحدہ علیحدہ ہو کر ہوسٹن جائیں گے تو ہوسٹن میں یقیناً وہ گروپ کی صورت میں ہی آگے بڑھیں گے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ہم یہیں پرنس جارج میں ہی انہیں چیک کرتے رہ گئے ہوں گے۔ اس لئے وہ ایزی محسوس کرتے ہوئے گروپ کی صورت میں آگے بڑھیں گے اور الفریڈ انہیں فوراً چیک کر لے گا۔ یہ انتہائی صورت ہے جبکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم کیمروں سے میک اپ چیک کر کے انہیں چیک کر لیں گے''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم میں سے دو آدمی گھاٹ پر رہیں اور دو پرنس جارج میں انہیں تلاش کریں۔ وہ جنات نہیں کہ یکلخت غائب ہو گئے ہوں گے۔ وہ انسان ہیں اور لازماً وہ کسی کار میں ہی کسی رہائش گاہ یا ہوٹل گئے ہوں گے۔ وہاں چیکنگ کرو۔ صرف گھاٹ پر ہی ان کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو''...... جوڈی نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جوڈی نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ ہے کارکردگی تمہارے سیکشن کی''...... کرنل نیلسن نے بڑے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ وہ لوگ انتہائی تجربہ کار ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے پرنس جارج میں کسی ایسے آدمی کو ہائر کیا ہو گا جو ہمارے آدمیوں کو بھی پہچانتا ہو گا اور ریڈ سرکل کے آدمیوں کو بھی۔ اس نے یقیناً دوران پرواز عمران کو کال کر کے بتا دیا ہو گا جس پر یہ طے ہوا ہو گا کہ وہ لوگ سپیشل وے سے نکل جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ ہمیں ان سے اس قدر فعال ہونے کی توقع نہ تھی اس لئے ہم عام انداز میں کام کرتے رہے۔ بہرحال ہم انہیں تلاش کر لیں گے''۔ جوڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ہفتہ پرنس جارج میں رہیں۔ ہم کب تک نگرانی کریں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے لئے مشہور ہیں اور یہ مشن کے دوران معمولی سا وقت بھی ضائع کرنے کے قائل نہیں ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ جلد ہی یہ سامنے آ جائیں گے''...... جوڈی نے کہا۔

''الفریڈ کو کال کر کے اسے ہوشیار کر دو۔ اب پرنس جارج کی بجائے ہمیں تمام تر توجہ ہوسٹن پر رکھنی ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''چیف۔ رچرڈ نے پہلے ہی اسے الرٹ کر دیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ نتیجہ بہرحال ہمارے ہی حق میں رہے گا''...... جوڈی نے

کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس بار کرنل نیلسن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کرنل گروز کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ کرنل گروز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل گروز کی بھاری آواز سنائی دی۔

''یس۔ کرنل نیلسن بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''کرنل نیلسن۔ تمہیں پرنس جارج کے بارے میں رپورٹ مل چکی ہو گی۔ میں تو تمہاری مدد کے لئے اس کیس پر کام کر رہا تھا ورنہ یہ کیس خالصتاً تمہارا ہے لیکن پرنس جارج میں تمہارے آدمیوں نے میرے آدمیوں پر حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا ہے اور یہ بات میرے لئے قابل برداشت نہیں ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میرے آدمی صرف فورٹ ورتھ کے اندر ڈاکٹر جیمز کا تحفظ کریں گے باہر نہیں۔ باہر تمام تر ذمہ داری تمہاری ہو گی۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تمہیں بتا

دوں کہ اب ڈیلاس کیا، فورٹ ورتھ تک تمہارے لئے کھلا میدان ہے تا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر کے کریڈٹ لے سکو۔ اگر چاہو تو چیف سیکرٹری صاحب کو فون کر کے کنفرم کر لو۔ گڈ بائی''۔ کرنل گروز نے تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر بغیر کرنل نیلسن کی بات سنے رابطہ ختم کر دیا گیا اور رابطہ ختم ہوتے ہی کرنل نیلسن نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''چلو اچھا ہوا۔ اب ہم کھل کر کام کر سکیں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن کرنل گروز صاحب کو غلط رپورٹ دی گئی ہے کہ ہمارے آدمیوں نے ان کے آدمیوں پر حملہ کیا ہے ورنہ رچرڈ مجھے رپورٹ ضرور دیتا۔ ہوسکتا کہ پاکیشائی ایجنٹوں نے انہیں زخمی کیا ہو''...... جوڈی نے کہا۔

''کچھ بھی ہوا ہے۔ ٹھیک ہوا ہے۔ اب تم نے ہر صورت میں فورٹ ورتھ تک پاکیشائی ایجنٹوں کے پہنچنے سے پہلے ان کا لازمی خاتمہ کرنا ہے۔ اب یہ بلیک سٹار کی عزت کا مسئلہ بن گیا ہے''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... جوڈی نے کہا تو کرنل نیلسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت پرنس جارج کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ اس کوٹھی کا انتظام چیف کے کانڈا میں نمائندے ریمنڈ نے کیا تھا۔ عمران کے سامنے میز پر نقشہ موجود تھا۔ یہ مقامی تفصیلی نقشہ تھا جو عمران نے ریمنڈ سے کہہ کر منگوایا تھا جبکہ عمران کے تمام ساتھی ہاٹ کافی سپ کرنے میں مصروف تھے۔

''عمران صاحب۔ ہمیں شوق تو بہت ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ کسی مشن پر کام کریں لیکن جب ہم آپ کے ساتھ آتے ہیں تو آپ ہمیں بور بہت کرتے ہیں''...... صدیقی نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھیوں نے چونک کر صدیقی کو دیکھنا شروع کر دیا۔

''تم آج بور ہو رہے ہو۔ ہم ہر بار بور ہوتے ہیں۔ جیسے لدے لدے ساتھ آتے ہیں ویسے ہی لدے ہوئے ساتھ واپس چلے جاتے ہیں۔ عمران خود قوال بن جاتا ہے جبکہ ہمیں اس نے

اپنے پیچھے تالیاں بجانے والا بنا دیا ہے‘‘...... تنویر جو خاموش بیٹھا تھا یکلخت بول پڑا۔

’’اصل میں سارا قصور تمہارے اس نقاب پوش چیف کا ہے۔ وہ مجھے لیڈر بنا دیتا ہے اور ساتھ ہی دھمکی بھی دے دیتا ہے کہ اگر میری سروس کے کسی رکن کو خراش بھی آئی تو ذمہ دار تم ہو گے اور مجھے تم سب کو خراش سے بچانے کے لئے خود دوڑنا پڑتا ہے۔ اب یہی دیکھو کہ ہم اس وقت پرنس جارج میں ہیں اور پرنس جارج سے ہم نے فیری کے ذریعے ہوسٹن پہنچنا ہے تاکہ وہاں سے ڈیلاس پہنچ سکیں لیکن ایک ایکریمین ایجنسی نے ہمارے خاتمے کا فول پروف پلان بنایا ہوا ہے کہ وہ کھلے سمندر میں فیری پر میزائل فائر کر کے اسے تباہ کر دیں گے۔ اس طرح چیف کی پوری سیکرٹ سروس اللہ کو پیاری ہو سکتی ہے اور اگر انہیں بہت زیادہ رحم بھی آ گیا تو وہ میزائلوں کی بجائے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے ہمیں علیحدہ کر کے ختم کر دیں۔ اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کیا بینڈ باجہ بجاتے ہوئے فیری میں سوار ہو جائیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہ ہمیں پہچانیں گے کیسے۔ ہمارے میک اپ تو چیک نہیں ہو سکتے اور ہم نے فلائٹ کے بعد اپنے میک اپ تبدیل کر لئے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’میرا قد وقامت، ہمارے گروپ کی مخصوص تعداد، مردوں اور

خواتین کی تعداد۔ یہ سب عوامل بہرحال تربیت یافتہ افراد کو متوجہ کر سکتے ہیں‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ یہاں سے روزانہ اندازاً کتنے سیاح فیری کے ذریعے ہوسٹن جاتے ہوں گے‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’میں نے ریمنڈ سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ روزانہ ایک چکر فیری لگاتی ہے ہوسٹن سے پرنس جارج اور رات کے وقت واپس پرنس جارج سے ہوسٹن اور تعداد تقریباً پچاس ساٹھ ضرور ہوتی ہے جن میں زیادہ تعداد سیاحوں کی ہوتی ہے‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ہم پاور بوٹ کے ذریعے علیحدہ ہوسٹن نہیں جا سکتے‘‘۔ صدیقی نے کہا۔

’’نہیں۔ پاور بوٹ پرائیویٹ استعمال کے لئے ممنوع ہے۔ صرف سرکاری طور پر انہیں استعمال کیا جاتا ہے اور راستے کی باقاعدہ فضائی نگرانی ہوتی ہے‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’معاملہ تو واقعی بے حد سیریس ہے عمران صاحب۔ آپ کیا پلاننگ بنا رہے ہیں‘‘...... صدیقی نے کہا۔

’’میں خود قوالی کرنا اور تمہیں تالیاں بجانا سکھانے کے بارے میں سوچ رہا ہوں‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی،

فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ریمنڈ بول رہا ہوں مسٹر مائیکل۔ میں آپ سے بالمشافہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں رہائش گاہ پر آ جاؤں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''اس میں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ آ جائیں''۔ عمران نے کہا۔

''تھینک یو سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ سنجیدہ ہو کر بتائیں کہ آپ کیا سوچ رہے تھے''...... صدیقی نے کہا۔

''میں ہوسٹن یا ڈیلاس کا کوئی اور راستہ تلاش کرنے کے لئے سوچ رہا تھا لیکن کچھ واضح طور پر سمجھ نہیں آیا۔ ایک راستہ ہے تو سہی لیکن اس کو نقشے میں خطرناک لکھا گیا ہے۔ اب خطرناک سے نقشہ بنانے والوں کا مطلب کیا ہے اس کا علم شاید ریمنڈ کو ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہاں سے ہیلی کاپٹر سروس تو ہو گی۔ وہاں سے ہیلی کاپٹر چارٹرڈ کرا لیں''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ سوائے اس فیری سروس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے آمدورفت کا''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اسی طرح باتوں کے

دوران کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ریمنڈ سمیت واپس آ گیا۔ ریمنڈ نے سب کو سلام کیا اور پھر عمران کے سامنے موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا بات ہے جو تم فون پر نہیں کر سکتے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے حتمی اطلاع ملی ہے کہ فیری پر راستے میں میزائلوں سے حملہ کیا جائے گا اور فیری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا''...... ریمنڈ نے کہا۔

''کس سے اطلاع ملی ہے تمہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کی نگرانی کرنے والے دو افراد جو دوسرے چار افراد سے علیحدہ تھے۔ وہ آپ کو تلاش کرتے ہوئے اس کالونی میں پہنچ گئے تو ہم نے انہیں گھیر لیا اور بے ہوش کر کے اپنے اڈے پر لے گئے۔ بے ہوش کرنے کی کارروائی میں وہ خاصے زخمی ہو گئے۔ ہم انہیں ہلاک نہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ یہاں کی پولیس ایسے معاملات میں بے حد سخت ہے اس لئے ہم نے میک اپ کر کے انہیں ہوش دلایا اور پھر ان سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ ان کا تعلق ایکریمین ایجنسی ریڈ سرکل سے ہے اور انہیں معلوم ہے کہ آپ سب یہاں پرنس جارج سے فیری کے ذریعے ہوسٹن جائیں گے اور انہوں نے فیری پر سمندر کے اندر میزائل مار کر اسے مکمل طور پر تباہ کر دینا

ہے۔ چونکہ ہم انہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے ہم نے انہیں دوبارہ بے ہوش کیا اور ایک گارڈن میں ڈال دیا جہاں سے بعد میں پولیس انہیں اٹھا کر ہسپتال لے گئی۔ ہمارے آدمی ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے ہوش میں آنے کے بعد پولیس کو بتایا کہ اچانک ان پر حملہ کیا گیا اور پھر انہیں یہاں ہسپتال میں ہوش آیا ہے البتہ ان میں سے ایک نے خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر سے کسی لارسن کو کال کی اور اسے بتایا کہ وہ دونوں شدید زخمی ہیں اور انہیں بلیک سٹار کے آدمیوں نے زخمی کیا ہے تو اس لارسن نے کہا کہ وہ واپس آ جائیں۔ فیری پر حملے کا پلان فائنل ہو چکا ہے اس لئے وہاں ان کے رہنے اور نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ آپ ہوسٹن نہ جائیں۔ یہ لوگ آپ کو ختم کر دیں گے‘‘...... ریمنڈ نے کہا۔

’’تمہارا مطلب ہے کہ ہم ان سے خوفزدہ ہو کر واپس چلے جائیں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’میں خوف کی بات نہیں کر رہا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ خواہ مخواہ جانتے بوجھتے موت کے منہ میں نہ جائیں‘‘...... ریمنڈ نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

’’تم نے یہ بات چیف سے تو نہیں کہہ دی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ کیوں‘‘...... ریمنڈ نے چونک کر پوچھا۔

’’تمہارے ڈیتھ آرڈر جاری ہو جاتے۔ چیف کی ڈکشنری میں ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جو تم بول رہے ہو۔ خوف، موت، واپسی وغیرہ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آئی ایم سوری۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں‘‘...... ریمنڈ نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

’’سنو۔ ہمیں پہلے سے معلوم ہے کہ ایکریمین ایجنسیوں کا یہ پلان ہے۔ تمہارا فون جب آیا تھا ہم اسی پر بات کر رہے تھے۔ ہم اگر اس راستے سے ہوسٹن جانے کی بجائے کارپ جزیرے کے راستے دریائے کامیری پہنچ جائیں تو وہاں سے گریٹ فالز آسانی سے پہنچ سکتے ہیں لیکن نقشے میں اس راستے کو انتہائی خطرناک بتایا گیا ہے۔ ایسا کیوں لکھا گیا ہے اور اس راستے میں کیا ایسی بات ہے کہ خصوصی طور پر اس کے خطرناک ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہ تمام راستہ نرسلوں کا جنگل ہے جسے کراس کرنا سوائے بند بوٹ کے تقریباً ناممکن ہے اور اس چھوٹے سا ٹاپو نما جزیرہ کارپ پر ایک بحری سمگلر اور گینگسٹر کنگ اور اس کے آدمیوں کا قبضہ ہے۔ اس کے پاس ایک نہیں بلکہ کئی بند بوٹس ہیں۔ بند بوٹس آپ سمجھتے ہیں نا‘‘۔ ریمنڈ نے کہا۔

’’ہاں۔ جو سائیڈوں اور اوپر سے بند ہوتا ہے۔ سامنے صرف شیشہ ہوتا ہے جس میں سے دیکھ کر اسے آگے بڑھایا یا موڑا جا سکتا

ہے۔ ایسی بوٹس وہاں استعمال کی جاتی ہیں جہاں سمندر میں خطرناک نرسل موجود ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ اس راستے کو نرسلوں اور کنگ کی وجہ سے انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی نرسلوں سے بچ جائے تو کنگ اور اس کے آدمیوں سے نہیں بچ سکتا''...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

''یہ راستہ کانڈا کی حدود میں آتا ہے۔ کیا کانڈا کی فوج اور پولیس اس راستے کو کلیئر نہیں کر سکتی تاکہ سیاح اس راستے کی بھی سیر کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''کئی بار ایسا کیا گیا ہے۔ ان نرسلوں کو بڑی بڑی مشینوں کے ذریعے کتر دیا گیا لیکن یہ انتہائی تیزی سے بڑھتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد پھر ان کا جنگل نمودار ہو جاتا ہے اور اس علاقے کے ان نرسلوں کی سائیڈیں اس قدر تیز ہوتی ہیں جیسے تیز دھار خنجر ہوں۔ پہلے کنگ کے پاس لکڑی کی بند بوٹس تھیں لیکن پھر یہ ان نرسلوں کی وجہ سے کٹنے لگیں تو اس نے اب ایسے شیشے کی بند بوٹس تیار کرائی ہیں جن پر نرسل اثر نہیں کر سکتی اور اندر سے باہر دیکھا جا سکتا ہے۔ باہر سے اندر نہیں۔ ان بوٹس کے نیچے نرسل کاٹنے کے لئے خصوصی آلے لگے ہوئے ہیں۔ کنگ اور اس کے آدمیوں کے پاس دس بارہ بوٹس ہیں۔ ان کی مدد سے وہ اسلحہ سمگل کر کے اسے کانڈا اور ایکریمیا میں مخصوص جگہوں پر سپلائی کرتا ہے''...... ریمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا کانڈا حکام ان بوٹس اور کنگ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے''...... عمران نے کہا۔

''اعلیٰ حکام کارروائی کرتے ہیں لیکن نیچے کے لوگ اس سے بھاری معاوضہ لیتے ہیں اور وہ اسے پیشگی اطلاع دے دیتے ہیں اور وہ سمندر میں چھپ جاتا ہے یا اسلحہ غائب کر دیا جاتا ہے''۔ ریمنڈ نے کہا۔

''کیا ہمیں کوئی پاور بوٹ مل سکتی ہے جس کی مدد سے ہم اس راستے کو کراس کرتے ہوئے گریٹ فالز پہنچ سکیں''...... عمران نے کہا۔

''مل تو سکتی ہے لیکن کھلی بوٹ ملے گی۔ بند بوٹ تو نہیں مل سکتی اور کھلی بوٹ نرسلوں کے اس جنگل سے گزر نہیں سکتی۔ پھر دوسری بات یہ کہ جیسے ہی آپ کی بوٹ اس راستے سے گزرے گی تو کنگ کو اطلاع مل جائے گی اور وہ آپ کو بوٹ سمیت سمندر میں غرق کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا''...... ریمنڈ نے جواب دیا۔

''بوٹ کہاں سے ملے گی۔ نئی ہونی چاہئے۔ نئی کا مطلب ہے کہ ہم اسے آسانی سے چلا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''یہاں ایک کمپنی ہے جو بوٹس کی مرمت بھی کرتی ہے اور نئی اور پرانی بوٹس کی خرید و فروخت کا کام بھی کرتی ہے۔ زیرو میٹر بوٹ شاید نہ ملے البتہ بہت کم چلی ہوئی بوٹ مل جائے گی''۔ ریمنڈ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم اس کمپنی سے مل کر بوٹس چیک کرو اور پھر مجھے فون کرو۔ میں وہاں پہنچ کر اس کی پیمنٹ کر دوں گا۔ اس کے بعد اسے کراس گارڈ پر پہنچا دیا جائے تو ہم وہاں سے اس پر سوار ہو کر کارپ وے پر آگے بڑھ جائیں گے لیکن کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا لیکن میری ایک بار پھر درخواست ہے کہ یہ راستہ انتہائی خطرناک ہے۔ نرسلوں کے علاوہ کنگ اور اس کے آدمی بھی آپ کے لئے مسئلہ بن سکتے ہیں''...... ریمنڈ نے کہا۔

''مسائل حل کرنے تو گھر سے نکلے ہیں۔ تمہیں جو کہا جا رہا ہے وہ کرو''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... ریمنڈ نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ صفدر بھی اٹھا اور ریمنڈ کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

لارسن اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے بار بار سائیڈ پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے کال نہ آنے کا ذمہ دار وہ فون سیٹ کو سمجھ رہا ہو۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ لارسن بول رہا ہوں''...... لارسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''فشر بول رہا ہوں باس۔ پرنس جارج سے''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کیا رپورٹ ہے پاکیشائی ایجنٹوں کے بارے میں''۔ لارسن نے کہا۔

''باس۔ میں نے یہاں ایک آدمی کو چیک کر لیا ہے جس کا نام ریمنڈ ہے۔ یہ ریمنڈ کانڈا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ہے اور اس ریمنڈ نے ہی پاکیشائی ایجنٹوں کو سپیشل گیٹ سے باہر

نکالا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیسے معلوم ہوا یہ سب''...... لارسن نے کہا۔

''باس۔ یہاں رہائش گاہیں سیاحوں کو دینے والی صرف تین پارٹیاں ہیں۔ میں نے جب ان تینوں کو بھاری معاوضہ دے کر ان سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ان میں سے ایک پارٹی نے ان دنوں ایک رہائش گاہ دی ہے اور اس رہائش گاہ کے علاوہ اور کوئی رہائش گاہ نہیں دی گئی اور یہ رہائش گاہ ریمنڈ نامی کسی آدمی نے بک کرائی ہے۔ ریمنڈ نے اپنا پتہ ایک ایسے فلیٹ کا دیا ہے جہاں ایک لڑکی رہتی ہے جو پرنس جارج ایئرپورٹ پر کام کرتی ہے۔ اس لڑکی کا نام مرجینا ہے۔ یہ ریمنڈ اس مرجینا کا دوست ہے اور اس کے فلیٹ میں رہتا ہے لیکن مرجینا بے حد لالچی لڑکی ہے۔ جب میں نے اسے بڑی مالیت کے کافی سارے کرنسی نوٹ دینے کا وعدہ کیا تو اس نے کھل کر سب کچھ بتا دیا''...... فشر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کیا بتایا ہے اس نے۔ تفصیل بتاؤ''...... لارسن نے کہا۔

''باس۔ مرجینا نے بتایا ہے کہ ریمنڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کانڈا میں فارن ایجنٹ ہے اور کانڈا کے دارالحکومت میں مستقل رہتا ہے لیکن یہاں بھی آتا جاتا رہتا ہے اور مرجینا سے اس کی کافی عرصہ سے ایسی دوستی ہے کہ ریمنڈ، مرجینا سے کوئی بات نہیں

چھپاتا۔ اس مرجینا نے ہی بتایا ہے کہ ریمنڈ نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے یہاں ایک رہائش گاہ کا انتظام کیا اور ان کی ایئرپورٹ پر سپیشل گیٹ سے باہر نکلنے میں مدد کی اور انہیں تین کاروں میں سوار کر کے اس رہائش گاہ پر پہنچا دیا''...... فشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اب وہ اس رہائش گاہ میں ہیں''...... لارسن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ اب سے دو گھنٹے پہلے وہ ایک پاور بوٹ کے ذریعے کارپ جزیرے والے راستے سے گئے ہیں۔ یہ پاور بوٹ انہوں نے ریمنڈ کے ذریعے باقاعدہ خرید کی ہے۔ اس راستے سے وہ دریا کامیری پہنچ کر ڈیلاس اور گریٹ فالز پہنچ جائیں گے''۔ فشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ تو انتہائی خطرناک راستہ ہے۔ تیز دھار نرسلوں کا جنگل ہے اور پھر کنگ کے آدمی وہاں موجود ہیں۔ کیا ریمنڈ کو اس بارے میں معلوم نہیں تھا کہ انہیں بتاتا''...... لارسن نے کہا۔

''مرجینا کے مطابق ریمنڈ نے اسے بتایا ہے کہ انہیں سب باتوں کا علم تھا اور ریمنڈ نے بھی تفصیل سے بتایا ہے لیکن اس کے مطابق گروپ کے سربراہ عمران نے اسی راستے سے جانے کا فیصلہ کیا اور پھر اس فیصلے پر عمل بھی کیا گیا ہے''...... فشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عام موٹر بوٹ میں بیٹھ کر تو وہ نرسلوں کو کسی صورت کراس ہی نہیں کر سکتے۔ وہ لازماً مارے جائیں گے اور اگر فرض کیا کہ کسی طرح کراس کر بھی گئے تو کنگ اور اس کے آدمیوں نے انہیں ہلاک کر دینا ہے"...... لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ یہ ہونا تو لازمی ہے۔ میرے خیال میں اب ان کے پیچھے جانا تو حماقت ہے۔ انہوں نے خود ہی ڈیتھ وے اختیار کر لیا ہے"...... فشر نے کہا۔

"اب ریمنڈ کہاں ہے"...... لارسن نے پوچھا۔

"وہ تو عمران اور اس کے ساتھیوں کی روانگی کے ایک گھنٹہ بعد چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کانڈا کے دارالحکومت چلا گیا ہے۔ اس لئے تو مرجینا نے بھاری معاوضہ لے کر سب کچھ بتا دیا ہے اس وعدے پر کہ اس کا نام سامنے نہیں آئے گا"...... فشر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بلیک سٹار کے آدمی کیا کر رہے ہیں"...... لارسن نے کہا۔

"وہ کیمرے اٹھائے پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور شاید کئی روز تک پھرتے رہیں گے"...... فشر نے جواب دیا تو لارسن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اوکے۔ تم واپس آ جاؤ۔ ان دونوں زخمیوں کو بھی ساتھ لے آنا"...... لارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔

"گاشیم کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لوزاٹ سے بات کراؤ۔ میں لارسن بول رہا ہوں ولنگٹن سے"...... لارسن نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ لوزاٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"لارسن بول رہا ہوں"...... لارسن نے کہا۔

"اوہ آپ۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کنگ کاونٹ آج کل کہاں ہے"...... لارسن نے پوچھا۔

"وہیں کارپ آئی لینڈ پر۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ لوزاٹ نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس کے ذمے ایک کام لگانا چاہتا ہوں۔ ایکریمیا کے دشمن ایجنٹ کارپ آئی لینڈ والے راستے سے ڈیلاس پہنچنا چاہتے ہیں اور میں نے کنگ سے ان کے حتمی خاتمے کی بات کرنی ہے"۔ لارسن نے کہا۔

"کیا وہ بند بوٹ میں جا رہے ہیں"...... لوزاٹ نے پوچھا۔

"نہیں۔ اوپن میں"...... لارسن نے جواب دیا۔

"پھر تو وہ ویسے ہی ہلاک ہو جائیں گے اور کنگ کے اس

راستے پر نگرانی کا سسٹم موجود ہے آپ نہ بھی کہیں تب بھی وہ ان کا خاتمہ کر دے گا''...... لوزاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ خطرناک ایجنٹ ہیں۔ نہ صرف مجھے کنگ کو کہنا پڑے گا بلکہ خود بھی وہاں جانا پڑے گا بہرحال اس کا نمبر دو''۔ لارسن نے کہا۔

''یس سر۔ نوٹ کریں''...... لوزاٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔

''اوکے''...... لارسن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے دوبارہ ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کنگ کاونٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری اور خاصی کرخت آواز سنائی دی۔

''لارسن بول رہا ہوں کنگ کاونٹ۔ ولنگٹن سے''...... لارسن نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ آپ۔ فرمایئے کیسے کال کی ہے۔ میرے لائق کوئی کام''۔ کنگ نے اس بار خاصے نرم لہجے میں کہا کیونکہ لارسن نہ صرف اس کا دوست تھا بلکہ کارپ آئی لینڈ پر اور روٹ پر قبضے کے پیچھے بھی لارسن کی سرکاری حیثیت تھی۔ اس لئے کنگ جیسا آدمی جو اپنے مقابل کسی انسان کو سرے سے انسان ہی نہ سمجھتا تھا لارسن کے سامنے وہ ایسے بولتا تھا جیسے وہ لارسن کی بے حد عزت کرتا ہو۔

''تمہیں اطلاع تو مل گئی ہو گی کہ ایک اوپن بوٹ میں دس

افراد سوار ہیں، کارپ آئی لینڈ وے پر سفر کر رہی ہے''...... لارسن نے کہا۔

''مجھے تو اطلاع نہیں ملی۔ ویسے مل بھی جاتی تب بھی مجھے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوپن بوٹ کی وجہ سے نرسل ہی ان کی ہلاکت کے لئے کافی ہیں لیکن یہ کون لوگ ہیں جو اکٹھے خودکشی کرنے نکلے ہیں''...... کنگ نے کہا۔

''یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں۔ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہوں نے ڈیلاس پہاڑی علاقے میں واقع فورٹ ورتھ پہنچنا ہے۔ ایکریمین ایجنسیوں سے بچنے کے لئے یہ پاکیشیا سے براہ راست ایکریمیا آنے کی بجائے کانڈا کے علاقے پرنس جارج پہنچ گئے لیکن ہمیں ان کی آمد کی اطلاع مل گئی اور پھر ان کی ساری پلاننگ بھی سامنے آ گئی کہ یہ پرنس جارج سے فیری کے ذریعے ہوسٹن پہنچیں گے۔ ریڈ سرکل نے پلان بنایا کہ ان کی فیری کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ وہ فیری کے ذریعے ہوسٹن جانے کی بجائے موٹر بوٹ کے ذریعے کارپ آئی لینڈ وے کے ذریعے ڈیلاس پہنچنا چاہتے ہیں''...... لارسن نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''آپ بتائیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں''...... کنگ کاونٹ نے کہا۔

''مجھے ان کی لاشیں چاہئیں۔ ایسی لاشیں کہ ان کے چہرے پہچانے جا سکیں تاکہ ہم ان کی نمائش کر سکیں۔ وہ دنیا کے خطرناک

ترین ایجنٹ ہیں۔ ان کی موت سب کے لئے خوشخبری ہو گی''۔ لارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو ہمیں انہیں نرسلوں سے پہلے بے ہوش کر کے کارپ آئی لینڈ لانا ہو گا۔ پھر ان کا خاتمہ کرنا ہو گا ورنہ وہ لوگ نرسلوں سے ٹکرانے کے بعد صحیح سلامت نہ رہیں گے۔ نہ ان کے جسم سلامت رہیں گے اور نہ ہی ان کے چہرے''...... کنگ نے کہا۔

''میں نے تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ اب کام تم نے کرنا ہے۔ اس سے تمہیں بہت سے فائدے ہوں گے۔ اعلیٰ حکام تمہیں اس سے بھی زیادہ چھوٹ دے سکتے ہیں۔ جتنی اب تمہیں حاصل ہے''...... لارسن نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ یہ ہمارے لئے بڑا معمولی سا کام ہے۔ وہ چاہے جتنے بھی خطرناک ہوں۔ اس راستے پر بے بس و مجبور ہو کر رہ جائیں گے''...... کنگ نے کہا۔

''اگر تم کہو تو میں کارپ آ جاؤں یا تم خود یہ سارا کام کر لو گے''...... لارسن نے کہا۔

''آپ ویسے آنا چاہیں تو لاکھ مرتبہ آئیں لیکن اس کام کے لئے آپ کو آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی لاشیں آپ تک پہنچ جائیں گی۔ یہ میرا وعدہ ہے اور آپ جانتے ہیں کنگ وعدہ کر لے تو پھر چاہے دنیا بدل جائے کنگ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے''...... کنگ نے کہا۔

''او کے۔ مجھے فوری اطلاع دینا۔ یہ ہمارے لئے بے حد اہم ہے اور ہاں سنو۔ بلیک سٹار بھی ان کے خلاف کام کر رہی ہے اور وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا کریڈٹ انہیں مل جائے۔ ان کے آدمی بھی پرنس جارج میں موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ کارپ آئی لینڈ سے جا رہے ہیں تو وہ انہیں ہلاک کر کے خود لاشیں لے جانے کی کوشش کریں گے۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے تم نے ان سے بھی محتاط رہنا ہے کیونکہ وہ بھی تربیت یافتہ سرکاری لوگ ہیں''...... لارسن نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میرے دل میں صرف آپ کی قدر ہے کیونکہ آپ نے مجھ پر اس وقت مہربانی کی تھی جب میں کچھ نہیں تھا۔ باقی میں بلیک سٹار یا اس کے سپر ایجنٹ جوڑی کو کوئی اہمیت نہیں دیتا''...... کنگ نے کہا۔

''میرا نمبر نوٹ کر لو۔ تم نے مجھے ساتھ ساتھ اطلاعات دیتے رہنا ہے''...... لارسن نے کہا۔

''ایسا نمبر دیں جس پر ہر وقت یقینی بات ہو سکے''...... کنگ نے کہا۔

''ہاں۔ نوٹ کر لو۔ میں تمہیں اپنے ذاتی سیل فون کا نمبر دے رہا ہوں''...... لارسن نے کہا اور نمبر بتا کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کرنل گروز ہیڈکوارٹر''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''لارسن بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ''...... لارسن نے کہا۔

''ہولڈ کریں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کرنل گروز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل گروز کی بھاری آواز سنائی دی۔

''لارسن بول رہا ہوں چیف''...... لارسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔کوئی خاص بات''...... کرنل گروز نے کہا۔

''چیف۔ میں نے بلیک سٹار کے مقابلے میں ریڈ سرکل کی کامیابی کا تمام کام مکمل کر لیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی ہمارے ذریعے حکومت تک پہنچیں گی اور بلیک سٹار منہ دیکھتی رہ جائے گی''...... لارسن نے بڑے پر جوش لہجے میں کہا۔

''وہ کیسے۔ کیا تفصیل ہے''...... کرنل گروز نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا تو لارسن نے پرنس جارج سے فشر کی رپورٹ ملنے کے بعد کنگ سے ہونے والی بات چیت تفصیل سے دوہرا دی۔

''لیکن کیا اس عمران کو ان بحری نرسلوں کے بارے میں علم نہیں ہے جو وہ وہاں سے اوپن بوٹ سے گزرنا چاہتا ہے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''معلوم ہو گا لیکن جب کسی کی شامت آتی ہے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے چیف''...... لارسن نے کہا۔

''ہاں۔تم درست کہہ رہے ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو نہ صرف ریڈ سرکل کا گراف بے حد بلند ہو جائے گا بلکہ ہم کرنل نیلسن اور جوڈی کو ہمیشہ کے لئے جھکا دیں گے''...... کرنل گروز نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ہی ہو گا''...... لارسن نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''مجھے فوری رپورٹ دینا۔ مجھے شدت سے انتظار رہے گا''۔ کرنل گروز نے کہا۔

''یس چیف''...... لارسن نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر فتح و کامیابی کی چمک نمایاں تھی کیونکہ اسے اس راستے کے بارے میں بخوبی علم تھا۔

کارپ آئی لینڈ ٹاپو نما چھوٹا سا جزیرہ تھا۔ اس جزیرے پر انڈرگراؤنڈ بڑے بڑے اسلحے کے سٹور تھے جبکہ ایک طرف ایک بڑی اور دو منزلہ عمارت بنی ہوئی تھی جس پر کنگ کا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔ یہ جزیرہ کنگ کاونٹ نے حکومت سے ننانوے سال کی لیز پر لیا ہوا تھا اور اس کام میں اس کی مدد لوزاٹ کے ذریعے لارسن اور اس کے باس نے کی تھی اس لئے کنگ، لارسن اور اس کے باس کا بے حد احترام کرتا تھا کیونکہ ان کی وجہ سے وہ اب ایک لحاظ سے جزیرے کا مالک تھا۔ کنگ لمبے قد اور دیوؤں جیسے جسم کا بھی مالک تھا۔ وہ بڑے اور حساس اسلحے کے بین الاقوامی سمگلنگ ریکٹ کا ایک بڑا تھا۔ اس جزیرے تک پہنچنا کسی اور کے لئے بحری راستے سے تقریباً ناممکن تھا کیونکہ جزیرے کے دونوں اطراف بحری نرسلوں کا جنگل سا تھا۔ کنگ خود تو ہیلی کاپٹر کے ذریعے آتا جاتا تھا البتہ اس کے آدمی بند بوٹس کے ذریعے آتے

جاتے تھے۔ کنگ اس وقت اس عمارت کے ایک بڑے سے کمرے میں جسے سب کنگ آفس کہتے تھے ایک بڑی سی اور خصوصی ساخت کی اونچی پشت کی کرسی پر اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا تھا۔ اس نے ڈارک براؤن رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں تیز سرخی موجود تھی۔ چہرہ بڑا اور خاصا رعب دار تھا۔ بڑی بڑی مونچھیں کبوتر کے پروں کی طرح ہوا میں اٹھی ہوئی تھیں۔ سر پر بالوں کا ایک ٹوکرہ سا تھا۔ اس کو دیکھ کر عام آدمی واقعی ڈر جاتا تھا۔ کمرے میں دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے اس کی کرسی کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے جبکہ کنگ کی نظریں سامنے بند دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی کے آنے کا شدت سے انتظار ہو۔ پھر جب تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا تو کنگ کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ آنے والے نے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''بیٹھو ہنری''...... کنگ نے بھاری لہجے میں کہا۔

''تھینک یو باس''...... ہنری نے کہا اور سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پاکیشیا کے چند نانسنس ایجنٹ ایک اوپن بوٹ میں سوار ہو کر کراس گارڈ سے کامیری دریا جا رہے ہیں تاکہ وہاں سے ڈیلاس

پہنچ سکیں''...... کنگ نے بھاری لہجے میں کہا۔

''ایسے لوگ تو واقعی نانسنس ہی ہو سکتے ہیں۔ اوپن بوٹ میں وہ نرسلوں سے کیسے گزر سکیں گے۔ ان کے جسم تو سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں گے''...... ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن ہم نے انہیں بچانا ہے''...... کنگ نے کہا تو ہنری بے اختیار اچھل پڑا۔

''بچانا ہے یا ہلاک کرنا ہے باس''...... ہنری نے حیران ہو کر کہا۔

''پہلے بچانا ہے پھر ہلاک کرنا ہے''...... کنگ نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ہنری کی حیرت سے محظوظ ہو رہا تھا۔

''میں سمجھا نہیں باس''...... ہنری نے کہا تو کنگ اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔

''مطلب یہ ہے ہنری کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ایکریمیا کے خلاف کام کرنے کارپ آئی لینڈ کے راستے ڈیلاس پہنچنا چاہتے ہیں اور انہیں ہلاک کرنے کا ٹاسک ریڈ سرکل کے پاس ہے۔ ریڈ سرکل کے لارسن نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ میں نے انہیں یہ کہا تھا کہ اوپن بوٹ میں سفر کرتے ہوئے وہ خود ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا کہ اس طرح ان لوگوں کے چہرے مسخ ہو جائیں گے اور کسی

نے یقین نہیں کرنا کہ یہ وہی خطرناک ایجنٹ ہیں اس لئے انہیں ان ایجنٹوں کے نہ صرف چہرے سلامت چاہئیں بلکہ ان کے جسم بھی سلامت ہوں۔ اس لئے ہم نے نرسلوں سے انہیں بچانا ہے اور پھر خود انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دینا ہے تاکہ ان کی صحیح سلامت لاشیں لارسن تک پہنچائی جا سکیں''...... کنگ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اب آپ نے کیا پلاننگ کی ہے۔ حکم دیجئے''۔ ہنری نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ کیا پلاننگ بناؤ گے جس سے یہ لوگ ہلاک بھی ہو جائیں اور ان کے جسم اور چہرے بھی محفوظ رہیں''...... کنگ نے کہا۔

''گن شپ ہیلی کاپٹر منگوا لیں اور نرسلوں سے پہلے ان کی اوپن بوٹ پر فائرنگ کھول دیں۔ یہ ہلاک ہو جائیں تو بند بوٹ کے ذریعے انہیں وہاں سے اٹھوا کر یہاں منگوا لیں اور پھر انہیں بڑے ہیلی کاپٹر پر جناب لارسن کو بھجوا دیں''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر گولیاں لگنے سے ان کے یا ان میں سے کئی افراد کے چہرے مسخ ہو گئے تو پھر۔ اب فائرنگ یہ تو خیال نہیں رکھے گی کہ گولیاں ان کے چہروں پر نہ پڑیں''...... کنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جیسے آپ سوچ سکتے ہیں باس۔ ویسے میں کیا، دنیا کا کوئی آدمی بھی نہیں سکتا''...... ہنری نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر سنو۔ ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس اوپن بوٹ پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں گے اس طرح اوپن بوٹ میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر انہیں بند بوٹ میں ڈال کر یہاں لایا جائے گا اور ان کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں لارسن کو بھجوا دی جائیں گی''...... کنگ نے پلان بتاتے ہوئے کہا۔

''یس کنگ۔ یہ بہتر پلان ہے''...... ہنری نے ایک بار پھر خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم اس پر عمل کر لو گے۔ میں کوئی غلطی یا گڑبڑ نہیں چاہتا''...... کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس کنگ۔ آپ کے حکم پر سو فیصد عمل ہو گا''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو جاؤ اور انہیں بے ہوشی کے عالم میں صحیح سالم یہاں لے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا۔ یہ بہرحال عام افراد نہیں ہیں''...... کنگ نے کہا۔

''یس کنگ۔ میں ہر طرح سے خیال رکھوں گا''...... ہنری نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ مجھے کامیابی کی رپورٹ چاہئے۔ ناکامی کی نہیں''...... کنگ نے کہا تو ہنری نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر

مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے اس بڑے کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی ہاتھ میں کارڈ لیس فون اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

''آپ کا فون ہے کنگ۔ کارلس کی طرف سے''...... لڑکی نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کنگ نے کارڈ لیس فون اس سے لے کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... کنگ نے سخت لہجے میں کہا۔

''کارلس بول رہا ہوں ولنگٹن سے''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''بڑے عرصے بعد فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... کنگ نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''ڈوف کا ایک پیغام پہنچانا ہے تم تک''...... کارلس نے کہا تو کنگ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ڈوف اس اسلحہ ریکٹ کا سب سے بڑا نام تھا جس اسلحہ ریکٹ سے کنگ کا تعلق تھا۔

''پیغام۔ جلدی بولو''...... کنگ نے کہا۔

''کارپ آئی لینڈ پر پاکیشیا کے دس افراد ایک بوٹ کے ذریعے سفر کر رہے ہیں۔ انہوں نے کامیری دریا کے راستے ڈیلاس پہنچنا ہے۔ تم نے انہیں نہیں چھیڑنا۔ انہیں صحیح سلامت کامیری دریا پر پہنچنا چاہئے''...... کارلس نے کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ راستے میں بحری نرسلوں کا جنگل ہے۔

اوپن بوٹ کے ذریعے تو وہ اسے کراس نہیں کر سکتے بلکہ نرسلوں نے ان کے جسموں کے پرخچے اڑا دینے ہیں''...... کنگ نے کہا۔

''نرسلوں سے جو ان کا حشر ہوتا ہے وہ خود جانیں لیکن تم نے انہیں نہیں چھیڑنا''...... کارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری سوری کارلس۔ تم نے دیر کر دی ہے''...... کنگ نے کہا۔

''دیر کر دی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ ابھی تو انہیں نے کراس گارڈ سے حرکت بھی نہیں کی۔ وہ میری کال کا انتظار کر رہے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں نے دیر کر دی ہے''...... کارلس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم سے پہلے مجھے لارسن نے ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے کہا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ ان کے چہرے سلامت رہیں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کارپ آئی لینڈ کی لیز کے سلسلے میں لارسن اور اس کے باس نے میری حمایت کی تھی۔ اس لئے میں ان کی بات نہیں ٹال سکتا۔ میں نے لارسن سے وعدہ کیا ہے اور دوسری بات یہ کہ میں نے اپنے آدمی ہنری کو مکمل ہدایات دے کر بھجوا دیا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں وعدہ کر کے اسے ہر صورت میں پورا کرتا ہوں اور حکم دے کر کبھی واپس نہیں لیا کرتا۔ اس لئے تم نے دیر کر دی۔ اگر تم پہلے مجھے فون کر دیتے تو میں لارسن کو ٹال دیتا لیکن اب مجبوری ہے۔ میں خود ڈوف سے معافی مانگ لوں گا''...... کنگ نے کہا۔

''ان کے خاتمے کی کیا پلاننگ بنائی ہے تم نے''...... کارلس نے کہا۔

''ان کی بوٹ پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر ہو گی۔ وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے تو انہیں بند بوٹ میں لاد کر کامیری جزیرے پر لایا جائے گا۔ جہاں ان کو گولیاں مار کر ہلاک کر دوں گا اور پھر ان کی لاشیں لارسن کو بھجوا دوں گا''...... کنگ نے کہا۔

''تو پھر سنو۔ ان میں ایک آدمی ہے عمران۔ اسے زندہ چھوڑ دینا۔ باقیوں کے ساتھ جو چاہے سلوک کرنا۔ بے شک ہلاک کر دینا لیکن اگر یہ عمران ہلاک ہو گیا تو پھر ڈوف کے مطابق نہ تم رہو گے اور نہ ہی جزیرہ۔ اور تم جانتے ہو کہ ڈوف بھی جو کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ یہ عمران اس کا محسن ہے۔ اسے ہر صورت میں زندہ رہنا چاہئے''...... کارلس نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے دھمکیاں مت دو کارلس۔ تم جانتے ہو کہ کنگ دوستوں کا دوست ہے اور دشمنوں کا دشمن۔ تم نے جو کچھ کہا، میں نے سن لیا ہے۔ اس عمران کو میں تو نہیں جانتا۔ پھر اسے کیسے علیحدہ کیا جائے گا''...... کنگ نے کہا۔

''انہیں ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کر لینا۔ عمران سامنے آ جائے گا۔ باقیوں کو بے شک ہلاک کر دینا۔ اس عمران کو میرے پاس بھجوا دینا''...... کارلس نے کہا۔

''لیکن بقول لارسن، یہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ عام لوگ تو نہیں

پھر تو انہیں باندھنا پڑے گا ہوش میں لانے سے پہلے۔ کیا تم اس عمران کا حلیہ بتا سکتے ہو''...... کنگ نے کہا۔

''وہ میک اپ میں ہوں گے۔ تم انہیں رسی سے باندھ کر ہوش میں لے آنا۔ اب سیکرٹ ایجنٹ گینڈے تو نہیں ہوتے کہ رسیاں توڑ دیں''...... کارلس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ڈوف کو کہہ دو کہ عمران زندہ سلامت اس تک پہنچ جائے گا''...... کنگ نے کہا۔

''اوکے۔ اگر کہو تو میں ڈوف کو کہہ دوں کہ وہ خود بھی تم سے بات کر لے''...... کارلس نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے''...... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کنگ نے فون آف کر کے ساتھ کھڑی فون سیکرٹری کو دیا اور وہ سلام کر کے مڑی اور اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''اب یہ نیا پرابلم سامنے آ گیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر ڈوف بگڑ گیا تو میرے لئے بے حد مسائل کھڑے ہو جائیں گے''۔ کنگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک دیوار کے ساتھ موجود ریک میں سے اس نے شراب کی بوتل اٹھائی اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا۔

کارپ آئی لینڈ وے ڈیلاس کے قریب سے گزرنے والے کامیری دریا پر نہیں تھا۔ یہ پرنس جارج کے قریب آ کر پھر گھوم کر ایک طرف ایکریمیا کے اندر سے ہوتا ہوا سمندر تک جا پہنچتا تھا اور دوسری طرف گھوم کر ایکریمیا کے اندر سے ڈیلاس تک پہنچتا تھا لیکن یہ راستہ دنیا کے خطرناک راستوں میں سے ایک تھا کیونکہ اس راستے میں تقریباً بیس پچیس میل تک ایسے بحری نرسل تھے جن کے کنارے خنجروں سے بھی تیز اور انتہائی مضبوط تھے۔ بعض جگہوں پر تو ایسے نرسل بھی تھے کہ جو موٹر بوٹ کے پرخچے اڑا دیتے تھے۔ البتہ انسانوں کے لئے یہ نرسل انتہائی خطرناک سمجھے جاتے تھے۔ دنیا میں اس کے علاوہ بھی ایسے کئی راستے تھے جہاں بحری نرسلوں کے جنگلات موجود تھے لیکن یہ چوڑے راستے تھے اور بحری نرسل ہمیشہ درمیان میں اُگتے ہیں اس لئے سائیڈوں میں اتنے چوڑے

راستے بچ جاتے تھے جہاں سے موٹر بوٹ کو با آسانی گزارا جا سکتا تھا البتہ موٹر بوٹ کا کیپٹن غافل ہو جائے اور موٹر بوٹ نرسلوں میں جا گھسے تو موٹر بوٹ میں موجود افراد زخمی یا ہلاک ہو سکتے تھے لیکن اس کارپ وے میں نرسلوں کا جنگل اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ دونوں اطراف میں خالی جگہیں بہت کم رہ گئی تھیں اور اس تنگ جگہ سے موٹر بوٹ بغیر نرسلوں سے ٹکرائے آگے نہ بڑھ سکتی تھی۔ اس لئے یہاں بند بوٹ استعمال کی جاتی تھی اور یہ بند بوٹ بھی ایسے میٹریل سے بنائی جاتی تھی کہ نرسل اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت پرنس جارج کے قریب کراس گارڈ نامی گھاٹ پر موجود تھا۔ وہاں سیاحوں کا بھی خاصا رش تھا کیونکہ سیاح موٹر بوٹ میں بیٹھ کر ان نرسلوں کے جنگلات کا قریب جا کر نہ صرف نظارہ کرتے تھے بلکہ ان مناظر کی فوٹو گرافی بھی کرتے تھے لیکن چونکہ وہ آگے نہ جا سکتے تھے اس لئے وہیں سے واپس آ جایا کرتے تھے اور چونکہ دوسری طرف یہ آبنائے سمندر میں جا گرتی تھی اور وہاں پانی کی رفتار اس قدر تیز ہو جاتی تھی کہ موٹر بوٹ تو ایک طرف چھوٹے جہازوں کے بھی اوپر سے خاصی گہرائی میں سمندر میں گرتے ہوئے پرنچے اڑ جاتے تھے۔ اس لئے وہاں گھاٹ کے قریب ہی بیرر لگا رہتا تھا تاکہ موٹر بوٹس اس طرف نہ جا سکیں۔ یہاں کافی رش تھا۔ سیاحوں کی خاصی بڑی تعداد موٹر بوٹس پر نرسلوں کے جنگلات کی سیر کے لئے جا رہی تھی۔ عمران اپنے

ساتھیوں سمیت یہاں موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان کی پلاننگ ایکریمین ایجنسیوں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ سمندر کے راستے فیری پر سوار ہو کر ہوسٹن پہنچیں گے۔ اس لئے دونوں ایجنسیوں کی تمام تر توجہ سمندر اور گھاٹ پر ہی ہو گی۔ ان میں سے کسی کو خیال نہ ہو گا کہ وہ نرسلوں کے جنگل کو کراس کر کے ڈیلاس پہنچ سکتے ہیں اور چونکہ نرسلوں کو اوپن بوٹ میں کراس کرنا ناممکن تھا اس لئے ان کی اس کراس گارڈ خالی گھاٹ کی طرف کوئی توجہ نہ ہو گی۔

"جناب مائیکل۔ یہ آپ نے نئی بات کب سوچ لی۔ پہلے تو آپ نے ذکر نہیں کیا تھا"...... صفدر نے احتیاطاً عمران کا اصل نام نہ لیتے ہوئے کہا کیونکہ اب بات چیت کافی فاصلے سے ٹیپ کر لئے جانے والے آلات بھی مارکیٹ میں آ گئے تھے۔

"یہ جب ہوائی جہاز میں کال آئی تو میں نے سوچا کہ اب کچھ مختلف پلاننگ ہونی چاہئے ورنہ یہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے فیری میں سوار سینکڑوں افراد کو بھی ہلاک کر دیں گے اور موٹر بوٹ تو ویسے ہی آسان نشانہ ہوتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ نرسلوں کو اس طرح اوپن بوٹس میں کراس بھی تو نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ہلاک نہ بھی ہوں تب بھی شدید زخمی بہرحال ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"یہ نرسل کتنے فاصلے تک ہوں گے عمران صاحب"...... نعمانی

نے پوچھا۔

''کم از کم پچیس میل تک''...... عمران نے کہا تو نعمانی نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

''میں نے سوچا تھا کہ ہم مخصوص تیراکی کا لباس پہنچ کر اس وے کو کراس کر لیں لیکن اتنا فاصلہ تو ناممکن ہے''...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تم یہاں کیوں رکے ہوئے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے کوشش کی ہے کہ نرسلوں کو بحفاظت کراس کر کے کامیری دریا تک پہنچ جاؤں اور مجھے اس کوشش کے نتیجے کا انتظار ہے''...... عمران نے کہا۔

''کس طرح۔ کیا بند بوٹ کا انتظار کیا جا رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ بند بوٹ کو بھی میزائلوں سے اڑایا جا سکتا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ نے کیا کسی ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''کارپ جزیرے پر قابض کنگ اس پورے ایریئے کا کنگ ہے۔ اس کے پیچھے ایکریمیا کے بڑے بڑے گینگسٹر ہیں۔ وہ انتہائی حساس اسلحے کے بین الاقوامی ریکٹ کا خود ایک بڑا ہے۔ اس لئے اگر وہ ہیلی کاپٹر کو بھی فضا میں اڑا دے تو اس سے کسی نے بھی

نہیں پوچھنا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سب گھاٹ پر بنے ہوئے ہوٹل کے ہال میں بیٹھے ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے۔

''پھر آخر آپ نے کیا سوچا ہے''...... صالحہ نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''یہی سوچا ہے کہ بڑے بھائی کو اگر برف کی شہزادی فی الحال نہیں مل سکتی تو اپنی چھوٹی بہن کو بھلکڑ ایس کے پلے ہی باندھ دیا جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ نے بے اختیار منہ دوسری طرف کر لیا۔

''تم نے خواہ مخواہ فی الحال کا لفظ بول دیا۔ برف کی شہزادی تمہیں مل ہی نہیں سکتی''...... تنویر بھلا ایسے موقعوں پر کب خاموش رہ سکتا تھا۔

''تم نے ضرور بات کرنی ہوتی ہے۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے''۔ جولیا نے تنویر پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''میں بولوں یا خاموش رہوں۔ نتیجہ وہی نکلے گا جو میں نے بتایا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ جب تک ہم سیکرٹ سروس میں ہیں ہماری شادیاں نہیں ہو سکتیں اور اگر ہم شادیاں کریں گے تو سیکرٹ سروس سے باہر ہوں گے اس کے باوجود آپ ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اب بھی تو بقول تنویر، تم یہی کچھ کر رہے ہو۔ نہ کام نہ کاج۔ بس غیر ملکوں کی سیاحت اور واپسی''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے یا جولیا کی وجہ سے''۔ تنویر بول پڑا۔

''میری وجہ سے۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ڈپٹی چیف ہو۔ تم خود لیڈ کرو ٹیم کو۔ تم خواہ مخواہ پیچھے ہٹ جاتی ہو اور چیف، عمران کو ہائر کر لیتا ہے۔ جو چیف پر اپنی کارکردگی شو کرنے کے لئے خود ہی سب کچھ کرتا رہتا ہے اور ہم صرف تالیاں بجانے کے لئے رہ جاتے ہیں''...... تنویر نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سب نیک نامی جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حصے میں آئی ہے اور آ رہی ہے یہ سب عمران کی وجہ سے ہے۔ اب دیکھو۔ عمران کو اس راستے کا بھی علم تھا جبکہ ہم نے کوشش ہی نہیں کی جاننے کی''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے یقیناً تنویر کی بات بری لگی تھی لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران کے سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ پرنس مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کارلس بول رہا ہوں پرنس''...... دوسری طرف سے ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا۔

''کنگ سے بات ہوئی ہے۔ ہم سے پہلے ایک ایکریمین ایجنسی ریڈ سرکل نے اس سے وعدہ لے لیا تھا کہ کنگ آپ کو ہلاک کر کے آپ کی لاشیں اس کے خاص ایجنٹ لارسن کو بھجوا دے گا اور کنگ کا ریکارڈ ہے کہ وہ اپنا وعدہ ہر صورت میں پورا کرتا ہے لیکن وہ ڈوف کی بات رد نہ کر سکتا تھا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ نہ صرف جزیرہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ وہ خود بھی کیڑوں کی خوراک بن جائے گا۔ اس لئے وہ اس حد تک ترمیم پر آمادہ ہو گیا ہے کہ وہ آپ کو ہلاک نہیں کرے گا البتہ آپ کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں لارسن کو بھجوا دے گا۔ اب آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ آپ اس بظاہر معمولی سے فون سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں''...... کارلس نے کہا۔

''ہاں۔ میں سمجھتا ہوں۔ بے حد شکریہ''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پرنس مجھے آپ کے بارے میں بخوبی علم ہے لیکن آپ کنگ کو کمزور نہ سمجھیں۔ وہ نہ صرف جسمانی طور پر خاصا طاقتور ہے بلکہ اس جزیرے پر اس کے بیس پچیس مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں اور وہ ویسے بھی طبعاً بے حد سفاک آدمی ہے۔ اس لئے آپ کو محتاط رہنا ہو گا''...... کارلس نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ جتنی گنجائش تم نے اس سے حاصل کر لی ہے یہی ہمارے حق میں بہت ہے۔ باقی ہم خود اس سے نمٹ لیں گے۔ تھینک یو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا کیونکہ اس نے فون کا لاؤڈر آن کیا ہوا تھا اس لئے کارلس کی آواز اس کے ساتھی بھی سنتے رہے تھے۔

"یہ کیا ہوا کہ وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے اور تمہیں ہلاک نہیں کیا جائے گا اور تم اس پر خوش ہو گئے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے تنویر۔ اسے ہم سب کو ہوش میں لانا ہو گا تاکہ وہ عمران کی شناخت کر سکے۔ ویسے اسے الہام تو نہیں ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون عمران ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن ہم بے ہوش ہونے سے بچانے والی گولیاں پہلے استعمال کر سکتے ہیں ورنہ وہ ہمیں باندھ کر چیک کرے گا اور ایسے لوگ معمولی بات پر فائر کھول دیتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہمیں بے ہوش ہونے کی بجائے ہوش میں رہنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"میں ایک بات سوچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"...... سب نے چونک کر کہا۔

"ہمارا خیال تھا کہ ہم دونوں ایجنسیوں سے چھپ کر وہاں جا

رہے ہیں جبکہ کارلس نے اطلاع دی ہے کہ ریڈ سرکل کے لارسن نے پہلے ہی کنگ سے بات کر رکھی ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ ریڈ سرکل تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ ہم کراس گارڈ سے کارپ وے پر سفر کر کے ڈیلاس پہنچ رہے ہیں۔ اب یہ راستہ ہمارے لئے قطعی غیر محفوظ ہو گیا ہے۔ لارسن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بخوبی جانتا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک عام سے سمگلر کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لئے لازماً اس نے کامیری دریا پر اور پھر ڈیلاس اور گریٹ فالز سب جگہوں پر اپنے آدمی تعینات کر رکھے ہوں گے اور چوکیاں بنا دی ہوں گی۔ اس لئے ہمارے لئے یہ راستہ اختیار کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی تم بہت گہرائی میں سوچتے ہو۔ واقعی ایسا ہی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن اور کون سا راستہ ہے ڈیلاس پہنچنے کا"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں سے اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپس جائیں اور پھر براہِ راست ایکریمیا پہنچ کر ڈیلاس جائیں"۔ مران نے کہا۔

"ناکام واپسی کا نام مت لو۔ ہم نے ہر صورت میں آگے بڑھنا ہے بس"...... کسی اور کے بولنے سے پہلے تنویر نے کہا اور سب نے ن بات کی توثیق میں سر ہلا دیئے۔

''اگر اس راستے سے جانا ہے تو پھر بے ہوشی سے بچانے والی گولیاں یہاں آسانی سے نہ ملیں گی کیونکہ اقوام متحدہ کے شعبہ صحت نے ایسی گولیوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے کیونکہ ان کا زیادہ استعمال منشیات کے طور پر ہونے لگ گیا تھا اور یہ گولیاں زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے انسانی صحت پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں البتہ یہ گولیاں خاص مارکیٹ سے مل جاتی ہیں لیکن یقیناً ہم ریڈ سرکل کی نگرانی میں ہیں۔ وہ کسی وجہ سے یہاں ہم پر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتے۔ اس لئے انہوں نے کنگ سے بات کی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں بیٹھ کر باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں بہرحال کسی نہ کسی صورت آگے بڑھنا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر ہم کارپ وے سے جائیں یا کسی اور راستے سے جائیں۔ ڈیلاس اور گریٹ فالز پر چیکنگ تو بہرحال موجود ہو گی۔ اس بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم مشن مکمل کرنے نکلے ہوئے ہیں سیاحت نہیں۔ اس لئے رکاوٹیں تو بہرحال ہوں گی لیکن ہم نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ ہمیں زیادہ خطرہ کس طرف سے ہے۔ ہوسٹن جانے کے لئے فیری پر سوار ہوں تو وہاں بھی ریڈ سرکل نے فیری کو اڑانے کا بندوبست کر رکھا ہو گا اور یہاں بھی ریڈ سرکل کا نام ہی سامنے آ رہا ہے لیکن

دوسری ایجنسی کیا کر رہی ہے۔ اس کا کوئی معاملہ اب تک سامنے نہیں آیا۔ اگر ہم کارپ وے سے جائیں اور بچ کر کامیری دریا تک پہنچ جائیں تو پھر ہوسٹن کی طرف سے جانے والے طویل راستے سے بچ کر وہاں پہنچ جائیں گے جس پر یقیناً بلیک سٹار نے انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں اپنے ذہن کو بلینک کر لوں گا تاکہ مجھ پر بے ہوش کر دینے والی گیس کا اثر نہ ہو اور میں خود جب چاہے ہوش میں آ جاؤں تاکہ سچویشن کو آسانی سے سنبھالا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پرنس جارج بڑا شہر ہے یہاں سے گیس ماسک بھی تو آسانی سے مل سکتے ہیں۔ اگر ہم گیس ماسک پہن لیں تو سرے سے بے ہوش ہی نہ ہوں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی صدیقی کا مشورہ بہترین ہے''...... سب نے ہی صدیقی کی رائے کی تائید کر دی تو صدیقی کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''پھر ہم کارپ آئی لینڈ پر پہنچنے کی بجائے ملک عدم پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا تو سب اس طرح چونک پڑے جیسے عمران نے کوئی غلط بات کر دی ہو۔

''وہ کیسے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''ہم پر گیس فائرنگ یقیناً کسی ہیلی کاپٹر سے ہی کی جائے گی۔ بند بوٹ سے گیس فائر نہیں کی جا سکتی اور جب وہ لوگ چیک کریں

گے کہ ہم نے گیس ماسک پہن رکھے ہیں تو وہ ہم پر فائر کھول دیں گے''...... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس پہلو پر میرا ذہن ہی نہیں گیا''...... صدیقی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''تم چیف ہو۔ تم صرف حکم دے سکتے ہو۔ یہ سوچنا وغیرہ ہم جیسوں کا کام ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب ہم نے یہاں بیٹھ کر صرف باتیں ہی کرنی ہیں یا آگے بھی بڑھنا ہے''...... تنویر نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''اللہ کا نام لے کر چلتے ہیں۔ چلو اٹھو۔ ہم نے ائیر پورٹ جانا ہے''...... عمران نے کہا تو سب اس طرح اچھل پڑے جیسے عمران نے انہیں ڈنڈے سے ضرب لگائی ہو۔

''ائیر پورٹ۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ''...... سب نے ہی تقریباً بیک زبان ہو کر کہا۔

''ان حالات میں کارپ جانا خودکشی کے مترادف ہے کیونکہ کنگ جیسے بدمعاشوں کی فطرت کسی بھی لمحے کچھ سے کچھ کر سکتی ہے اور چونکہ فاصلہ طویل ہے۔ اس لئے اتنے عرصے تک ذہن کو بلینک نہیں رکھا جا سکتا اور ہمیں بہرحال ہیلی کاپٹر پر ہی کارپ آئی لینڈ لے جایا جائے گا۔ راستے میں ہوش آنے کا مطلب ہے کہ موت بھی آ سکتی ہے۔ اس لئے اب یہی سوچا گیا ہے کہ پرنس

جارج سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر ولنگٹن پہنچ جائیں اور پھر وہاں سے ڈیلاس پہنچ جائیں۔ اس طرح دونوں ایجنسیوں کو ڈاج دے کر ہم اپنے ٹارگٹ پر پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب نے اس بار اس کی تائید کر دی۔

بلیک سٹار کا سپر ایجنٹ جوڈی اپنے سیکشن آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ سامنے ایک فائل کھلی ہوئی موجود تھی اور اس کی نظریں اس طرح فائل پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ فائل کے نیچے میز کو دیکھ رہا ہو اور ساتھ ہی وہ میکانکی انداز میں شراب کے گھونٹ بھی مسلسل لے رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ جوڈی بول رہا ہوں‘‘...... جوڈی نے آنکھیں اوپر اٹھا کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’چیف کی کال ہے باس‘‘...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’کراؤ بات‘‘...... جوڈی نے کہا۔

’’ہیلو جوڈی۔ کرنل نیلسن بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے

کرنل نیلسن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

’’حکم چیف‘‘...... جوڈی نے کہا۔

’’پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیا ہوا۔ لگتا ہے تم ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھے ہو‘‘...... کرنل نیلسن نے کہا۔

’’آپ کو ایسا تاثر کیوں ملا ہے باس‘‘...... جوڈی نے قدرے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’جب سے کرنل گروز نے بات کی ہے تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی‘‘...... کرنل نیلسن نے کہا۔

’’ایسی کوئی بات نہیں ہے چیف۔ آپ کو میری فطرت کا تو علم ہے کہ میں خواہ مخواہ اپنی اہمیت جتانے کے لئے من گھڑت رپورٹیں دینے کا عادی نہیں ہوں لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں نے آزاد نہیں چھوڑا۔ پہلے پرنس جارج سے رپورٹ آئی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کیا جا رہا ہے لیکن وہ کہیں نظر نہیں آ رہے حتیٰ کہ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی انہیں چیک نہیں کر سکے اور نہ ہی وہ ہوسٹن جانے والی فیری پر سوار ہوئے ہیں کیونکہ فیری پر سوار ہونے والے سب سیاح تھے اور ان سب کے پاس بین الاقوامی سیاحتی کارڈ تھے پھر ہوسٹن میں اس فیری کے مسافروں کو بھی چیک کیا گیا۔ وہ سب ہوٹلوں میں رہ رہے ہیں اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ عمران اور اس کے ساتھی کم از کم فیری کے ذریعے ہوسٹن نہیں پہنچے جیسا کہ ان کی پلاننگ تھی۔ اس کے بعد

اطلاع ملی کہ لارسن نے کارپ آئی لینڈ کے کنگ کاؤنٹ کو فون کر کے کہا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ایک اوپن بوٹ میں کارپ وے پر سفر کر کے ڈیلاس پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں لارسن کو بھیجی جائیں اور اب تھوڑی دیر پہلے رپورٹ ملی ہے کہ ایسی کوئی موٹر بوٹ کارپ وے پر دکھائی نہیں دی جس میں پاکیشیائی ایجنٹ سوار ہوں۔ کنگ ہیلی کاپٹروں سے نگرانی کرا رہا ہے۔ تمام موٹر بوٹس یا لانچیں نرسلوں تک پہنچ کر اور فوٹو گرافی کر کے واپس چلی جاتی ہیں۔ اس لئے وہ کسی پر حملہ نہیں کر رہے۔ میں نے اطلاع دینے والے سے کہا ہے کہ وہ کراس گارڈ گھاٹ پر چیکنگ کرائے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی''...... جوڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پرنس جارج پہنچ کر غائب ہو گئے ہیں لیکن وہ کہاں جا سکتے ہیں۔ دو راستے ہیں۔ ایک ہوسٹن والا اور دوسرا کارپ وے۔ لیکن دونوں پر وہ نہیں گئے تو وہ ایکریمیا اور خصوصاً ڈیلاس کیسے پہنچیں گے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''دیکھیں۔ اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ معلومات کا انتظار ہے''۔ جوڈی نے کہا۔

''اوکے۔ جیسے ہی ان کے بارے میں کوئی معلومات ملیں۔ مجھے ساتھ ساتھ بتاتے رہنا۔ یہ ہمارا مشن ہے ریڈ سرکل کا نہیں اور اسے

ہم نے ہی مکمل کرنا ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس چیف''...... جوڈی نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جوڈی نے بھی رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جوڈی نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جوڈی نے کہا۔

''پرنس جارج سے ہارڈی کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... جوڈی نے کہا۔

''ہیلو۔ ہارڈی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا معلوم ہوا ہے''...... جوڈی نے کہا۔

''باس۔ آپ کے حکم پر ہم نے کراس گارڈ پر چیکنگ کی تو وہاں کوئی مشکوک گروپ موجود نہ تھا لیکن ایک ویٹر نے بتایا ہے کہ یہاں کافی دیر تک دس افراد کا گروپ موجود رہا ہے جس میں دو عورتیں اور آٹھ مرد تھے اور ہمارے وہاں پہنچنے سے کچھ دیر پہلے وہ اٹھ کر گئے ہیں جس پر میں نے وہاں موجود ٹیکسی ڈرائیوروں سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہ دس افراد تین ٹیکسیوں میں سوار ہو کر گئے ہیں جس پر میں ٹیکسی آفس گیا اور وہاں کے انچارج کو بھاری معاوضہ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اپنے ٹیکسی ڈرائیوروں سے معلوم کرے کہ انہوں نے ان لوگوں کو کہاں ڈراپ

کیا ہے۔ یہاں چونکہ ہر ٹیکسی میں فون موجود ہوتا ہے جس کا لنک ٹیکسی آفس سے ہوتا ہے۔ اس لئے جیسے ہی فون پر جنرل اعلان نشر ہوا۔ کچھ دیر بعد تین ٹیکسی ڈرائیوروں کی طرف سے کال آ گئی کہ یہ تینوں ٹیکسی ڈرائیوروں نے ان میں دس افراد کو ائیر پورٹ ڈراپ کیا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر میں فوراً ائیر پورٹ پہنچا وہاں سے معلوم ہوا کہ دس افراد یعنی سیاحوں کا ایک گروپ طیارہ چارٹرڈ کرا کر ولنگٹن گیا ہے اور میرے یہاں پہنچنے سے دو گھنٹے پہلے طیارہ ولنگٹن میں لینڈ کر چکا ہے۔ میں نے وہاں کے کاغذات کی نقول دیکھی ہیں۔ یہ وہی کاغذات ہیں جن کی نقول ہم نے پرنس جارج ائیر پورٹ سے حاصل کی ہیں۔ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹوں کا گروپ ہے''...... ہارڈی نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر انہوں نے ولنگٹن ہی پہنچنا تھا تو وہ پاکیشیا سے براہِ راست بھی تو آ سکتے تھے''...... جوڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ ہمیں ڈاج دینا چاہتے تھے باس''...... ہارڈی نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ان کا ٹارگٹ تو ڈیلاس ہے اور ولنگٹن سے ڈیلاس ہوائی سروس موجود ہی نہیں ہے اور نہ ہی ڈیلاس میں کوئی ائیر پورٹ ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ سڑک یا ریل کے ذریعے ہی ڈیلاس پہنچیں گے اس لئے میں دونوں جگہوں پر چیکنگ کا حکم دے دیتا ہوں''...... جوڈی نے کہا۔

''باس۔ وہاں ہیلی کاپٹر سروس بھی جاتی ہے۔ یہ لوگ بڑا ہیلی کاپٹر بک کرا کر ڈیلاس پہنچ سکتے ہیں۔ آپ ڈیلاس میں ہیلی پیڈ پر خصوصی چیکنگ کرائیں''...... ہارڈی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اگر یہ پرنس جارج سے ولنگٹن کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرا سکتے ہیں تو ولنگٹن سے ڈیلاس کے لئے ہیلی کاپٹر بھی چارٹرڈ کرا سکتے ہیں۔ تم وہاں ان کی تلاش جاری رکھو۔ وہ لازماً کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے''...... جوڈی نے کہا۔

''یس باس۔ میں پہلی فلائٹ سے ولنگٹن جا رہا ہوں اپنے ساتھیوں سمیت اور ہم جلد ہی آپ کو کامیابی کی رپورٹ دیں گے''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... جوڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک خیال کے آتے ہی اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ولنگٹن میں جیگر سے بات کراؤ۔ اس کے بعد میں چیف سے بات کروں گا''...... جوڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جوڈی نے کہا۔

''جیگر لائن پر ہے باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... جوڈی نے کہا۔

''ہیلو باس۔ میں جیگر بول رہا ہوں ولنگٹن سے''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جیگر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹس پرنس جارج سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر ولنگٹن پہنچ چکے ہیں۔ ان کی تعداد کے بارے میں تمہیں معلوم ہے آٹھ مرد اور دو عورتیں ہیں۔ یہ لازماً کسی ہوٹل میں رہیں گے اور خاص بات یہ کہ انہوں نے بہرحال ڈیلاس پہنچنا ہے۔ اور ڈیلاس پہنچنے کے لئے یا تو یہ بس کا سفر اختیار کریں گے یا ریل گاڑی کا یا ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے۔ تم نے ان تینوں جگہوں پر چیکنگ کرانی ہے۔ جیسے ہی یہ نظر آئیں۔ اول تو کوشش کرو کہ ان کا وہیں خاتمہ کر دیا جائے یا اگر ایسا نہ کر سکو تو مجھے فوری اطلاع دو''...... جوڈی نے کہا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پرنس جارج سے ہارڈی بھی اپنے ساتھیوں سمیت ولنگٹن پہنچ رہا ہے۔ وہ اپنے طور پر کام کرے گا اور تم نے اپنے طور پر کام کرنا ہے''...... جوڈی نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں یہاں نہ ہوتا تو میں خود وہاں تمہاری نگرانی کرتا لیکن اب تم نے مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دینی ہے''...... جوڈی نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... جیگر نے کہا تو جوڈی نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جوڈی نے کہا۔

''چیف سے بات کریں''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں جوڈی بول رہا ہوں''...... جوڈی نے کہا۔

''ہاں۔ کوئی خاص پیشرفت''...... چیف نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ ابھی ابھی پرنس جارج سے رپورٹ ملی کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر ولنگٹن گئے ہیں۔ جب ہمارے آدمی کو علم ہوا تو چارٹرڈ طیارے کو ولنگٹن پہنچے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ اب میں نے وہاں احکامات دے دیئے ہیں کہ انہیں ہوٹلوں میں تلاش کیا جائے اور خصوصاً ڈیلاس جانے کے لئے بس اڈے، ریل یا ہیلی کاپٹر سروس۔ ان سب کو چیک کیا جائے''...... جوڈی نے کہا۔

''لیکن انہوں نے ولنگٹن ہی پہنچنا تھا تو پھر پرنس جارج جانے کا کیا فائدہ''...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ یہ عمران ایسے ڈاج دینے کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔ کبھی اِدھر بھاگ گیا کبھی اُدھر بھاگ گیا''...... جوڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ حد درجہ شاطر آدمی ہے جوڈی۔ اسے اس طرح ایزی نہ لیا

جائے۔ کیسے اطلاع ملی ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا تو جوڈی نے ہارڈی سے ملنے والی اطلاع دوہرا دی۔

''تم نے کیا بندوبست کیا ہے''...... کرنل نیلسن نے پوچھا تو جوڈی نے جیگر اور ہارڈی کو دی جانے والی ہدایات دوہرا دیں۔

''تم خود اپنے آدمیوں کو لے کر ڈیلاس پہنچ جاؤ''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''لیکن ہمیں تو صرف فورٹ ورتھ تک محدود کر دیا گیا ہے چیف''...... جوڈی نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اصل مشن ہمارا ہے۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کر لی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہم سب کے مشترکہ دشمن ہیں اور ہم مل کر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں''۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں خود اپنے ساتھیوں کو لے کر ڈیلاس پہنچ جاتا ہوں''...... جوڈی نے کہا۔

''مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا۔ وش یو گڈ لک''...... کرنل نیلسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوڈی نے رسیور رکھ دیا۔

ایک بڑی جیپ جو ویگن کی طرز پر بنائی گئی تھی سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سڑک پر کاروں اور جیپوں دونوں کا کافی رش تھا۔ بڑی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے ویگن کی طرح باقاعدہ سیٹیں تھیں جبکہ آخر میں سیٹوں کے نیچے سامان رکھنے کے لئے باقاعدہ خانے بنے ہوئے تھے۔ عقبی سیٹوں پر باقی تمام ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ پاکیشیا میں تو ایسی جیپ کہیں نظر نہیں آتی۔ یہاں تو عام چل رہی ہیں''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

''یہ یہاں بھی خاصی مہنگی ہے تو پاکیشیا میں تو ڈیوٹی اور سرچارج وغیرہ لگا کر یہ سونے کی بن جائے گی۔ پھر ایسے وہیکلز کمرشل تو

استعمال ہو سکتے ہیں انفرادی طور پر نہیں۔ ہمیں تو اس لئے کام دے
رہی ہے کہ ہم سب جیپ میں اکٹھے آ گئے ہیں ورنہ دو یا تین
کاریں یا جیپیں لینا پڑتیں اور ہمیں بکھر کر آگے بڑھنا پڑتا''۔ عمران
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے ولنگٹن سے الپاسو تک ہوائی جہاز سے
سفر کیا اور اب الپاسو سے بذریعہ جیپ گریٹ فالز جا رہے ہیں اور
بقول آپ کے گریٹ فالز سے ڈیلاس اور ڈیلاس سے فورٹ ورتھ
پہنچیں گے۔ کیا اس راستے میں کوئی چیکنگ نہیں ہو گی''...... صفدر
نے کہا۔

''پورے ڈیلاس میں چیکنگ کی جا رہی ہو گی''...... عمران نے
جواب دیا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ ڈیلاس پہنچنے سے پہلے چیکنگ نہیں ہو
گی''...... صفدر نے کہا۔

''ڈیلاس خطرناک پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کی فرنٹ سائیڈ پر
سڑک ایک ایکریمین شہر گارنٹ سے جاتی ہے۔ تمام سیاح اس
سڑک کے ذریعے ڈیلاس جاتے ہیں۔ وہاں آثار قدیمہ موجود ہے۔
ڈیلاس کے علاقے سے ایک سڑک جاتی ہے۔ یہ سڑک کامیری دریا
کے ساحل سے نکل کر ڈیلاس کے اندر جاتی ہے۔ وہاں بھی چیکنگ
ہو گی۔ پھر ڈیلاس میں فورٹ ورتھ قلعے کے بھی نگرانی کی جا رہی ہو
گی لیکن ایک اور راستہ بھی ہے جو گریٹ فالز سے فورٹ ورتھ جاتا

ہے۔ یہ قدیم دور کا راستہ ہے لیکن قدیم دور میں ڈیلاس میں خاصا
خوفناک زلزلہ آیا۔ اس کی زیادہ شدت اس علاقے میں تھی جہاں
راستہ موجود تھا۔ زلزلے کی وجہ سے یہ راستہ متروک ہو گیا۔ یہ
راستہ اس طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا کہ اسے دوبارہ راستے کی
شکل دینا ناممکن سمجھ لیا گیا اور نئے راستے اور نئی سڑکیں بنا دی گئیں
اور یہ راستہ متروک ہو گیا لیکن اب بھی خطرات پسند سیاح اس
راستے پر سفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایک رپورٹ کے مطابق
دس میں سے صرف دو اسے کراس کر لینے میں کامیاب ہو جاتے
ہیں جبکہ آٹھ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ حکومت نے وہاں
چیک پوسٹ بنائی لیکن سیاحوں کے اعتراض پر چیک پوسٹ ختم کر
دی گئی البتہ وہاں ایک بڑا سا بورڈ لگا دیا گیا جس پر سیاحوں کو اس
خطرناک راستے پر جانے سے نہ صرف منع کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی کہا
گیا ہے کہ اگر کوئی اس راستے پر جائے گا تو کسی بھی حادثے کی
صورت میں حکومت ذمہ دار نہ ہو گی اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی کلیم دیا
جائے گا اس کے باوجود لوگ اب بھی جاتے ہیں لیکن بہت کم۔ اور
ان میں سے بھی کچھ راستہ طے کرتے ہوئے ہلاک ہو جاتے ہیں
اور کچھ بچ کر نکل جاتے ہیں۔ اس لئے ادھر کسی چیکنگ کی ضرورت
ہی نہیں سمجھی گئی کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ہم دانستہ خودکشی
کرنے کی کوشش کریں گے جبکہ ہم اللہ پر بھروسہ کر کے اس راستے
کی طرف جا رہے ہیں''...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں آپ کی ڈرائیونگ پر مکمل اعتماد ہے لیکن پھر بھی اگر ہم اس راستے کی بجائے کوئی دوسرا معروف راستہ اختیار کریں تو زیادہ بہتر نہ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''پہاڑ کی چوٹی پر سے آنے والے میزائل کو ہم کیا، کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ اس لئے اگر اس راستے سے بچ نکلنے کے پانچ فیصد امکانات ہیں تو باقی راستوں پر اتنے امکانات بھی نہیں ہیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ پاکیشیا کا مشن نہیں ہے۔ ہم خواہ مخواہ دوسروں کی خاطر اپنی جانیں رسک میں ڈالے پھر رہے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم اپنی حکومت کے تحت ہیں اور حکومت کا فیصلہ ہمارے لئے قابل احترام ہے۔ حکومت احمق نہیں ہے کہ دوسروں کی خاطر اپنے آدمیوں کو خطرے میں ڈالے۔ اس سے حکومت کو کوئی ایسا فائدہ ہو رہا ہو گا جو پوری قوم کے حق میں بہتر ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ گریٹ فالز والا راستہ کتنا طویل ہے''۔ عقب میں بیٹھے چوہان نے کہا۔

''تقریباً بیس پچیس میل کے بعد ڈیلاس کا سنٹرل ایریا آ جاتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو گا کہ آپ اپنی افتادطبع کے باعث اس خطرناک ترین راستے کو ہی اختیار کریں گے اس لئے لامحالہ انہوں نے کوئی نہ کوئی خفیہ کارروائی کر رکھی ہو گی۔ شروع میں نہیں تو آخری حصے میں لازماً ایسا ہو گا تاکہ اگر ہم راستے میں حادثے کا شکار نہ ہوں اور ڈیلاس پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم مارے جا سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے اس لئے ہم یہ جیپ کچھ پہلے چھوڑ دیں گے اور پیدل آگے بڑھیں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن واپسی کے وقت اسے موڑیں گے کیسے''...... صالحہ نے کہا۔

''راستے کے اختتام سے پہلے ہی ایک ایسی جگہ آ جاتی ہے جہاں سے اسے موڑا جا سکتا ہے اور پھر اسے موڑ کر کھڑی کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو یہ ساری تفصیلات کس نے بتائی ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ آپ کئی بار اس راستے سے گزر چکے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''الپاسو میں باقاعدہ ایک تنظیم ہے جو گریٹ فالز کراسنگ کے نام سے بنائی گئی ہے۔ اس کے آفس میں باقاعدہ اس راستے کا نقشہ، اس کے خطرناک پوائنٹس سب کچھ ظاہر کیا گیا ہے۔ میں نے س آفس میں جا کر اس راستے کی فلم دیکھی ہے''...... عمران نے کہا۔

"پھر تو تمہارے لئے یہ خطرناک نہیں رہا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ انتہائی خطرناک سفر ہے۔ ہمیں پورے خلوص سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ ہمیں صحیح سلامت اس راستے سے لے جائے اور واپس بھی لے آئے"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے کیونکہ آج تک انتہائی خطرناک سے خطرناک راستوں سے گزرتے ہوئے عمران نے پہلے کبھی ایسی بات نہ کی تھی۔ اس لئے وہ سب سمجھ گئے کہ یہ راستہ واقعی انتہائی خطرناک ہے۔

"کیا ہم اس راستے کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے عبور نہیں کر سکتے"۔ صفدر نے کہا۔

"پھر ہماری داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں۔ ڈیلاس میں کم از کم دس چوکیوں پر ایسی کمپیوٹرائزڈ گنیں نصب ہیں جو گن شپ ہیلی کاپٹر تو ایک طرف لڑاکا طیارے کو بھی فضا میں ہٹ کر سکتی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ اونچے نیچے پہاڑی علاقے میں داخل ہو گئے۔

"ضروری اسلحہ جیبوں میں ڈال لو۔ اب یہاں سے ہمارا اصل امتحان شروع ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے جیپ کی عقبی طرف پڑے ہوئے تھیلوں میں سے ضروری اسلحہ نکال کر جیبوں میں ڈال لیا اور ہاتھوں میں مشین پسٹلز پکڑ لئے۔ وہ اس

طرح تنے ہوئے بیٹھے تھے جیسے پہلوان کا جسم اکھاڑے میں اترنے کے بعد تن جاتا ہے۔ اونچی نیچی پہاڑیوں سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک موڑ مڑے، سامنے ایک چیک پوسٹ آ گئی تو عمران نے جیپ روکی اور نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سامنے لکڑی کے بنے برآمدے میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ چیک پوسٹ پر کھڑے چار مسلح افراد نے جیپ کو اس طرح گھیر لیا جیسے جیپ میں کوئی ہائی پروفائل مجرم بیٹھے ہوں۔ عمران جیسے ہی برآمدے میں بیٹھے ہوئے آدمی کے پاس پہنچا تو وہ آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران چند لمحے اس سے بات کرتا رہا پھر وہ دونوں ہی سڑک کی طرف آ گئے۔

"سب کلیئر ہیں۔ جانے دو"...... اس انچارج نے کہا تو سڑک پر موجود راڈ ہٹا دیا گیا۔ عمران نے انچارج کا شکریہ ادا کیا اور جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے ایک جھٹکے سے جیپ کو آگے بڑھا دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ بہت جلدی مان گیا"...... صفدر نے کہا۔

"ان جیسوں کے لئے طاقتور لوگوں کا نام ہی کافی ہوتا ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس سر رینالڈ اس کے اعلیٰ ترین افسر ہیں اور ہم ان کے مہمان ہیں جو ڈیلاس کے آثار قدیمہ دیکھنے آئے ہیں اور یہاں کیمپنگ کریں گے۔ اب اس میں اتنی جرأت کہاں وہ سر رینالڈ کو

فون کر کے معلوم کرے اور سر رینالڈ کے مہمانوں کو انکار کرے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر رینالڈ کیسے تمہارا واقف نکل آیا۔ نجانے تم کیسے ایسے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہو''...... جولیا نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

''چند لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بڑے بڑے حاضر سروس لوگوں کے نام، ان کے خاندان کے تھوڑے بہت حالات، ان کے قریبی رشتہ داروں کے بارے میں معلومات حاصل کر لیتے ہیں اور پھر اپنی ان معلومات کا رعب دوسروں پر ڈال کر اپنے کام نکلوا لیتے ہیں۔ میں نے بھی یہاں ان کی پیروی کی ہے کیونکہ دوسری صورت میں ہماری جیپ کی تلاشی لی جاتی اور اگر ہم یہاں فائر کھول دیتے تو یہاں ہماری لاشیں پڑی ہوتیں۔ فائرنگ کی آواز پہاڑی علاقے میں بہت زیادہ گونج اٹھتی۔ اس لئے صرف انسپکٹر جنرل پولیس کے معزز مہمان بن کر ہی معاملہ طے ہو گیا''...... عمران نے جواب دیا۔

''تم واقعی شاطر ذہن کے مالک ہو۔ نجانے یہ طریقے کہاں سے سیکھ لیتے ہو''...... تنویر نے کہا۔

''حکیم لقمان سے لوگوں نے پوچھا تھا کہ آپ نے عقلمندی کہاں سے سیکھی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ احمقوں سے۔ کیونکہ وہ جو کرتے ہیں میں اس کا الٹ کرتا ہوں اور میں بھی اپنے ارد گرد موجود افراد سے ہی سیکھتا ہوں''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یہ تمہیں احمق کہہ رہا ہے اور تم ہنس رہے ہو۔ بجائے اسے ملامت کرنے کے الٹا دانت نکال رہے ہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بس تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے۔ ہنس بول لو۔ پھر ہو سکتا ہے کہ داستان بھی نہ ہو داستانوں میں''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بدشگونی کی باتیں شروع کر دی ہیں تم نے''...... جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''حقائق کا سامنا کرنا چاہئے۔ شگون بدشگون حقائق سے منہ پھیرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ گریٹ فالز وے ابھی کتنا دور ہے''...... صفدر نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''ہمیں تقریباً نصف گھنٹہ لگے گا وہاں پہنچنے میں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم دن کی روشنی میں اس راستے کو کراس کر جائیں گے یا نہیں کیونکہ اس وقت سہ پہر ہو رہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے دانستہ اس وقت کا انتخاب کیا ہے کیونکہ یہ وقت عام طور پر سیر و سیاحت سے واپس جانے کا ہوتا ہے۔ اس لئے سیکورٹی پر مامور لوگ قدرے ایزی ہو جاتے ہیں۔ باقی رہا سفر تو امید ہے

کہ شام گہری ہونے سے پہلے پہلے کور کر لیا جائے گا''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً نصف گھنٹہ بعد راستہ یکلخت ایک اونچی پہاڑی کے دامن میں جا کر ختم ہو گیا تو عمران نے دائیں ہاتھ پر جیپ موڑ دی اور اس پہاڑی کے اختتام تک پہنچ گیا اور پھر اس نے جیسے ہی جیپ کو موڑا۔

''روکو۔ روکو اسے۔ فوراً روکو''...... یکلخت جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے فوراً فل بریک لگا دی اور جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

''کیا ہوا ہے''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔ باقی ساتھی بھی حیرت بھری نظروں سے جولیا کو دیکھ رہے تھے۔

''یہ۔ یہ کیسا راستہ ہے۔ لگتا ہے تم جیپ نیچے گہرائی میں لے جا رہے ہو۔ یہ کیسا راستہ ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اصل راستہ تو آگے ہے۔ یہ تو بڑا محفوظ راستہ ہے۔ صرف یہ مسلسل گہرائی میں جاتا ہے لیکن آگے کے ایک موڑ کو مڑ کر جو راستہ آئے گا اسے دل گردے سے پار کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا اور جیپ آگے بڑھا دی۔ جیپ مسلسل گہرائی میں اترتی چلی جا رہی تھی۔ ایک سائیڈ پر پہاڑی تھی جبکہ دوسری طرف معمولی گہرائی تھی۔ راستہ اتنا چوڑا تھا کہ اس جیسی دو جیپیں اکٹھی اس پر چل سکتی تھیں لیکن یہ راستہ واقعی محفوظ تھا مگر جس تیزی سے جیپ گہرائی میں جا رہی تھی اس سے جیپ میں سوار افراد کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے

جیپ کسی کنوئیں میں گر رہی ہو لیکن پھر وہ موڑ آ گیا جس کا عمران نے ذکر کیا تھا۔ واقعی وہاں پہنچ کر جیسے ہی عمران نے جیپ کو موڑا تو ایک بار پھر جولیا چیخ اٹھی اور اس بار صالحہ نے بھی اس کا ساتھ دیا تو عمران نے جیپ روک دی۔

''اب کیا ہو گیا ہے۔ لگتا ہے تمہارا ایسے راستے سے پہلے کبھی پالا نہیں پڑا''...... عمران نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ راستہ ہے۔ اسے تم راستے کہتے ہو نانسنس۔ کیا تم ایکریمیا کے ساتھ مل کر سازش کر رہے ہو۔ کیا تم پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر دینا چاہتے ہو۔ چلو واپس۔ میں تمہیں آگے جانے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی''...... جولیا نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اگر میں تنویر کو ڈرائیونگ دے دوں تو وہ آنکھیں بند کر کے اس راستے پر جیپ چلا کر لے جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ یہ راستہ ہی نہیں ہے۔ یہ صریحاً خودکشی ہے''...... تنویر نے شاید جولیا کی حمایت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

''باقی تم لوگ کیا کہتے ہو۔ بولو''...... عمران نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے اپنے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ واقعی حد درجہ خطرناک راستہ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو سنو۔ جو ساتھی جیپ میں بیٹھ کر آگے بڑھنا چاہتے ہوں وہ

بیٹھے رہیں اور جو ڈرتے ہوں وہ اتر کر جیپ کے پیچھے پیدل چل کر آئیں۔ پیدل چلنے والوں کے لئے یہ محفوظ راستہ ہے البتہ پچیس تیس میل پیدل چلنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''تم کوئی اور راستہ اختیار نہیں کر سکتے''...... جولیا نے کہا۔

''سوری جولیا۔ مجھے تم سے ایسی امید نہ تھی کہ تم بچوں کی طرح خوفزدہ ہو کر رونا پیٹنا شروع کر دو گی۔ صالحہ کی حد تک تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تم تو نجانے کتنی مرتبہ اس سے بھی زیادہ کٹھن راستوں سے گزر چکی ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ صریحاً موت کا راستہ ہے۔ اگر تم بضد ہو تو ٹھیک ہے چلو۔ جو ہو گا اکٹھے ہی ہو گا''...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ جولیا کے اس فقرے سے کہ جو ہو گا اکٹھے ہی ہو گا، سے وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا کا اصل مقصد اس فقرے سے کیا ہے۔

''تم کیا کہتی ہو صالحہ''...... عمران نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں اکیلی تو کچھ نہیں کر سکتی۔ میں تو سب کے ساتھ ہوں البتہ میں آنکھیں بند رکھوں گی''...... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''موت سے مت ڈرا کرو۔ موت اپنے مقررہ وقت پر ہی آتی ہے اور جب اس کا وقت آ جاتا ہے تو پھر کوئی آدمی یا کوئی مشین یا

کوئی چیز اس سے بچا نہیں سکتی اور جب تک وقت نہ آئے موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور ہمارا جس پیشے سے تعلق ہے اس میں موت تو ہمارے ساتھ ساتھ چلتی ہے''...... عمران نے کہا تو صالحہ نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جیپ کو آگے بڑھایا تو صالحہ اور جولیا دونوں نے نہ صرف آنکھیں بند کر لیں بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح چمٹ گئیں جیسے صدیوں کے بعد ایک دوسرے سے مل رہی ہوں۔ عمران کے چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی ابھر آئی تھی اور وہ اس طرح بیٹھا جیپ چلا رہا تھا جیسے جیپ کے علاوہ باقی ساری دنیا کا وجود عدم وجود میں تبدیل ہو گیا ہو۔ عمران کے سارے ساتھی بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا انداز ایسے تھا جیسے انہوں نے سانس بھی روک رکھے ہوں کیونکہ وہ سب دیکھ رہے تھے کہ جیپ جس راستے پر چل رہی ہے وہ راستہ ایک پتلی سی لکیر جیسا تھا۔ ایک سائیڈ پر تو پہاڑی تھی لیکن دوسری طرف خوفناک گہرائیاں تھیں۔ ایسی گہرائیاں جن کی کوئی انتہا نہ تھی اور جیپ کا ایک پہیہ پہاڑی کے ساتھ لگ کر چل رہا تھا اور دوسرا پہیہ کٹے پھٹے راستے کے آخری حصے پر چل رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران کے ہاتھ کی معمولی سی جنبش پوری جیپ کو اتھاہ گہرائیوں میں لے جائے گی جہاں سے بچ نکلنا ناممکن تھا۔ لیکن جیپ کافی رفتار سے چل رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ اچھل پڑتی تو سب کے دل حلق میں آ جاتے تھے لیکن پھر وہ

سنبھل جاتی تو سب کے دلوں کو قرار آ جاتا۔

''ارے بڑا خوبصورت نظارہ ہے۔ ایسے نظارے روز روز دیکھنے کو نہیں ملتے''...... یکلخت خاموشی میں عمران کی آواز سنائی دی تو سب کو یوں محسوس ہوا جیسے خاموشی میں کوئی خوفناک دھماکہ ہو گیا ہو۔

''عمران صاحب۔ پلیز پوری توجہ سے جیپ چلائیں''...... صفدر جیسے آدمی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم بولتے رہو گے تو مجھے نیند نہیں آئے گی ورنہ ایک ہی حالت میں بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ جائے گی۔ تمہیں معلوم ہے کہ کارمن میں سڑکیں سینکڑوں میلوں تک سیدھی چلی جاتی ہیں اس لئے ٹرک اور کاریں چلانے والوں کو سٹیرنگ نہیں موڑنا پڑتا۔ اس لئے وہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے ہیں اس لئے حکومت نے تمام کاروں اور ٹرکوں میں خصوصی ریڈیو نصب کرائے ہوئے ہیں جو چلتے رہتے ہیں تو ڈرائیور کو نیند نہیں آتی''...... عمران نے الٹا مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ کو اگر واقعی نیند آ رہی ہے تو جیپ روک کر پیچھے آ جائیں۔ میں چلاتا ہوں جیپ''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ تم مجھ سے اچھے ڈرائیور نہیں ہو۔ مجھ سے اچھا ڈرائیور تنویر ہے۔ کیوں تنویر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ میں اچھا ڈرائیور ضرور

ہوں لیکن تم سے اچھا نہیں''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر کی یہی عادت اچھی ہے کہ وہ غلط بیانی نہیں کرتا۔ چاہئے اپنے خلاف بات کرنا پڑے۔ کھل کر کر دیتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''خاموش رہو۔ مت باتیں کرو''...... یکلخت جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

''آرڈر از آرڈر۔ ڈپٹی چیف کا آرڈر ہے''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی جیپ یکلخت اس طرح اچھلی جیسے اس کے پہیوں کے نیچے سے زمین غائب ہو گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے جیپ کو تیزی سے گھوم کر گہرائی کی طرف جاتے دیکھا اور پھر فضا بے اختیار بلند ہونے والی انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ صفدر سمیت تمام ساتھیوں کے حلق سے ہذیانی سی چیخیں نکل رہی تھیں کیونکہ جیپ اب واضح طور پر راستے سے ہٹ کر گہرائیوں میں گرتی چلی جا رہی تھی اور وہ سب اپنا انجام بخوبی جانتے تھے۔

ورتھ فورٹ ڈیلاس میں قدیم دور کا بنا ہوا ایک قلعہ تھا جس کا جہازی سائز کا اور غیر معمولی بڑا پھاٹک تھا جو پہلے لکڑی کا ہو گا لیکن اب فولاد کا بنا ہوا تھا۔ قلعے کے اندر زیر زمین رہائش گاہیں جن کے راستے کمپیوٹر کنٹرولڈ تھے۔ ان کمروں میں ایسے قیدیوں کو رکھا جاتا تھا جو ملک سے غداری کے مرتکب ہوتے تھے اور اس قلعے کو اس لئے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا کہ یہاں قدم قدم پر مشینری کا استعمال اس انداز میں کیا گیا تھا کہ ان کمروں سے باہر پھر قلعے سے باہر جانے کے لئے خصوصی چپ کی ضرورت ہوتی تھی اور یہ چپ قلعے کے سیکورٹی انچارج کے پاس ہوتی تھی جو صرف اسے دی جاتی تھی جسے سرکاری طور پر باہر جانے کی اجازت دی جاتی تھی لیکن گزشتہ ڈیڑھ ہفتے سے اس قلعے میں موجود قیدیوں کو وہاں سے شفٹ کر دیا گیا تھا۔ قلعے کی باقاعدہ صفائی کرائی گئی تھی اور پھر

یہاں پراگ کے ڈاکٹر جیمز کو لایا گیا تھا تاکہ آئندہ چھ ماہ تک ڈاکٹر جیمز یہاں رہ سکے۔ اس کے ذہن کو مشینری سے پڑھا گیا تھا۔ اس لئے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر جیمز ماہر معدنیات ہونے کے ساتھ ساتھ خاصے رومان پسند واقع ہوئے ہیں اور مخصوص فگرز کی خواتین ان کی کمزوری ہیں۔ ڈاکٹر جیمز کا کردار خراب نہیں تھا لیکن وہ ایسی خواتین کی کمپنی کو بے حد انجوائے کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں سفر نامے پڑھنے کا بھی بے حد شوق تھا۔ ان کے یہ شوق معلوم ہونے پر ایکریمیا نے انہیں قلعے میں رکھا تھا۔ ان کے ساتھ ان کی پسندیدہ فگرز کی حامل دس خوبصورت لڑکیاں بھی یہاں پہنچا دی گئی تھیں اور سفر ناموں پر مبنی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ اور کرانس کی بنی ہوئی ایک مخصوص ٹیسٹ کی شراب بھی وافر مقدار میں پہنچا دی گئی تھی۔ چونکہ ڈاکٹر جیمز کے ذہن میں یہ بات مشینری کے ذریعے فیڈ کر دی گئی تھی کہ اس قلعے سے باہر ان کی زندگی کو خطرہ ہے اس لئے وہ اس قلعے سے باہر نہیں جائیں گے۔ اگر جائیں گے تو مارے جائیں گے اس لئے وہ ویسے ہی باہر جانے سے گھبراتے تھے۔ البتہ یہاں موجود دس کمروں میں سے تین ان کے استعمال میں تھے جن میں سے ایک کمرے میں ڈاکٹر جیمز کی رہائش تھی جبکہ باقی دو کمروں میں لڑکیاں رہتی تھیں۔ گو ان لڑکیوں کا زیادہ وقت ڈاکٹر جیمز کے کمرے میں ان کے ساتھ ہی گزرتا تھا لیکن کبھی کبھی ڈاکٹر جیمز خود چل کر ان لڑکیوں کے کمرے میں چلا جاتا تھا اور پھر

ان کے جمگھٹے میں بیٹھ کر وہ ان سے دل کھول کر باتیں کرتا، شراب پیتا اور بالکل نوجوانوں کے انداز میں ماحول کو انجوائے کرتا تھا۔ ورتھ فورٹ کے سیکورٹی انچارج کرنل جانسن کا تعلق تو ملٹری انٹیلی جنس سے تھا۔ پہلے کرنل جانسن یہاں اپنے چار آدمیوں کے ساتھ رہتا تھا اور دو کمرے ان کی تحویل میں رہتے تھے لیکن جب ڈاکٹر جیمز کو یہاں شفٹ کیا گیا تو صرف کرنل جانسن کو یہاں رکھا گیا کیونکہ وہ طویل عرصے سے ورتھ فورٹ کا سیکورٹی انچارج چلا آ رہا تھا اس لئے اسے اس قلعے کے ایک ایک چپے کا علم تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کو واپس بھجوا دیا تھا۔ چونکہ قلعے میں نصب مشینری کی وجہ سے یہاں زیادہ افراد کی ضرورت نہ تھی اس لئے صرف کرنل جانسن ہی یہاں موجود تھا جبکہ بلیک سٹار کا رالف بھی ڈاکٹر جیمز کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اسے کرنل جانسن کا اسسٹنٹ بنا دیا گیا تھا اور اس کا کام ٹرانسمیٹر پر بلیک سٹار کے چیف کرنل نیلسن کو ڈاکٹر جیمز کے بارے میں رپورٹ دینا تھا۔ یہ دونوں ایک ہی آفس میں بیٹھتے تھے جو گیٹ کے قریب تھا اور اس آفس کے پیچھے دو کمرے تھے جن میں سے ایک میں کرنل جانسن اور دوسرے میں رالف رہائش پذیر تھا۔ اس وقت بھی وہ دونوں آفس میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔

''کرنل جانسن۔ ڈاکٹر جیمز کو ان دس لڑکیوں کی رفاقت حاصل ہے اور ہمارے پاس ایک بھی نہیں ہے''...... رالف نے شراب کا

گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو کرنل جانسن بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ڈیوٹی پر ہو رالف۔ اس لئے ڈیوٹی کے دوران ایسی سہولیات مہیا نہیں کی جا سکتیں''...... کرنل جانسن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ وہ دونوں چونکہ دن رات اکٹھے رہتے تھے اس لئے ان کے درمیان خاصی بے تکلفی پیدا ہو چکی تھی۔

''ویسے ہے یہ ظلم کہ بوڑھا ڈاکٹر جیمز تو ان لڑکیوں کے ساتھ رہے اور ہم جوان اکیلے بیٹھے مکھیاں مارتے رہیں''...... رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے رالف۔ اس لئے ہر وقت ہر قسم کے حالات کے لئے تیار رہا کرو۔ ہمارے دشمنوں نے ہمیں معاف نہیں کرنا بلکہ اب تو میں سوچ رہا ہوں کہ رات کے وقت ہم میں سے ایک جاگا کرے گا اور دوسرے روز دوسرا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گہری نیند کی وجہ سے سائرن ہمیں ہوشیار نہ کر سکیں اور معاملات خراب ہو جائیں''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''تم کتنے عرصے سے سیکورٹی میں ہو''...... رالف نے کہا تو کرنل جانسن چونک پڑا۔

''اٹھارہ بیس سالوں سے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''۔ کرنل جانسن نے کہا۔

''اتنے طویل عرصے کے بعد بھی تم ایسی باتیں کر رہے ہو جیسے ہی ابھی سیکورٹی جوائن کی ہو تم نے۔ ہم لوگوں کی نیند ویسے بھی

گھری نہیں ہوتی۔ معمولی سی آواز بھی ہمیں بیدار کر دیتی ہے اور سائرن تو پھر سائرن ہوتے ہیں''...... رالف نے کہا تو کرنل جانسن بے اختیار ہنس پڑا۔

''سائرن کی تو میں نے ویسے ہی بات کر دی ہے لیکن اگر سائرن بجائے بغیر وہ اندر داخل ہو گئے تو پھر''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''کیا وہ مکھیاں ہیں یا مچھر کہ اندر آ جائیں گے۔ قلعے کی فصیلیں اتنی اونچی ہیں کہ شاید پرندہ بھی اسے کراس نہ کر سکے۔ گیٹ فولاد کا ہے اور اس پر ریز موجود ہیں بلکہ پورے قلعے میں سوائے ان کمروں کے جن میں ہمارا آفس ہے یا ہماری رہائش ہے اور نیچے تین کمرے جن میں ڈاکٹر جیمز اور ان لڑکیوں کی رہائش ہے۔ باقی چپے چپے پر سیکورٹی آلات نصب ہیں۔ اب تم خود بتاؤ کہ پاکیشائی ایجنٹس کیسے اندر داخل ہوں گے اور دوسری بات یہ کہ قلعے کے ایک طرف اونچی پہاڑی ہے۔ اس پر کوئی انسان نہیں چڑھ سکتا کیونکہ وہ سلیٹ کی طرح سیدھی ہے اور باقی تینوں اطراف میں گہری اور چوڑی ڈھلوانیں ہیں جنہیں کسی صورت کراس نہیں کیا جا سکتا اور اگر کراس کر بھی لیا جائے تو اندر نہیں آیا جا سکتا۔ میرا تو خیال ہے کہ ایسے قلعے میں ہماری موجودگی بھی صرف تکلف کے طور پر ہے ورنہ یہاں کسی سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر ڈیلاس پہاڑی پر ہر طرف مسلح افراد پہرہ دے رہے ہیں۔ اب تم خود بتاؤ

کہ یہاں تک کون پہنچے گا''...... رالف نے کہا۔

''لیکن تمہارا چیف تو اس طرح پریشان رہتا ہے جیسے پاکیشیائی ایجنٹ پھونک مار کر قلعہ فتح کر لیں گے''...... کرنل جانسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ چیف نامی مخلوق ہر معاملے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی عادی ہوتی ہے اور ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ماتحتوں کو الرٹ رکھا جائے۔ اس لئے ہمارا چیف بھی ایسی باتیں کرتا ہے جیسے قلعہ کاغذ کا بنا ہوا ہو اور ڈاکٹر جیمز سڑک پر بیٹھا پاکیشیائی ایجنٹوں کا انتظار کر رہا ہو''...... رالف نے کہا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر پاکیشیائی ایجنٹوں سے ایکریمیا جیسی سپر پاور کی ایجنسیاں اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں۔ پاکیشیا تو پسماندہ سا ایشیائی ملک ہو گا۔ اس کی سرزمین میں آخر ایسی کیا بات ہے کہ اس کے نام سے ہی خوف کھایا جا رہا ہے''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ اس قلعے کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے''...... رالف نے اچانک کہا تو کرنل جانسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''خفیہ راستہ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ویسے ہی ایک خیال آ گیا تھا ذہن میں''...... رالف نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے''...... کرنل جانسن نے کہا۔

’’جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ لازماً کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ ڈھونڈ نکالیں گے اور ہم بیٹھے باتیں کرتے رہ جائیں گے اور وہ ڈاکٹر جیمز کو اس خفیہ راستے سے نکال کر لے جائیں گے‘‘...... رالف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ جب کوئی راستہ ہے ہی نہیں تو وہ کہاں سے ڈھونڈ لیں گے‘‘...... کرنل جانسن نے کہا۔

’’یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی قلعے میں خفیہ راستہ یا سرنگ نہ ہو۔ ہمیشہ ایسے قلعوں میں خفیہ سرنگیں اور خفیہ راستے بنائے جاتے ہیں۔ اس میں بھی بنائے گئے ہوں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تمہیں اس بارے میں بتایا ہی نہ گیا ہو‘‘...... رالف نے جواب دیا۔

’’تم تو میری توقع سے بھی زیادہ ہوشیار ثابت ہو رہے ہو۔ میں تو سیکورٹی قانون کے تحت تمہارے سامنے انکار کر رہا تھا ورنہ ایسے دو راستے تھے لیکن طویل عرصہ پہلے ان راستوں کو باقاعدہ نہ صرف بلاک کر دیا گیا ہے بلکہ وہاں بھی مشینری نصب کر دی گئی ہے تاکہ باہر سے اگر کوئی اسے کھولنے کی کوشش کرے تو ہمیں یہاں بیٹھے اطلاع بھی مل جائے گی اور ہم اسے ریز فائر کر کے ہلاک بھی کر سکتے ہیں‘‘...... کرنل جانسن نے کہا۔

’’پھر ٹھیک ہے۔ پھر واقعی قلعہ محفوظ ہے‘‘...... رالف نے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جانسن نے رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ کرنل جانسن بول رہا ہوں‘‘...... کرنل جانسن نے کہا۔ فون میں لاؤڈ سپیکر کا بٹن مستقل پریسڈ رہتا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز رالف کی بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

’’کرنل نیلسن بول رہا ہوں۔ رالف یہاں موجود ہو گا۔ اسے رسیور دیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جانسن نے منہ بناتے ہوئے رسیور سائیڈ پر بیٹھے ہوئے رالف کی طرف بڑھا دیا۔

’’یس چیف۔ رالف بول رہا ہوں‘‘...... رالف نے کہا۔

’’سیکورٹی کی کیا پوزیشن ہے‘‘...... چیف نے پوچھا۔

’’آل از اوکے‘‘...... رالف نے کرنل جانسن کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

’’الپاسو چیک پوسٹ سے ہمارے آدمی نے اطلاع دی ہے کہ سیاحوں کی ایک بڑی جیپ یہاں سے گزر کر آگے گریٹ فالز کی طرف گئی ہے۔ اس بڑی جیپ میں دس افراد سوار تھے جن میں سے دو عورتیں اور آٹھ مرد تھے۔ جیپ کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی اسلحہ وغیرہ نہیں ملا۔ ان کے کاغذات بھی درست تھے اس لئے انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی البتہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس جیپ کے ڈرائیور نے جب اتر کر اپنے کاغذات چیک کرائے تو اس کا قدوقامت پاکیشیائی ایجنٹ عمران سے ملتا جلتا تھا۔ گروپ کی تعداد بھی وہی تھی اور دو عورتوں اور آٹھ افراد والی بات بھی وہی تھی اس لئے ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسے چیک کرایا گیا تو یہ جیپ کہیں نظر

نہیں آئی۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ یہ لوگ جیپ سمیت گریٹ فالز کی سینکڑوں فٹ گہرائیوں میں گر چکے ہیں اور یقیناً ان کے اور جیپ کے پرخچے اڑ گئے ہوں گے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ گریٹ فالز کے راستے کو کراس کر گئے ہوں لیکن پھر یہ سنٹرل ڈیلاس پہنچ جاتے جہاں ہر طرف چیکنگ کی جا رہی ہے اور مسلح افراد ہر پہاڑی اور ہر بڑی چٹان کے پیچھے بیٹھے نگرانی کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ان سب کی آنکھوں سے بچ نہیں سکتے تھے لیکن یہ لوگ وہاں نہیں پہنچے۔ الپاسو چیک پوسٹ بھی انہوں نے کراس کی ہے اور واپس بھی نہیں گئے۔ اس سے لامحالہ پہلی صورت والا نتیجہ نکلتا ہے اور یہ نتیجہ درست ہو گا کہ یہ لوگ جیپ سمیت گہرائیوں میں گر کر ختم ہو چکے ہیں۔ اب چونکہ شام ہونے والی ہے اس لئے کل صبح گہرائیوں میں آدمیوں کو ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اتار کر چیکنگ کی جائے گی''...... چیف کرنل نیلسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ہو سکتا ہے کہ وہ گریٹ فالز کی طرف آنے کی بجائے راستے میں ہی الپانو کی طرف چلے گئے ہوں''...... رالف نے کہا۔

''صبح سب چیکنگ کر لی جائے گی۔ میں نے تمہیں اس لئے اطلاع دی ہے کہ بہرحال یہ لوگ اس علاقے میں دیکھے گئے ہیں۔ اس لئے تم نے اس وقت تک ریڈ الرٹ رہنا ہے جب تک ان لوگوں کی لاشیں نہ مل جائیں۔ گڈ بائی''...... کرنل نیلسن نے کہا اور

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رالف نے رسیور رکھ دیا۔

''میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ لوگ گریٹ فالز کی طرف آ کر کیا کریں گے۔ گریٹ فالز کا راستہ ناقابل عبور ہے اور اس راستے پر سفر کرنا صریحاً خودکشی کے مترادف ہے۔ اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس راستے پر سفر کیا ہے تو یہ ان کی اجتماعی خودکشی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''یہاں سے گریٹ فالز کے راستے کا فاصلہ کتنا ہو گا''۔ رالف نے پوچھا۔

''کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل جانسن نے چونک کر کہا۔

''تم بتاؤ تو سہی''...... رالف نے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ دو کلو میٹر ہو گا لیکن پہاڑی راستہ ہے اس لئے دشوار گزار ہے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''اس لئے کہ اگر ہم ان کی لاشیں تلاش کریں اور ان کی تصاویر بنا لیں تو چیف پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈالا جا سکتا ہے''...... رالف نے کہا تو کرنل جانسن بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔ وہ لوگ تو پہلے ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم اگر انہیں ہلاک کرتے تو اور بات تھی''...... کرنل جانسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ملٹری انٹیلی جنس میں فرق نہ پڑتا ہو گا۔ ہماری ایجنسیوں میں تو اس بات کا بھی بڑا فرق پڑتا ہے کہ سب سے پہلے دشمنوں کی لاشیں کس نے دریافت کی ہیں۔ ترقیاں اور انعام مل جاتے ہیں''...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو چلو پھر چلے چلتے ہیں۔ میرے پاس جیپ ہے۔ یہاں تو سب کچھ آٹو میٹک ہے۔ کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ تمہاری ترقی ہوتی ہے تو پھر یہاں بیٹھے رہنے کا کیا فائدہ''...... کرنل جانسن نے تیار ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہاں اندھیرا بھی تو ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں ٹارچیں ساتھ لے لینی چاہئیں''...... رالف نے کہا۔

''ارے ہاں۔ ایک بات اور۔ اس راستے پر کم از کم میں جیپ نہیں چلا سکتا۔ وہاں ہمیں پیدل آگے بڑھنا پڑے گا اور یہ راستہ پچیس تیس میل طویل ہے اس لئے چلو چھوڑو۔ رہنے دو۔ اگر ہیلی کاپٹر ہوتا تو دوسری بات تھی''...... کرنل جانسن نے کہا تو رالف کا منہ لٹک گیا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو''...... رالف نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو کرنل جانسن اس کا انداز دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

''نجانے کیا بات ہے کہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا چھوٹا بھائی یاد آ جاتا ہے۔ وہ بھی تمہاری طرح چھوٹی سی بات پر منہ لٹکا لیتا تھا۔ چلو اب ہنس دو۔ میں ہیلی کاپٹر منگواتا ہوں''...... کرنل جانسن نے کہا تو

رالف واقعی بچوں کی طرح خوش ہو گیا۔

''لیکن ہیلی کاپٹر کو کہیں فضا میں ہی تباہ نہ کر دیا جائے''۔ رالف نے کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کا ہیلی کاپٹر ہو گا اور اس پر موٹے موٹے حروف میں لکھا ہوا بھی ہے۔ ویسے بھی گنز کے استعمال سے پہلے ٹرانسمیٹر پر بات کی جاتی ہے''...... کرنل جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہاں گہرائیوں میں ہیلی کاپٹر کو اتارا جا سکے گا''...... رالف نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں سیڑھی نیچے لٹکا کر اس کے ذریعے نیچے جانا پڑے گا یا شاید وہاں اتنی جگہ مل جائے کہ ہیلی کاپٹر لینڈ کر جائے''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ ہم کیمرہ بھی ساتھ لے لیتے ہیں اور سیل فون بھی۔ تا کہ ہم وہاں کی تصاویر بھی بنا لیں اور وہیں سے چیف کو اطلاع بھی دے دیں''...... رالف نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور کرنل جانسن نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

جیپ میں سوار عمران کے ساتھی انتہائی خطرناک راستے کی وجہ
سے تقریباً سانس روکے بیٹھے ہوئے تھے۔ گو ان سب کو عمران کی
ڈرائیونگ میں مہارت پر مکمل اعتماد تھا لیکن راستہ واقعی اس قدر
خطرناک تھا کہ عمران کے ہاتھوں کی معمولی سی غلط حرکت سے وہ
جیپ سمیت انتہائی گہرائیوں میں گر سکتے تھے اور انہیں بخوبی علم تھا
کہ ایسا ہونے کی صورت میں ان کے بچ نکلنے کے ایک فیصد بھی
چانس نہیں ہو سکتا۔ گو ان کا کام ایسا تھا کہ انہیں زندگی میں بے شمار
دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑتا تھا اور انتہائی خطرناک سچویشن
سے نمٹنا پڑتا تھا لیکن یہ راستہ واقعی ان سب سے زیادہ دشوار گزار
اور خطرناک نظر آ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جولیا اور صالحہ تو بہرحال
خواتین تھیں لیکن صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے بھی سانس روکے
ہوئے تھے۔ وہ سب اس طرح ساکت و صامت بیٹھے ہوئے تھے

جیسے ان کی معمولی سی حرکت سے جیپ الٹ کر ہزاروں فٹ نیچے
پہاڑی چٹانوں پر جا گرے گی۔ عمران بھی خاموش تھا۔ گو اس کے
چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے لیکن کسی تشویش کے کوئی
تاثرات نہ تھے۔ جولیا اور صالحہ جو آپس میں لپٹی ہوئی بیٹھی تھیں
اب علیحدہ ہو کر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی نظریں سامنے نظر آنے
والے راستے پر اس طرح جمی ہوئی تھیں کہ وہ پلکیں بھی آہستگی سے
جھپکا رہی تھیں۔ شاید ان کے ذہن میں اس حد تک خوف جا گزیں
ہو چکا تھا کہ اگر انہوں نے تیزی سے پلکیں جھپکائیں تو جیپ ڈول
جائے گی اور نیچے گہرائیوں میں جا گرے گی۔ پھر ان سب نے
عمران کے جسم کو یکلخت تنتے ہوئے دیکھا لیکن اسی لمحے جولیا اور
صالحہ کی نظروں سے سامنے والا راستہ یکلخت غائب ہو گیا۔ وہاں
اب راستے کی جگہ گہرائیاں تھیں۔ راستہ اچانک ختم ہو گیا تھا۔
دونوں کے حلق سے ابھی ہلکی سی چیخ نکلی تھی کہ یکلخت جیپ اس
پوائنٹ پر پہنچ کر ایک تیز جھٹکے سے مڑی اور پھر ہوا میں تیرتی ہوئی
نیچے گہرائیوں میں گرتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی فضا انسانی
چیخوں سے گونج اٹھی۔ انتہائی دہشت زدہ چیخیں۔ یہ دہشت زدہ
چیخیں جولیا اور صالحہ کے ساتھ ساتھ عمران کے باقی ساتھیوں کے
منہ سے بے اختیار نکل رہی تھیں کیونکہ اب موت بہرحال سو فیصد
یقینی ہو چکی تھی۔ جولیا اور صالحہ چیخنے کے ساتھ ساتھ لاشعوری طور پر
اس طرح ایک دوسرے سے چمٹ گئیں جیسے انہوں نے مل کر مرنے

کا فیصلہ کر لیا ہو یا دونوں ایک دوسرے کو اس طرح بچا لیں گی لیکن اسی لمحے عمران کا زوردار قہقہہ انسانی چیخوں پر ایک لحاظ سے چھا گیا اور اس کے ساتھ ہی جیپ زمین سے ٹکرا کر اوپر کو اچھلی اور پھر نیچے گر کر ایک زوردار جھٹکا کھا کر ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ عمران ابھی تک ہنس رہا تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کے چہرے دیکھنے والے ہو گئے تھے۔ وہ نہ صرف حیرت بھری اور یقین نہ آنے والی نظروں سے اپنے آپ کو دیکھ رہے تھے بلکہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگا کر یقین دلا رہے تھے کہ وہ سب واقعی موجود بھی ہیں اور زندہ بھی ہیں۔

''واہ۔ یہ ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ جس کا رعب تمام ایجنسیوں پر ہے۔ واہ''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ دوبارہ راستہ۔ یہ کیا ہے۔ وہ تو جیپ نیچے گر گئی تھی۔ پھر یہ۔ یہ''...... جولیا نے انتہائی بے ربط سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہم۔ ہم مر چکے ہیں۔ واقعی مر چکے ہیں''...... صالحہ کے منہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بازو پر اس طرح چٹکی بھری جیسے اپنے آپ کو چیک کر رہی ہو کہ وہ واقعی زندہ ہے یا نہیں۔ جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر سمیت صدیقی اور باقی ساتھی اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کی قوت گویائی کہیں غائب ہو گئی ہو۔ وہ بس آنکھیں پھاڑے خاموش بیٹھے عمران اور اس

کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی جولیا اور صالحہ کو دیکھ رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہم تو واقعی دل چھوڑ گئے تھے۔ یہ کیا ہوا ہے''...... اچانک صفدر نے اس طرح چیخ مار کر بات کی جیسے اس کی قوت گویائی واپس آ گئی ہو اور وہ فوراً اپنی بات اس طرح مکمل کرنا چاہتا ہو جیسے اسے خطرہ ہو کہ فقرہ مکمل ہونے سے پہلے پھر اس کی قوت گویائی غائب ہو جائے گی۔

''میں نے پہلی بار تم سب کو اس انداز میں چیختے ہوئے دیکھا ہے۔ کیا تم موت سے ڈرتے ہو جبکہ مسلمان کی تو نشانی یہی ہے کہ وہ موت سے نہیں ڈرتا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مکمل یقین ہوتا ہے۔ فانی دنیا سے لافانی دنیا کی طرف روانگی کا نام موت ہے۔ بہرحال یہ راستہ ہے ہی ایسا۔ اچانک ختم ہو جاتا ہے اور دائیں سائیڈ پر نیچے گہرائی میں پھر راستہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ یہاں باقاعدہ ڈھلوان اس قدر خطرناک ہے کہ بچ جانے کا ایک فیصد امکان جو اب تک چلا آ رہا تھا وہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور گاڑیاں الٹ کر سائیڈ پر موجود گہرائیوں میں گر کر تباہ ہو جاتی ہیں اس لئے میں نے اس ڈھلوان پر گاڑی موڑنے کی بجائے پہلے ہی گھما دی اور جیپ چونکہ چوڑائی کی نسبت لمبائی میں زیادہ ہے اس لئے وہ الٹنے کی بجائے ہوا میں تیرتی ہوئی اس طرح نیچے گر گئی جیسے بچہ کسی چلتی ہوئی کھلونا کار کو خود اٹھا کر دوسرے راستے پر رکھ دیتا ہے۔ اب ایک اور خطرہ موجود تھا کہ جب نیچے جا کر پہیئے سڑک سے

ٹکرائیں گے تو جیپ پھر اچھل کر الٹ جائے گی لیکن میں نے گاڑی کا فرنٹ قدرے پہاڑی کی طرف ترچھا رکھا ہوا تھا اس لئے جمپ کھا کر بھی جیپ نہ الٹی اور پھر دوبارہ راستے پر دوڑنے لگ گئی''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ پہلے اس راستے سے گزر چکے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''نہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ الپاسو میں اس راستے پر جیپ یا کار چلانے کا مقابلہ بھی ہوتا ہے اور باقاعدہ ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے جو یہ مقابلے کراتی ہے۔ اس کے آفس میں اس کا پورا نقشہ لگا ہوا ہے جس میں یہ سب مشکلات اور رکاوٹوں کی نشاندہی کی گئی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم پہلے بتا دیتے کہ راستہ اچانک ختم ہو جائے گا اور نیا راستے نیچے دائیں طرف گہرائی میں ہے۔ تم نے جان بوجھ کر ہمیں خوفزدہ کیا ہے۔ اگر تمہیں پہلے سے معلوم نہ ہوتا تو تمہاری چیخیں بھی سنائی دے رہی ہوتیں''...... جولیا نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی عمران پر غصہ آ رہا تھا کہ اس کی اس حرکت وجہ سے ان کی بے اختیار چیخیں نکل گئیں اور انہیں شرمندہ ہونا پڑا۔ اس کے چہرے پر شرمندگی کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

''مس جولیا۔ آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم سب

کا ردعمل انسانوں جیسا تھا۔ ہم بنیادی طور پر انسان ہی ہیں چاہئے ہم نے کتنی ہی تربیت لے رکھی ہو لیکن ہمیں خوشی ہے کہ ہم انسانوں کی سطح سے نیچے نہیں گرے۔ اگر عمران صاحب ہمیں پہلے بتا دیتے تو ہمارا ایسا ردعمل نہ ہوتا لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر عمران صاحب کو خود اس ٹرن کا علم نہ ہوتا تو ان کی چیخ ہم سب کی چیخوں سے بلند ہوتی''...... صفدر نے جولیا کے چہرے پر شرمندگی دیکھ کر اسے لیول کرنے کے لئے کہا۔

''عمران تو ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ کیوں پہلے بتاتا''...... تنویر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری کہ میں نے تمہاری چیخوں کی ریکارڈنگ نہیں کی ورنہ چیخوں کے عالمی مقابلے میں تم سب پہلے نمبر پر ہوتے۔ بہرحال اب پیشگی بتا رہا ہوں کہ ہم ایک چھوٹا سا موڑ مڑ کر گریٹ فالز کے اختتام پر پہنچ جائیں گے اور وہاں کھلی وادی ہے اور ورتھ فورٹ کا مین گیٹ اس طرف موجود ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیا ہم اس مین گیٹ سے اندر جائیں گے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''وہاں بینڈ باجہ موجود ہو گا جو ہمارے استقبال کے لئے تیار بیٹھا ہو گا''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کو تیزی سے موڑا اور پھر کچھ آگے لے جا کر اس نے اسے

دائیں ہاتھ پر پوری طرح موڑ دیا جیپ ایک غار کے دہانے میں داخل ہو گئی۔ یہ قدرتی غار تھا اور خاصا طویل تھا۔ عمران نے جیپ کو اندر لے جا کر روک دیا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی اس کے سب ساتھی بھی باہر آ گئے۔ عمران کے گلے میں دوربین پہلے سے موجود تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر غار کے دہانے پر رک کر دوربین آنکھوں سے لگا کر سامنے اور سائیڈوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے۔

''عمران صاحب۔ یہ پانی کہاں سے نیچے پہنچ رہا ہے''۔ کچھ دیر بعد صفدر نے کہا۔

''اسی کو میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ کسی چشمے کا صاف پانی نہیں ہے بلکہ آلودہ پانی ہے اس لئے لامحالہ یہ ورتھ فورٹ کی سیوریج کا پانی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ تو کافی بلندی سے نکل رہا ہے۔ قلعہ تو نیچے ہو گا''۔ صدیقی نے کہا۔

''ہم اس وقت کافی گہرائی میں موجود ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آؤ اب راستے کو چیک کرنا ہو گا۔ اگر یہاں سے ہمیں راستہ مل جاتا ہے تو ہمارے لئے بے حد آسانی ہو جائے گی۔ اسلحہ بھی لے لو اور ڈبل کراس زیرو مشین اور بے ہوش کر دینے والی گیس

کے پسٹلز اور اینٹی گیس وغیرہ سب ساتھ لے لو۔ ہمیں پوری طرح تیار ہو کر آگے بڑھنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب غار سے نکل کر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے درمیانی خلا کو کراس کر کے سامنے والی پہاڑی کی سائیڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''یہاں چیکنگ تو نہیں ہو رہی ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس راستے سے کسی گاڑی کے ذریعے پہنچنا خاصا مشکل ہے۔ دوسرا ادھر سے قلعے میں داخلے کا بظاہر کوئی راستہ نہیں ہے۔ تیسرا یہ کہ چیکنگ زون کافی آگے جا کر ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ درمیانی خلا عبور کر کے سامنے والی پہاڑی کی سائیڈ پر پہنچ چکے تھے۔ پانی وہاں سے کافی اونچائی سے نکل رہا تھا البتہ اب پہلے کی نسبت کم پانی نکل رہا تھا اور جو نکل رہا تھا وہ بھی آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ عمران چٹانوں کو پھلانگتا ہوا اوپر چڑھا چلا جا رہا تھا جبکہ اس کے ساتھی ایک دوسرے کے پیچھے اس کی پیروی کر رہے تھے۔ گو یہ چٹانیں خاصی ناقابل عبور تھیں لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس لئے زیادہ مشکل پیش نہ آ رہی تھی کہ اس طرح کی مشقیں انہوں نے ٹریننگ کے دوران کافی کر رکھی تھیں۔ اب شام ہو رہی تھی اس لئے عمران چاہتا تھا کہ مکمل اندھیرا پھیلنے سے پہلے وہ قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے اور پھر وہ اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں

سے پانی باہر نکل رہا تھا۔ یہ ایک غار نما سرنگ تھی اور قدرتی بنی ہوئی تھی جس میں سے پانی آ رہا تھا۔ عمران نے جیب سے ڈبل کراس زیرو مشین نکالی جو ریموٹ کنٹرول سائز کی تھی اور اس کا رخ غار کی اندرونی طرف کر کے اس نے بٹن پریس کر دیا تو آلے پر سرخ بلب جل اٹھا اور عمران نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا کیونکہ سرخ بلب جلنے کا مطلب تھا کہ غار میں کوئی سائنسی ڈیوائس موجود نہیں ہے۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر آلے کو آف کر کے واپس جیب میں ڈال کر وہ اوپر غار پر چڑھ گیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے سب ساتھی بھی غار میں آ گئے۔ پانی اب تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔ پھر ابھی وہ آگے بڑھنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ ان کے کانوں میں ہیلی کاپٹر کی آواز پڑی تو وہ سب تیزی سے سائیڈوں میں ہوتے چلے گئے کیونکہ ہیلی کاپٹر کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ اسی طرف آ رہا ہے جدھر قلعے کا مین گیٹ ہے اور ہیلی کاپٹر خاصی نیچی پرواز کر رہا ہے اس لئے وہ چیک ہو سکتے تھے اور پھر واقعی ہیلی کاپٹر ان کے سامنے سے گزرا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ہیلی کاپٹر پر ورتھ فورٹ سیکورٹی اور ملٹری انٹیلی جنس کے الفاظ نمایاں طور پر لکھے ہوئے تھے۔

''شاید ہماری آمد کی اطلاع قلعے تک پہنچ چکی ہے اس لئے یہ چیکنگ کر رہے ہیں یا پھر یہ ان کا روزانہ کا معمول بھی ہو سکتا

ہے''۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہیلی کاپٹر آگے بڑھ گیا تھا اور اب اس کی آواز خاصی کم ہو گئی تھی۔

''یہ اچھا ہوا کہ ہمیں چھپنے اور جیپ چھپانے کے لئے غار مل گیا ورنہ یہاں پوری فوج بھی پہنچ سکتی تھی''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب عمران کی سرکردگی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی اندر جا کر عمران نے پنسل ٹارچ جلا لی جس سے کافی روشنی ہو گئی تھی۔ غار کا اختتام ایک خاصے بڑے اور چوڑے انسانی ہاتھوں سے بنائے گئے سیوریج کے دہانے پر ہوا۔ عمران نے وہاں بھی ڈبل کراس زیرو سے چیکنگ کی لیکن وہاں بھی کوئی سائنسی ڈیوائس موجود نہ تھی۔ شاید اس لئے کہ سیکورٹی نے اس طرف سے کسی کے آنے کو ناممکن سمجھ لیا تھا۔ ویسے بظاہر صورت حال ایسی ہی تھی۔ یہ تو عمران کی ہمت اور قدرت کی مدد سے وہ یہاں تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ پھر اس سیوریج میں آگے بڑھتے ہوئے وہ ایک جگہ رک گئے۔ یہاں اوپر بڑا سا گول ڈھکن نظر آ رہا تھا اور لوہے کی سیڑھیاں اوپر دہانے تک جا رہی تھیں۔

''گیس پسٹل مجھے دو۔ اوپر یقیناً انتہائی سخت قسم کے سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اسے اپنی جیب سے گیس پسٹل نکال کر دے دیا۔ عمران نے گیس پسٹل جیب میں ڈالا اور سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھتا ہوا ڈھکن

تک پہنچ گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے زور دار دھکا دے کر فولادی اور بھاری ڈھکن کو ایک طرف کھسکانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے دوسری بار کوشش کی اور اس بار ڈھکن کافی دور تک کھسک گیا۔ عمران نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور ہاتھ سوراخ سے باہر نکال کر اس نے بار بار ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ خود اس نے سانس روک رکھا تھا۔ چار پانچ کیپسول فائر کرنے کے بعد وہ قدرے نیچے ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی سانس روک رکھے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس کے ساتھی سانس روکے ہوئے ہوں گے۔ پھر چند لمحوں بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا۔ جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو اس نے پہلے سے زیادہ گہرا سانس لیا اور پھر نارمل سانس لینے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو ہاتھ سے سانس لینے کا اشارہ کیا اور پھر جیب سے ڈبل کراس زیرو نکال کر اس نے اسے سوراخ سے باہر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا تو اس بار سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے جل اٹھا۔ عمران نے ہاتھ چہرے کے قریب کر کے بلب کے نیچے موجود خانے میں ابھر آنے والے نمبر کو دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اوپر ایک سو سے زائد طاقتور سائنسی ڈیوائسز موجود تھیں جو کام کر رہی تھیں۔ عمران نے آلے کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر جیسے ہی سبز رنگ کا بلب بجھا تو اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ عمران نے ہاتھ سے نیچے موجود اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا اور خود

بھی وہ اوپر چڑھ کر سوراخ سے باہر نکل آیا۔ یہ بلڈنگ کا عقبی حصہ تھا اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ بلڈنگ انڈر گراؤنڈ تھی۔ اوپر قلعہ موجود تھا۔ اس طرف دیوار موجود تھی کوئی کھڑکی یا دروازہ موجود نہ تھا۔ عمران کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے باہر آ گئے اور وہ سب بھی حیرت سے اپنے سر پر چھت اور سائیڈ بلڈنگ کو دیکھ رہے تھے۔

”کیا یہ انڈر گراؤنڈ کمرے ہیں عمران صاحب“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ کیا بے ہوش کر دینے والی گیس اسے کراس کر کے دوسری طرف پہنچی بھی ہے یا نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”گیس تو معمولی سے رخنوں سے بھی نکل جاتی ہے۔ وہ تو یقیناً پہنچ گئی ہو گی لیکن ہم کیسے فرنٹ کی طرف جائیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ہمیں اس گٹر میں اتر کر اور آگے جانا ہو گا۔ یہ گٹر کا دہانہ عقب میں ہے تو دوسرا دہانہ فرنٹ میں ہو گا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر واپس چلیں“..... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سب ایک ایک کر کے دوبارہ گٹر میں اترے اور آگے بڑھنے لگے۔ اب پانی کی روانی بالکل ختم ہو گئی تھی۔ اس سے

معلوم ہوتا تھا کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات کام دکھا چکے ہیں۔ کافی فاصلہ چلنے کے بعد وہ ایک بار پھر ایک دہانے کے نیچے پہنچ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب پہلے کی طرح اس دہانے سے باہر آ گئے لیکن باہر نکلنے سے پہلے عمران نے سائنسی ڈیوائس کی چیکنگ کر لی تھی۔ وہ سب بدستور جام تھیں۔ وہ ایک برآمدے کے کونے میں موجود تھے۔ اس برآمدے کے پیچھے آٹھ دروازے تھے جن کے باہر لوہے کی گرل موجود تھی لیکن یہ کھلی ہوئی تھیں البتہ دروازے بند تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا بے اختیار ایک لمحے کے لئے جھجک گیا لیکن پھر ایک طویل سانس لے کر اندر داخل ہوا تو اس نے وہاں ایک میز پر شراب کی بوتلیں اور گلاس رکھے دیکھے۔ گلاسوں میں ابھی شراب باقی تھی جبکہ گول میز کے گرد بازوؤں والی کرسیوں پر ایک ادھیڑ عمر آدمی اور چھ تقریباً نیم عریاں لڑکیاں اس انداز میں بیٹھی تھیں جیسے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر شراب پی رہے ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہے ہوں کہ بے ہوش کر دینے والی گیس نے انہیں بے ہوش کر دیا۔

''یہ کیا ہے نانسنس''...... جولیا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرے خیال میں یہی پراگ کا ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز ہے جس کی واپسی کے لئے ہم اپنی جانیں ہتھیلیوں پر

رکھے پھر رہے ہیں''...... صفدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ انہیں شاید اس بات پر غصہ تھا کہ ڈاکٹر جیمز ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود اس وقت ایک چھوٹی سی نیکر پہنے ہوئے تھے۔ اس کے باقی جسم پر کوئی لباس نہ تھا جبکہ یہی حال لڑکیوں کا تھا۔ وہ بھی مختصر ترین لباسوں میں تھیں۔

''ہم حکومتی مفادات کے لئے کام کر رہے ہیں کسی فرد کے لئے نہیں۔ اسے اٹھاؤ۔ ہم نے واپس جانا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا اس جیپ پر اور اسی راستے سے واپسی ہو گی''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ہمارے پاس اور کوئی چوائس نہیں ہے۔ جلدی کرو ورنہ رات گہری ہو جائے گی اور ہاں۔ الماری میں لباس موجود ہیں۔ ڈاکٹر جیمز کو پورا لباس پہناؤ۔ پھر باہر لے آنا۔ میں باہر کا مزید جائزہ لے لوں''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

ملٹری انٹیلی جنس کا خصوصی ہیلی کاپٹر قلعے کے مین گیٹ سے اڑ کر فضا میں پہنچا تو اس کا رخ تبدیل ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ کیپٹن ڈیوڈ تھا جو ائیر فورس کے ہیلی پیڈ سے ہیلی کاپٹر اڑا کر قلعے میں لے آیا تھا۔ قلعے کے سیکورٹی انچارج کے لئے ملٹری انٹیلی جنس نے ایک ہیلی کاپٹر مخصوص کیا ہوا تھا لیکن وہ قلعے میں نہ رکھا جاتا تھا بلکہ ائیر فورس پوائنٹ پر موجود رہتا تھا اور کرنل جانسن جب چاہے پائلٹ کیپٹن ڈیوڈ کو کال کر لیتا تھا۔ اس وقت بھی پائلٹ سیٹ پر کیپٹن ڈیوڈ اور سائیڈ سیٹ پر رالف بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر کرنل جانسن موجود تھا۔ رالف اور کرنل جانسن دونوں کے گلے میں انتہائی طاقتور دوربینیں موجود تھیں۔ ہیلی کاپٹر جیسے ہی گھوم کر گریٹ فالز وے پر آیا دونوں نے دوربینیں آنکھوں سے لگا کر نیچے گہرائی اور راستے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر نہ صرف کافی نیچے

پرواز کر رہا تھا بلکہ اس کی رفتار بھی بے حد آہستہ تھی تاکہ وہ گہرائیوں کا جائزہ لے کر جیپ اور اس کے سواروں کے ٹکڑوں کو چیک کر سکیں لیکن پورا گریٹ فالز وے ختم ہو گیا مگر انہیں کہیں بھی جیپ کا کوئی ٹکڑا یا انسانی جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آیا۔

"تمہارے چیف کو غلط اطلاع ملی ہے رالف۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"...... کرنل جانسن نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر رالف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ میرے خیال میں ایک اور چکر لگا لیا جائے۔ قدرے مزید گہرائی میں چیکنگ کی جائے"...... رالف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آ گئے ہیں تو اچھی طرح چیکنگ ہو جائے۔ پائلٹ، تم واپس چلو۔ لیکن پہلے سے زیادہ گہرائی میں اور آہستہ"۔ کرنل جانسن نے پائلٹ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... پائلٹ نے جواب دیا اور ہیلی کاپٹر کو موڑ کر اب الپاسو کی جانب سے گریٹ فالز وے میں داخل ہوئے۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی بھی خاصی کم کر دی گئی تھی اور اس کی رفتار بھی پہلے سے کافی کم تھی۔ رالف اور کرنل جانسن دونوں ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں سے سر باہر نکال کر نیچے کا دوربینوں سے جائزہ لینے میں مصروف تھے لیکن تقریباً پورا راستہ گزر گیا مگر کسی قسم کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔ ہر چیز نارمل تھی۔

”فضول وقت ضائع کیا“...... کرنل جانسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا آپ نے“...... رالف نے چونک کر کہا۔

”کچھ نہیں“...... کرنل جانسن نے جواب دیا۔ وہ واقعی ناکامی کی وجہ سے خاصا بیزار ہو رہا تھا کہ اچانک وہ چیخ پڑا۔

”کوئی چیز اس غار میں موجود ہے۔ کسی شیشے کی چمک مجھے محسوس ہوئی ہے“...... یکلخت کرنل جانسن نے بڑے پرجوش لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

”کہاں۔ کہاں“...... رالف نے بھی بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن ڈیوڈ۔ یہ دائیں طرف جو بند غار دکھائی دے رہا ہے اس کے قریب ہیلی کاپٹر کو لینڈ کرنے کی جگہ تلاش کرو“...... کرنل جانسن نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“...... پائلٹ نے کہا اور پھر ہیلی کاپٹر کو موڑ کر اس نے پہلے اس جگہ کا اچھی طرح جائزہ لیا جس بارے میں کرنل جانسن نے بتایا تھا تاکہ ایسی جگہ تلاش کی جا سکے جہاں محفوظ حالت میں ہیلی کاپٹر لینڈ کیا جا سکے ورنہ غیر متوازن ہو کر ہیلی کاپٹر نیچے گہرائیوں میں گر سکتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے وہ جگہ تلاش کر لی اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر وہاں لینڈ ہو چکا تھا۔ کرنل جانسن اور رالف دونوں نیچے اترے۔ کرنل جانسن نے جیب سے مشین

پسٹل نکال لیا تھا اور اس کو دیکھتے ہوئے رالف نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ کرنل جانسن آہستہ آہستہ قدموں سے اس بند غار کی طرف بڑھ رہا تھا جو دائیں ہاتھ پر نظر آ رہا تھا۔ کرنل جانسن سائیڈ پر پہنچ کر چند لمحوں کے لئے رک گیا۔ وہ کوئی آواز سننے کی کوشش میں تھا لیکن جب کوئی آواز نہ سنائی دی تو اس نے جمپ لگایا اور دہانے کے سامنے آ گیا۔

”یہاں یہ جیپ ہے۔ ایک بڑی جیپ ہے“...... کرنل جانسن نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے رالف بھی اندر داخل ہوا اور چند لمحوں بعد ہی دونوں غار کے ساتھ ساتھ جیپ کا بھی جائزہ لے چکے تھے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”یہ تو صحیح سالم جیپ ہے۔ ہم اس کے ٹکڑے تلاش کرتے رہے ہیں“...... کرنل جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ اس قدر خوفناک راستے پر صحیح سلامت کیسے یہاں پہنچ گئی اور اس پر سوار افراد کہاں گئے“...... رالف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ واقعی اس صدی کا عجوبہ ہے کہ اس خوفناک اور تقریباً نہ ہونے کے برابر راستے پر اس قدر بڑی جیپ نہ صرف صحیح سلامت یہاں تک پہنچ گئی بلکہ اس میں موجود افراد بھی صحیح سلامت رہے اور یہاں خون کا ایک قطرہ بھی نظر نہیں آ رہا“...... کرنل جانسن نے بھی

اس انداز میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''اگر ہم اس راستے کو دوبارہ انتہائی قریب سے نہ دیکھتے تو شاید ہمیں یقین آ جاتا کہ اس راستے سے صحیح سلامت گزرا جا سکتا ہے''...... رالف نے کہا۔

''اس راستے کو عبور کرنے پر باقاعدہ بھاری انعام دیئے جانے کا مقابلہ ہوتا ہے لیکن شاذ و نادر ہی کوئی آدھے سے زیادہ راستہ صحیح سلامت کراس کر لیتا ہے لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ گئے کہاں ہیں''...... کرنل جانسن نے غار کے دہانے پر آ کر آنکھوں سے دوربین لگاتے ہوئے کہا۔

''کہیں ہماری عدم موجودگی میں وہ قلعے میں داخل نہ ہو گئے ہوں''...... رالف نے کہا۔

''احمقوں والی باتیں نہ کرو۔ وہاں سوائے ہیلی کاپٹر کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں ہر طرف نئے آدمی کے لئے موت کے پھندے سائنسی آلات کی صورت میں نصب ہیں''...... کرنل جانسن نے باہر کا جائزہ لیتے ہوئے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

''یہ سامنے غار سے پانی نکلنے کے نشانات ہیں۔ کیا پہلے اندر کہیں چشمہ تھا جو اب سوکھ گیا ہے''...... رالف نے دوربین سے سامنے اور سائیڈوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ قلعے کا سیوریج ہے۔ اس وقت وہاں پانی استعمال نہ ہو رہا ہو گا اس لئے پانی باہر نہیں آ رہا''...... کرنل جانسن نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہیں یہ لوگ اس گٹر کے ذریعے اندر نہ پہنچ گئے ہوں۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں''...... رالف نے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو اب تک ان کی لاشوں کی اطلاع مل چکی ہوتی۔ فرنٹ کی طرف دس بارہ مسلح افراد پہاڑیوں پر باقاعدہ پہرہ دے رہے ہیں''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''پھر آپ بتائیں کہ کیا یہ لوگ جن تھے یا بھوت تھے کہ اس قدر خوفناک راستے سے صحیح سلامت یہاں تک پہنچ گئے اور پھر غائب بھی ہو گئے''...... اس بار رالف نے قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اب کیا کیا جائے''۔ کرنل جانسن نے بھی قدرے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

''اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں چھپ کر ان کی واپسی کا انتظار کریں''...... رالف نے کہا۔

''لیکن ہیلی کاپٹر کو کہاں چھپائیں گے''۔ کرنل جانسن نے کہا۔

''اسے دور بھیج دیتے ہیں۔ پھر کال کر لیا جائے گا''...... رالف نے کہا۔

''کہاں بھیجیں۔ ہاں ٹھیک ہے۔ عقبی طرف ایک جگہ ہے تھوڑی سی۔ وہاں ہیلی کاپٹر لینڈ کر سکتا ہے اور وہاں کوئی سائنسی ڈیوائس موجود نہیں ہے''...... کرنل جانسن نے کہا۔

''لیکن اب رات پڑنے والی ہے اور ہیلی کاپٹر دوبارہ یہاں لینڈ نہ کر سکے گا''...... رالف نے کہا۔

''اب تو تم نے عقلمندوں والی باتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ واپس چلتے ہیں۔ صبح کو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ یہ لوگ بھی رات کو اس جیپ کو استعمال نہیں کر سکتے''...... کرنل جانسن نے کہا اور رالف نے بھی مجبوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم ہمیں قلعے کے اندر اتار کر واپس چلے جاؤ لیکن صبح سویرے تم نے واپس آنا ہے پھر ہم نے دوبارہ اس پورے علاقے کی چیکنگ کرنی ہے''۔ کرنل جانسن نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیس سر''...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل جانسن اور رالف دونوں ایک بار پھر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر قلعے کے مین گیٹ کے قریب خصوصی طور پر بنے ہوئے ہیلی پیڈ پر اتر گیا اور کرنل جانسن اور رالف دونوں نیچے اترے ہی تھے کہ یکلخت چٹک چٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی کرنل جانسن کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور پھر وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ یہی حشر رالف کا ہوا اور ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر موجود کیپٹن ڈیوڈ بھی اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا۔ وہ بھی ان دونوں کی طرح اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت گٹر میں چلتا ہوا واپس گریٹ فالز کی طرف جا رہا تھا۔ ڈاکٹر جیمز کو لباس پہنا دیا گیا تھا لیکن وہ بدستور بے ہوش تھا۔ اسے صفدر نے اپنے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ گٹر میں اسے اتارنے کے لئے باقاعدہ کوشش کی گئی تھی۔

''عمران صاحب۔ اسے ہوش میں نہ لایا جائے۔ اس طرح یہ کب تک بے ہوش رہے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اسے کسی محفوظ جگہ پر لے جا کر ہوش میں لائیں گے۔ وہاں لڑکیاں اور اس کی صورتحال دیکھ کر مجھے شک پڑ رہا ہے کہ اس کے ذہن کو خصوصی طور پر کنٹرول کیا گیا ہو گا کیونکہ اس عمر میں اس قدر عالم فاضل آدمی اس طرح کے گھٹیا کاموں میں ملوث نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ اسے چھ ماہ تک ایکریمیا ہر صورت میں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اس لئے لازماً اس کے ذہن میں خصوصی ہدایات فیڈ کی گئی

ہوں گی۔ اس لئے اب اگر اسے ہوش میں لایا گیا تو یہ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم نے ان گندی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ کیوں''۔ اچانک جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بے گناہوں کو قتل کرنے سے بچنا چاہئے۔ یہ لڑکیاں مجبوری کے عالم میں ایسا کر رہی ہوں گی اور پھر ان کو مارنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا''...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اصل مسئلہ واپسی کا ہے۔ اس بارے میں کچھ سوچیں۔ اس راستے کو رات کے وقت تو صحیح سلامت عبور کرنا ناممکن ہے''...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''ایک ہیلی کاپٹر کی آواز ہم نے سنی تھی۔ کاش وہ مل جاتا تو واپسی آسانی سے ہو جاتی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دعائیں مانگتے رہو۔ دعا مانگنے میں کوئی ہرج نہیں ہے لیکن بظاہر تو اس ہیلی کاپٹر کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری دادی اماں کہا کرتی تھیں کہ ہر وقت اللہ سے دعا مانگتے رہو۔ کوئی وقت قبولیت کا ہوتا ہے''...... صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر''...... اچانک صدیقی نے کہا تو

سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''کہاں۔ کیا دن میں بھی خواب دیکھنا شروع کر دیئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''وہ دیکھیں۔ سامنے ہماری جیپ والی غار کے باہر''...... صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ اب وہاں واقعی ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہماری جیپ ٹریس ہو گئی۔ اب یہ سہارا بھی گیا۔ اب تو پیدل ہی گریٹ فالز کراس کرنا پڑے گا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگائی اور غور سے ہیلی کاپٹر کو دیکھنے لگا۔ وہ سب گٹر میں کافی اندر موجود تھے اور ہیلی کاپٹر دیکھنے کے بعد وہ آگے بڑھنے سے رک گئے تھے۔

''اسے اب مجھے دے دو۔ کافی دیر تم نے اسے اٹھائے رکھا ہے''...... چوہان نے آگے بڑھ کر صفدر سے کہا اور ڈاکٹر جیمز کو اس سے لے کر خود اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔

''تھینک یو چوہان''...... صفدر نے کہا اور چوہان نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پائلٹ ہیلی کاپٹر کے اندر موجود ہے جبکہ غار کے دہانے پر دو آدمی موجود ہیں اور دوربینوں سے اس گٹر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے پاس کاش رائفل ہوتی۔ مشین پسٹل کی گولیاں اس قدر رینج

کوکور نہیں کرتیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔ جب اس نے دہانے پر موجود دونوں آدمیوں کو ہیلی کاپٹر میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس اور فورٹ سیکورٹی کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس پر نام لکھے ہوئے ہیں۔ تم یہیں رکو۔ میں واپس آ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ دعائیں واقعی قبول ہوگئی ہیں۔ شاید یہ ہیلی کاپٹر قلعے کے اندر ہی موجود رہتا ہے''...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دوڑتا ہوا واپس اس دہانے کی طرف بڑھ گیا جہاں قلعے کی عمارت کے برآمدے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس گٹر سے نکل کر ایک ستون کی اوٹ میں ہوگیا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو اترتے دیکھا جو ان کی جیپ کے قریب غار سے باہر موجود تھا۔ وہاں باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ عمران نے جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل نکالا۔ اسے لمحے ہیلی کاپٹر نے لینڈ کیا اور اس میں سے وہ دونوں آدمی نیچے اترے جو جیپ والی غار کے دہانے پر کھڑے دوربینوں سے چیکنگ کر رہے تھے۔ دوربینیں اب بھی ان کے گلوں میں لٹکی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کے پروں کی رفتار تیز ہوتی دیکھی تو وہ سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر واپس جا رہا ہے۔ اس نے گیس پسٹل سیدھا کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دو بار ٹریگر دبنے سے دو کیپسول نکل کر ہیلی کاپٹر کے قریب زمین سے ٹکرائے اور چٹک چٹک کی آوازیں سنائی دیں تو عمران نے سانس

روک لیا۔ ہیلی کاپٹر سے نیچے اترنے والے یکلخت لڑکھڑائے اور ریت کے خالی ہوتے بوروں کی طرح زمین پر گر گئے جبکہ پائلٹ بھی وہیں سیٹ پر ہی لڑھک گیا تھا۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر صفدر کا نمبر پریس کر کے اس نے کال کا بٹن دبا دیا۔

''یس عمران صاحب''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''اللہ نے دعائیں سن لی ہیں۔ صالحہ کی دادی اماں سچی تھیں کہ کوئی وقت قبولیت کا ہوتا ہے۔ یہاں ہیلی کاپٹر واپس آ گیا ہے اور میں نے پائلٹ سمیت باقی افراد کو بھی بے ہوش کر دیا ہے۔ اب ہم یہاں کچھ مزید وقت گزار سکتے ہیں۔ تم ڈاکٹر جیمز کو لے کر واپس آ جاؤ۔ اب ہم سب کو ہیلی کاپٹر میں واپس جانا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہیلی کاپٹر اتنا بڑا ہے کہ اس میں ڈاکٹر جیمز سمیت ہم سب سما سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''دل میں جگہ ہونی چاہئے۔ ہیلی کاپٹر کے اندر جگہ نہ ہو گی تو پاکیشیا میں چلنے والی بسوں کی طرح باہر لٹک کر سفر کر لیں گے''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے سیل فون آف کیا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے سب ساتھی ڈاکٹر جیمز کو اٹھائے وہاں پہنچ گئے۔

''ان تینوں کو اٹھا کر اندر کسی کمرے میں لے چلو۔ ان سے پوچھ گچھ کرنا ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے وقت ضائع کرنے کی۔ گولیاں مارو اور ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر چل پڑو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ابھی ہم ایکریمیا میں ہیں اور کسی بھی وقت پائلٹ سے بات کی جا سکتی ہے جبکہ ہمیں نہ اس کا نام معلوم ہے، نہ مزید تفصیل اور نہ ہی میں نے اس کی آواز اور لہجہ ابھی تک سنا ہے اس لئے پلک جھپکنے میں میزائل فائر کر سکتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب''...... صفدر نے کہا اور پھر ایک کمرہ کھول کر ڈاکٹر جیمز اور ہیلی کاپٹر کے تین افراد کو کرسیوں پر بیٹھا کر انہیں رسیوں سے باندھ دیا گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے یہاں کے سائنسی آلات کو زیرو کیا ہے۔ ایسا کس وقت تک رہے گا''...... نعمانی نے پوچھا۔

''بے فکر رہو۔ اس ریز کا اثر چوبیس گھنٹوں تک رہتا ہے البتہ اسے ڈبل کراس زیرو کے ذریعے فوراً دوبارہ چالو کیا جا سکتا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات''۔ صالحہ نے کہا۔

''دس گھنٹوں کے لئے''...... عمران نے کہا تو صالحہ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

''صفدر۔ تمہارے پاس اینٹی گیس کی بوتل موجود ہو گی۔ ڈاکٹر جیمز کو ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا۔

''کیا اسے باندھنا ضروری ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ فیلڈ سے تربیت یافتہ آدمی نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اپنی پشت پر موجود سیاہ رنگ کے تھیلے میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکال کر وہ آگے بڑھا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ ڈاکٹر جیمز کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اسے دوبارہ تھیلے میں ڈال دیا۔ کمرے میں سامنے ایک قطار میں چار کرسیوں پر ڈاکٹر جیمز اور ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سمیت ہیلی کاپٹر سے اترنے والے دو افراد جن میں سے ایک قدرے بڑی عمر کا تھا جبکہ دوسرا قدرے نوجوان تھا، موجود تھے۔ ان تینوں کو رسیوں سے باندھا گیا تھا جبکہ ڈاکٹر جیمز ویسے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر جیمز کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے اور پھر کرسی پر ڈھلکے ہوئے ڈاکٹر جیمز کے جسم کو جھٹکا لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن ابھی اس کی آنکھوں میں دھند چھائی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

''ڈاکٹر جیمز''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو ڈاکٹر جیمز کو پہلے کی نسبت زیادہ زور دار جھٹکا لگا اور اس کی آنکھوں میں موجود

دھند غائب ہو گئی۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی اور پھر وہ کرسی پر تن کر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تم۔ تم سب کون ہو۔ یہ سب کیا ہے۔ میں تو لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ یہ لباس۔ وہ لڑکیاں۔ یہ سب کیا ہے''...... ڈاکٹر جیمز کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ کرنل جانسن اور رالف بھی یہاں ہیں۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر جیمز نے گردن موڑ کر جیسے ہی کرسیوں پر بندھے ہوئے افراد کو دیکھا تو ایک بار پھر حیرت سے چیخ پڑا۔

''ڈاکٹر جیمز۔ آپ ماہر معدنیات ہیں اور آپ کا تعلق پراگ سے ہے۔ آپ نے ایلام نامی دھات دریافت کی جو مستقبل کی دھات ہے۔ پراگ اسے خود اپنے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے کیونکہ یہ غیر ارضی دھات پراگ سے آپ نے دریافت کی ہے جبکہ ایکریمیا کو بھی اس کا علم ہو گیا اور اس نے پراگ سے آپ کو اغوا کر کے یہاں ایک پہاڑی قلعے میں اس لئے محبوس کر رکھا ہے کہ آپ کے ذہن سے ایلام نامی دھات کا سپاٹ مشینری کے ذریعے ڈیلیٹ کر دیا گیا ہے لیکن انسانی ذہن کے ماہر جانتے ہیں کہ ایسا صرف چھ ماہ تک کے لئے ہو سکتا ہے۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد خود بخود جو کچھ بھلایا گیا ہے آپ کی یادداشت میں دوبارہ آ جائے گا اس لئے آپ کو یہاں چھ ماہ کے لئے پابند کیا گیا ہے۔ ادھر آپ

کے ملک پراگ نے آپ کو ایکریمیا سے واپس لانے کے لئے ہمارے ملک پاکیشیا کی امداد حاصل کی ہے اور آپ کے ملک کی درخواست پر ہم آپ کو واپس لے جانے کے لئے یہاں پہنچے ہیں حالانکہ ہمارا آپ سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم اپنی جانیں رسک میں ڈال کر پاکیشیا سے یہاں ایکریمیا پہنچے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ واپس پراگ جانے کے لئے تیار ہیں یا نہیں''...... عمران نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر جیمز کی جو ذہنی حالت ہے اس کے تحت وہ تفصیل سے پس منظر جانے بغیر کوئی فیصلہ نہ کر سکے گا۔

''سنو اور اچھی طرح کان کھول کر سن لو۔ میرا اب پراگ سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں اب ذہنی اور جسمانی طور پر ایکریمین ہوں۔ میں پراگ نہیں جاؤں گا۔ تم چاہے مجھے مار ڈالو لیکن یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔ میں پراگ پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں''...... ڈاکٹر جیمز نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر جیمز۔ میری آنکھوں میں دیکھیں''...... یکلخت عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر جیمز نے ایک جھٹکے سے سر اوپر اٹھایا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی عمران کی نظروں سے ملیں، اس کی پلکیں جھپکنا بند ہو گئیں۔ تقریباً ایک منٹ بعد عمران نے جھٹکے سے منہ پھیرا تو ڈاکٹر جیمز جو نظریں ملتے ہی کسی بت کی طرح ساکت ہو گیا تھا، عمران کے منہ پھیرتے ہی اس طرح جھٹکے کھانے

لگا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ گزر رہا ہو جبکہ عمران کی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

''ڈاکٹر جیمز۔ پراگ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے''۔ عمران نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پراگ۔ وہ تو میرا ملک ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں پراگی ہوں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تم کون ہو''...... ڈاکٹر جیمز نے کہا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور حکومت پراگ کی درخواست پر ہم اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر آپ کو واپس پراگ پہنچانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ کیا آپ ہمارے ساتھ واپس پراگ جائیں گے یا یہاں لڑکیوں سے دل بہلائیں گے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

''لڑکیوں سے دل بہلاؤں گا۔ کیا مطلب۔ آپ نے میری عمر دیکھی ہے۔ کم از کم آپ کو سوچ کر بات کرنا چاہئے''...... ڈاکٹر جیمز نے بے حد برا مناتے ہوئے کہا۔

''صفدر۔ ڈاکٹر جیمز کو عزت و احترام سے ہیلی کاپٹر میں بٹھاؤ۔ ہم آرہے ہیں۔ میں اس پائلٹ سے دو دو باتیں کر لوں''۔ عمران نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلاتا ہوا ڈاکٹر جیمز کی طرف بڑھا۔

''آیئے ڈاکٹر جیمز''...... صفدر نے کہا تو ڈاکٹر جیمز اس طرح اٹھ

کھڑا ہوا جیسے اس نے صفدر کی بات نہ مانی تو کوئی قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''اینٹی گیس کی بوتل چوہان کو دے دو''...... عمران نے کہا تو صفدر نے جیب سے لمبی گردن والی بوتل نکال کر قریب موجود چوہان کو دے دی اور پھر ڈاکٹر جیمز کو ساتھ لے کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور پھر چوہان نے عمران کے کہنے پر اینٹی گیس کی بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اس کا دہانہ ہیلی کاپٹر پائلٹ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد پائلٹ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگ گئے اور پھر ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے آنکھیں کھلتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا البتہ اب وہ انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ بندھے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا۔

''یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو''...... پائلٹ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''پہلے تم اپنا نام بتاؤ تاکہ بات چیت آگے بڑھ سکے''۔ عمران نے کہا۔

''میرا نام کیپٹن ڈیوڈ ہے اور میں ملٹری انٹیلی جنس میں ہیلی کاپٹر پائلٹ ہوں''...... پائلٹ نے کہا۔

''لیکن ورتھ فورٹ کی سیکورٹی تو ایکریمین ایجنسیوں کے پاس ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس یہاں کیسے پہنچ گئی''...... عمران نے کہا۔

''کافی طویل عرصہ سے یہاں کا کنٹرول ملٹری انٹیلی جنس کے پاس تھا لیکن اب بلیک سٹار کا رالف یہاں آ گیا ہے جبکہ کرنل جانسن تو پہلے سے یہاں موجود تھا''...... کیپٹن ڈیوڈ نے کہا۔

''تم یہاں ہیلی کاپٹر اڑاتے ہو۔ تمہیں خطرہ محسوس نہیں ہوتا کہ اینٹی کرافٹ گنوں سے اسے فضا میں ہی اڑایا جا سکتا ہے''۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

'' ہم ملٹری انٹیلی جنس کوڈ استعمال کرتے ہیں۔ پھر کیسا خطرہ''۔ کیپٹن ڈیوڈ نے کہا۔

''کوڈ تو سب کو علم ہے۔ فالنگ واٹر''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ بلیو سکائی کوڈ ہے''...... کیپٹن ڈیوڈ واقعی صرف پائلٹ ہی تھا۔ فیلڈ کا آدمی نہ تھا اس لئے وہ سب کچھ انتہائی معصومیت سے بتائے چلا جا رہا تھا۔

''یہاں سے کانڈا کی سرحد کتنی دور ہے''...... عمران نے کہا۔

''قریب ہے تقریباً دو سو فرلانگ میل''...... کیپٹن ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''راستے میں آئل فلنگ کے کیا انتظامات کرتے ہو تم''۔ عمران نے کہا۔

''راستے میں تو کوئی انتظام نہیں ہے البتہ یہاں قلعہ میں ہیلی پیڈ کے ساتھ ٹینکی فل کرنے کے انتظامات موجود ہیں اور آئل بھی موجود ہوتا ہے''...... کیپٹن ڈیوڈ نے کہا۔

''شکریہ۔ اب میں باہر جا رہا ہوں۔ اب میرے ساتھی جانیں اور تم جانو''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے کمرے سے باہر جاتے ہی کیا ہو گا۔

بلیک سٹار ایجنسی کا چیف کرنل نیلسن مین آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ریڈ سرکل کے چیف کرنل گروز بات کرنا چاہتے ہیں''۔ دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل گروز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد کرنل گروز کی آواز سنائی دی۔

''یس کرنل گروز۔ میں کرنل نیلسن بول رہا ہوں۔ آپ کیسے ہیں''...... کرنل نیلسن نے بڑے بااخلاق لہجے میں کہا۔

''میں ٹھیک ہوں کرنل۔ چونکہ ڈاکٹر جیمز اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کا کیس بنیادی طور پر آپ کی ایجنسی کا تھا اور ہم نے تو آپ کے کہنے پر اس کیس پر کام شروع کیا۔ پھر چیف سیکرٹری صاحب نے بھی ہمیں اجازت دی لیکن پھر ہمیں بتایا گیا کہ آپ ہماری مداخلت پسند نہیں کرتے تو ہم نے کام روک دیا تاکہ آپ کھل کر کام کر سکیں اور کریڈٹ بھی آپ کو مل سکے''...... کرنل گروز نے کہا۔

''سیدھی طرح بات کرو کرنل گروز۔ تمہارے آدمیوں نے بڑی کوشش کی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس والے تمہارے ہاتھ نہ لگے تو تم پیچھے ہٹ گئے۔ بہرحال یہ ایجنسیوں کے کیس تو آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں''...... کرنل نیلسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں۔ ہماری دوستی قائم رہنی چاہئے اور اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ ورتھ فورٹ قلعے کے لئے ریزرو ہیلی کاپٹر کانڈا سرحد پر موجود پایا گیا ہے۔ اس پر ملٹری انٹیلی جنس اور فورٹ ورتھ سیکورٹی کے الفاظ درج ہیں۔ یہ کیا مسئلہ ہے''...... کرنل گروز نے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''ہیلی کاپٹر خالی ہے کیا''...... کرنل نیلسن نے جواب دیا۔

''ہاں۔ خالی پایا گیا ہے''...... کرنل گروز نے جواب دیا۔

''مجھے معلوم کرنا پڑے گا۔ ویسے یہ ہیلی کاپٹر ائیر سپاٹ پر رہتا ہے۔ قلعے میں اسے روکا نہیں جاتا۔ پھر بھی میں معلوم کرتا ہوں''...... کرنل نیلسن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر کرنل گروز سے رابطہ ختم کیا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود ایک

بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ورتھ فورٹ میں رالف یا کرنل جانسن سے بات کراؤ''۔ کرنل نیلسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''جناب۔ وہاں تو کوئی فون اٹنڈ نہیں کر رہا''...... فون سیکرٹری نے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہاں کرنل جانسن، رالف، ڈاکٹر جیمز اور اس کے ساتھ آٹھ دس لڑکیاں موجود ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ کوئی فون نہیں اٹھا رہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... کرنل نیلسن نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے تو ٹرانسمیٹر پر بھی کال کی ہے لیکن ٹرانسمیٹر کال بھی کوئی اٹنڈ نہیں کر رہا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں نے جوزف کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گروپ کو ساتھ لے کر دو ہیلی کاپٹروں پر الپاسو سے گریٹ فالز وے کا سروے کرے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جو جیپ الپاسو سے گریٹ فالز کی طرف جاتی دیکھی گئی ہے وہ کہاں گر کر تباہ ہوئی ہے اور اس میں سوار افراد کے

جسموں کے ٹکڑے اکٹھے کرے۔ اس لئے تم جوزف کو اس کی مخصوص فریکوئنسی پر کال کر کے کہو کہ وہ مجھے کال کرے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل نیلسن نے رسیور رکھ دیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی تو کرنل نیلسن نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ جوزف کالنگ۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دینے لگی البتہ لہجہ کافی حد تک مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کرنل نیلسن اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کیوں۔ اوور''۔ کرنل نیلسن نے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ کوئی قابل ذکر بات سامنے آتی تو میں کال کرتا۔ ہم نے گریٹ فالز وے کے چار چکر لگائے ہیں۔ وہاں ایک غار میں ایک بڑی سی جیپ موجود ہے لیکن نہ اس جیپ میں کسی قسم کا کوئی کاغذ موجود ہے۔ نہ اسلحہ اور نہ ہی قریب یا باہر کوئی زندہ یا مردہ آدمی ہے۔ اب ہم ہیلی کاپٹروں کو مناسب جگہ پر اتار کر پیدل اس راستے کی گہرائیوں کو دوربینوں سے چیک کرتے پھر رہے ہیں لیکن

ابھی تک کوئی انسان یا انسانی جسم کا کوئی حصہ سامنے نہیں آیا۔ اوور''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیپ کی وہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ مجھے ملنے والی خبر درست تھی۔ چیک پوسٹ سے بھی یہی بتایا گیا تھا کہ ایک بڑی سی جیپ میں سوار دس افراد جن میں دو عورتیں اور آٹھ مرد تھے گریٹ فالز کی طرف گئے ہیں لیکن وہ دس کے دس افراد کہاں گئے۔ اوور''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں سر۔ اوور''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ورتھ فورٹ کو اندر سے دیکھا ہے۔ اوور''...... کرنل نیلسن نے پوچھا۔

''یس سر۔ میں چار سال سیکورٹی میں وہاں رہا ہوں آپ کی ایجنسی میں شامل ہونے سے پہلے سر۔ اوور''...... جوزف نے جواب دیا۔

''قلعے میں ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل جانسن اور ہماری ایجنسی کے رالف موجود ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں ڈاکٹر جیمز اور آٹھ دس لڑکیاں بھی موجود ہیں لیکن وہاں سے کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا اور نہ ہی ٹرانسمیٹر پر رابطہ ہو رہا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر کے ذریعے اندر جا کر ان سے ملو اور پھر وہاں سے مجھے کال کر کے بتاؤ کہ فون کال اور ٹرانسمیٹر کال کیوں اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ اوور''...... کرنل نیلسن

نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل نیلسن نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ آخر قلعے سے کالوں کا جواب کیوں نہیں دیا جا رہا لیکن کوئی جواب اس کے ذہن میں نہ آ رہا تھا۔ اس لئے اب اسے جوزف کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل نیلسن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''ورتھ فورٹ سے جوزف کی کال ہے سر''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جلدی کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں جوزف بول رہا ہوں ورتھ فورٹ سے''۔ دوسری طرف سے جوزف کی دہشت زدہ سی آواز سنائی دی تو کرنل نیلسن کے چہرے کا رنگ بھی بدلنے لگ گیا۔

''کیا ہوا ہے وہاں۔ کیوں کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یہاں قتل عام کیا گیا ہے سر۔ ایک کمرے میں تین لاشیں پڑی ہیں جن کو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ ایک ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل جانسن ہے۔ دوسری لاش ہمارے آدمی رالف کی ہے اور

تیسری ملٹری انٹیلی جنس کے ہیلی کاپٹر پائلٹ کیپٹن ڈیوڈ کی ہے۔ ایک اور بڑے کمرے میں چھ نوجوان لڑکیوں کی لاشیں پڑی ہیں اور ایک اور کمرے میں چار لڑکیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ کرنل جانسن، رالف اور کیپٹن ڈیوڈ تینوں کو رسیوں سے کرسیوں پر باندھا گیا ہے پھر انہیں گولیاں ماری گئی ہیں۔ ان کی لاشیں اب بھی بندھی ہوئی موجود ہیں''...... دوسری طرف سے جوزف نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل نیلسن کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں ڈال رہا ہو۔

''ڈاکٹر جیمز کس پوزیشن میں ہے۔ اس کی بھی لازماً وہاں لاش پڑی ہوئی ہو گی کیونکہ اس نے ساتھ واپس جانے سے انکار کیا ہو گا''...... کرنل نیلسن نے اپنے طور پر اندازہ لگا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر جیمز کو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ وہ یہاں قلعے میں موجود نہیں ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن قلعے سے ڈاکٹر جیمز کیسے باہر گیا اور وہاں قتل عام کرنے والے قلعے میں داخل کیسے ہو گئے۔ وہاں تو انتہائی جدید سائنسی آلات نصب ہیں''...... کرنل نیلسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''مجھے ان آلات کا علم ہے اس لئے میں نے پہلے یہی بات چیک کی ہے۔ یہ تمام آلات کسی پراسرار مشین کے ذریعے زیرو کر

دیئے گئے ہیں۔ تمام آلات موجود ہیں۔ انہیں چھیڑا بھی نہیں گیا لیکن وہ کام نہیں کر رہے البتہ مین گیٹ اندر سے بند تھا۔ اس لئے یہاں جو بھی آئے ہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی آئے ہوں گے اور کوئی ذریعہ ممکن ہی نہیں ہے''...... جوزف نے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل نیلسن بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے کرنل گروز کی فون کال یاد آ گئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ کانڈا کی سرحد کے قریب ملٹری انٹیلی جنس، ورتھ فورٹ سیکورٹی کا ایک بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا پایا گیا ہے جو خالی ہے۔

''جوزف''...... کرنل نیلسن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

''یس چیف''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس اور ورتھ فورٹ سیکورٹی کا ایک ہیلی کاپٹر کانڈا کی سرحد کے قریب خالی کھڑا ملا ہے۔ تم اپنے ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچو اور معلومات حاصل کرو اور پھر مجھے چاہے فون کال کرو یا ٹرانسمیٹر کال اور بتاؤ کہ کون لوگ اس ہیلی کاپٹر میں تھے اور اب وہ کہاں ہیں''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل نیلسن نے رسیور رکھ کر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا کیونکہ یہ بات وہ بہرحال سمجھ چکا تھا کہ یہ تمام واردات پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے اس انداز میں کی گئی ہے کہ وہ باوجود انتہائی بھاگ دوڑ کے انہیں پکڑنے یا ہلاک کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے بلکہ انہوں

نے پراسرار طور پر گریٹ فالز دے پر جیپ میں سفر کر کے کسی طرح سیکورٹی ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور پھر قلعے میں موجود تمام سائنسی آلات کو زیرو کر کے اندر داخل ہو کر وہاں قتل عام کیا اور پھر ڈاکٹر جیمز کو اٹھا کر لے گئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ چیف سیکرٹری کو کیا جواب دے گا۔ ظاہر ہے اس کے پاس کوئی ایسا جواب موجود ہی نہ تھا اور پھر تقریباً دو ڈھائی گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''جوزف کی کال ہے سر''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کراؤ بات فوراً''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''سر۔ اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں جو معلومات چند لوگوں سے ملی ہیں۔ ان کے مطابق یہ ہیلی کاپٹر ورتھ فورٹ کی جانب سے کانڈا سرحد پر اترا ہے اور اس میں سے چار مرد اور دو عورتیں نیچے اتریں۔ انہیں اتار کر ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر واپس آیا تو اس سے پانچ مرد اترے اور پھر وہ سب کانڈا کی سرحد میں داخل ہو کر آگے بڑھ گئے ہیں۔ جہاں یہ لوگ داخل ہوئے ہیں وہاں کانڈا اور ایکریمیا کی سرحدوں پر ایک سرحدی شہر جماکا واقع ہے۔ جماکا میں ایک ائیرپورٹ بھی ہے۔ میں نے ائیرپورٹ سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہاں گیارہ افراد

آئے اور پھر وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کانڈا کے دارالحکومت چلے گئے اور جب میں وہاں پہنچا تو ائیرپورٹ عملے کے مطابق چارٹرڈ طیارہ دارالحکومت پہنچ چکا تھا۔ اسے وہاں پہنچے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ میں جماکا ائیرپورٹ سے آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ واپس آ جاؤ''...... کرنل نیلسن نے تھکے ہارے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بیٹھا وہ سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''پی۔ اے ٹو چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں''۔ دوسری طرف سے کرنل نیلسن کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کراؤ بات''...... کرنل نیلسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں پی۔ اے ٹو چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ چیف صاحب سے بات کیجئے سر''...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو سر۔ میں کرنل نیلسن بول رہا ہوں''...... کرنل نیلسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ ایکریمیا کا چیف سیکرٹری ایکریمیا کے صدر کے بعد سب سے زیادہ پاورفل ہوتا ہے۔

''کرنل نیلسن۔ کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر جیمز اور ورتھ فورٹ کے بارے میں اور کانڈا کی سرحد پر سے جو ہیلی کاپٹر ملا ہے اس کا کیا سلسلہ ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا تو کرنل نیلسن سمجھ گیا کہ چیف سیکرٹری کو رپورٹ مل چکی ہے۔ ظاہر ہے حکومت کے اپنے ذرائع بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس نے جوزف کی بتائی ہوئی مکمل رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

''مطلب یہ ہوا کرنل نیلسن کہ آپ اور آپ کی ایجنسی دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا گئے ہیں''...... چیف سیکرٹری نے قدرے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہم نے بہت کوشش کی۔ یہاں سائنسی اور انسانی وسائل جس حد تک ممکن تھے استعمال کر لئے لیکن نہ ورتھ فورٹ میں نصب سائنسی آلات کام آئے نہ گریٹ فالز کا انتہائی خطرناک اور قطعی ناقابل عبور وے ان کا راستہ روک سکا اور نہ ہی ڈاکٹر جیمز کے ذہن کو تبدیل کر کے اپنے حق میں کرنے کا کوئی فائدہ ہوا۔ آئی ایم سوری سر۔ آپ جو سزا دینا چاہیں مجھے قبول ہے''...... کرنل نیلسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو واقعی سزا دی جاتی اگر آپ کے مقابلے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بجائے کوئی دوسری سروس ہوتی۔ یہ واقعی انسانوں پر مشتمل سروس نہیں ہے۔ نجانے یہ لوگ کیا ہیں۔ بہرحال پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ڈاکٹر جیمز چھ ما

تک پراگ حکومت کو بھی نہیں بتا سکتا کہ ایلام معدنیات کہاں ہے۔ جب چھ ماہ گزریں گے تو ہم ایک بار پھر ڈاکٹر جیمز کو اغوا کر لیں گے اور پھر ان کے ذہن سے تمام معلومات حاصل کر کے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس ابھی ایک اور چانس موجود ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل نیلسن نے بے اختیار طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

عمران نے کار رانا ہاؤس کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے روکی تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر جیمز نے حیرت بھری نظروں سے اس عظیم الشان پھاٹک کو دیکھا۔

''یہ کوئی قدیم قلعہ ہے''...... ڈاکٹر جیمز نے عمران سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ قلعہ نہیں ایک رہائشی عمارت ہے لیکن اس میں رہائش دو دیوؤں کی ہے۔ ایک دیو کا تعلق افریقہ سے ہے اور دوسرے کا ایکریمیا سے''...... عمران نے مخصوص انداز میں ہارن دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ سنجیدہ ہیں''...... ڈاکٹر جیمز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران مذاق کر رہا ہو۔

''ابھی آپ خود دیکھ لیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔ اسی لمحے بڑے پھاٹک کے کونے میں ایک کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آ گیا تو ڈاکٹر جیمز کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''پھاٹک کھولو جوزف''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور واپس مڑ کر اندر چلا گیا۔

''یہ تو واقعی دیو ہے۔ بالکل ایسا دیو جیسا بچوں کے رسالوں کی تصویروں میں دکھایا جاتا ہے۔ کیا یہ واقعی دیو ہے''...... ڈاکٹر جیمز نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے پھاٹک کھل گیا تو عمران کار اندر لے گیا اور وسیع و عریض پورچ میں لے جا کر کار روک دی۔

''آیئے ڈاکٹر صاحب۔ اب آپ کو ایکریمین دیو سے ملوایا جائے''...... عمران نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر جیمز بھی کار سے باہر آ گیا۔ اب وہ حیرت سے اس عظیم الشان عمارت کو دیکھ رہا تھا۔

''یہ اس قدر شاندار عمارت کس کی ہے''...... ڈاکٹر جیمز نے کہا۔

''یہ میرے دوست رانا تہور علی صندوقی کی ہے۔ اسے رانا ہاؤس کہا جاتا ہے البتہ اب یہ افریقی دیو جوزف اور ایکریمی دیو جوانا کے قبضے میں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ماسٹر آپ مشن سے واپس آ گئے''...... اسی لمحے برآمدے سے

نکل کر پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے جوانا نے کہا تو ڈاکٹر جیمز اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگ گیا۔ اسی لمحے جوزف بھی پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا۔

''ہاں۔ یہ ہمارے معزز مہمان اور عالمی سطح پر معروف ماہر معدنیات ڈاکٹر جیمز ہیں۔ اب یہ تقریباً چھ ماہ تک یہیں رہیں گے اور تم دونوں نے ان کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہے بلکہ ان کی حفاظت بھی کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ان کے سر پر کالی کونج کا سایہ پڑ چکا ہے اس لئے اب چھ ماہ تو کیا ایک سال تک ایکریمیوں کو یہ نظر ہی نہیں آئیں گے''...... جوزف نے جواب دیا تو ڈاکٹر جیمز اسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین ہو گیا ہو کہ یہ افریقی دیو عقل سے فارغ ہے۔

''کالی کونج کا یا تمہارا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف اور جوانا کا ڈاکٹر جیمز سے تفصیلی تعارف کرا دیا۔

''یہ افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے ڈاکٹر صاحب۔ اس لئے آپ اس کی باتوں پر حیران ہونا چھوڑ دیں۔ ویسے یہ آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح موت وقت مقررہ تک خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور یہ جوانا اس جوزف سے کم نہیں ہے۔ اب آپ رانا ہاؤس کے تیسرے مکین بن

گئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا یہاں گزرا ہوا عرصہ آپ کو پوری زندگی یاد رہے گا''...... عمران نے کہا اور ڈاکٹر جیمز نے آگے بڑھ کر ان دونوں نے سے مصافحہ کیا اور رسمی فقرے کہے اور پھر وہ اندرونی طرف بڑھ گئے۔

''ماسٹر۔ اصل مسئلہ کیا ہے۔ آپ نے تفصیل نہیں بتائی''۔ جوانا نے چائے کے دوران عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''باس تمہیں بتانے کے پابند تو نہیں ہیں۔ بس ان کا حکم ہمارے لئے کافی ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جوانا ٹھیک کہہ رہا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ڈاکٹر جیمز کی کیا اہمیت ہے اور انہیں یہاں کیوں رکھا جا رہا ہے''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ایلام دھات کے بارے میں بتا کر یہ بھی بتا دیا کہ چونکہ ایلام دھات سے کام لینے والی لیبارٹری میں مشینری کی تنصیب اور اس کے عملی کام کے لئے چھ ماہ کا عرصہ درکار تھا اور سپر پاورز کو اس دھات اور ڈاکٹر جیمز کے بارے میں اطلاع مل چکی تھی۔ اس لئے خطرہ تھا کہ انہیں اغوا کر کے ان کے ذہن سے دھات کی موجودگی اور اس کے محل وقوع کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دھات اڑا لی جائے گی۔ اس لئے ان کے مطابق پراگ حکام نے ان کے ذہن سے اس بارے میں تمام معلومات واش کر دیں۔ انہیں معلوم تھا کہ اس واشنگ کی مدت چھ ماہ ہوتی ہے۔ چھ ماہ بعد جو کچھ ڈاکٹر صاحب کے ذہن سے واش

کیا گیا ہے وہ خود بخود واپس آ جائے گا۔ پھر وہی ہوا جس کا خدشہ حکومت کو تھا۔ ایکریمیا نے ڈاکٹر جیمز کو اغوا کر لیا اور ظاہر ہے ایکریمیا کی طاقتور ایجنسیوں کو ان کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا۔ حکومت پراگ نے پاکیشیا حکومت سے رابطہ کیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے درخواست کی کہ ڈاکٹر جیمز کو واپس لانے کے مشن پر کام کیا جائے۔ پراگ سے چونکہ پاکیشیا کے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اس لئے چیف نے حکم دے دیا۔ جس کے نتیجے میں ہم ایکریمیا سے ڈاکٹر صاحب کو بحفاظت نکال لانے میں کامیاب ہو گئے لیکن پراگ حکومت کو معلوم تھا کہ حکومت ایکریمیا کو بھی معلوم ہے کہ ڈاکٹر جیمز صاحب کے ذہن سے فوری فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے وہ بھی انتظار کرے گا اور جب چھ ماہ گزر جائیں گے تو وہ یا انہیں دوبارہ اغوا کر لے گا اور ان کے ذہن سے معلومات حاصل کرے گا یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہیں پراگ میں ہی اپنے ماہرین کے ذریعے ان کے ذہن سے معلومات حاصل کر کے دھات لے اڑے۔ اس لئے حکومت پراگ نے ایک بار پھر حکومت پاکیشیا سے درخواست کی کہ ڈاکٹر صاحب کی اس طرح حفاظت کی جائے کہ ایکریمیا کی کوئی ایجنسی بھی ان تک نہ پہنچ سکے اور پاکیشیا میں ہی ان کے ذہن سے معلومات حاصل کر کے دھات کو لیبارٹری پہنچا کر استعمال میں لے آیا جائے۔ اس طرح ایک بار پھر چیف نے حکومت پراگ کی درخواست منظور کر لی اور اس نے

ڈاکٹر صاحب کو رانا ہاؤس میں رکھنے کا حکم دے دیا کیونکہ چیف کو جوزف اور جوانا دونوں پر مکمل اعتماد ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی یقینی حفاظت کرنے کے اہل ہیں۔ اس لئے اب ڈاکٹر صاحب یہاں موجود ہیں۔ میں بھی آتا رہوں گا''...... عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں ماسٹر۔ ڈاکٹر صاحب کی حفاظت ہم اپنی جان سے بھی زیادہ کریں گے''...... جوانا نے کہا۔

''یہ اب مکمل طور پر محفوظ ہیں باس۔ کالی کونج کا سایہ جس کے سر پر پڑ جائے وہ ہر مصیبت اور ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے''۔ جوزف نے جواب دیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے بھی عمران، جوزف اور جوانا کا شکریہ ادا کیا اور عمران ان سے اجازت لے کر کار میں بیٹھ کر رانا ہاؤس سے باہر آیا اور اس نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو حسب عادت اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو بھی میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ اس بار جولیا نے مشن کی جو تفصیلی رپورٹ دی ہے اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ آپ انسان نہیں ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے

پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا مطلب۔ یہ نتیجہ اس نے کس طرح اخذ کر لیا''...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے گریٹ فالز کو جس طرح ایک بڑی جیپ میں طے کیا ہے۔ اس نے اسے یہ لکھنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آپ انسان نہیں کیونکہ اس کے خیال کے مطابق کوئی انسان اس خوفناک راستے پر اس طرح جیپ نہیں چلا سکتا۔ اس کا کہنا ہے کہ جس راستے سے پیدل گزرنا دشوار نظر آتا ہو۔ اس پر جیپ چلانا واقعی کسی انسان کا کام نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ لگتا ہے تنویر کی سازش ہے۔ اس نے مجھے انسانوں کی صف سے نکال کر اپنے لئے میدان صاف کرنے کی کوشش کی ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر جیمز کو آپ ساتھ پاکیشیا لائے ہیں۔ کیا انہیں سرداور کی تحویل میں دیا ہے آپ نے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے نہیں۔ سرداور بیچارے کہاں چھ ماہ تک ٹینشن میں رہتے۔ میں نے انہیں دو دیوؤں کے حوالے کر دیا ہے جس طرح بچوں کی کہانیوں میں شہزادی کی حفاظت کوہ قاف کے دیوؤں کے سپرد کر دی جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''دو دیوؤں کے سپرد۔ کیا مطلب''...... بلیک زیرو نے چونک کر

کہا۔

''رانا ہاؤس کے پہلے دو مکین تھے۔ اب تین ہو گئے ہیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رانا ہاؤس۔ اوہ واقعی آپ نے درست سوچا ہے۔ جوزف اور جوانا سے زیادہ ان کی حفاظت اور کوئی نہ کر سکتا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اور کچھ نہیں تو اب کم از کم چائے تو پلوا دو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور کچھ سے آپ کا کیا مطلب ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوئی ٹریٹ، کوئی بڑی دعوت، کوئی خطبہ نکاح یاد کرنا، کوئی بینڈ باجے وغیرہ وغیرہ''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ بینڈ باجے کی بات کر رہے ہیں جبکہ جولیا نے فتویٰ دے دیا ہے کہ آپ ذہنی طور پر بوڑھے ہو چکے ہیں قلعے میں جو لڑکیاں بے ہوش ملی تھیں آپ نے انہیں بے گناہ قرار دے کر ہلاک نہیں کیا اور دوسروں کو بھی منع کر دیا لیکن جولیا نے تنویر کو کہہ کر ان کا خاتمہ کرا دیا کیونکہ ہوش میں آ کر وہ ٹیم کے خلاف کارروائی کروا کر انتہائی خوفناک ثابت ہو سکتی تھیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب کیا کروں۔ ہماری سروس میں ایک جلاد تم نے بھرتی کر رکھا ہے۔ اسے بہرحال کام چاہئے۔ جولیا نے یہ تو نہیں لکھا کہ جلاد بھی ذہنی طور پر حیوان ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''آپ کا اشارہ تنویر کی طرف ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''ہاں۔ وہی پرانے دور کے خون آشام انسانوں کے بارے میں سنا تھا جو لوگوں کا خون پی جاتے تھے۔ تنویر شاید اسی قبیلے کا فرد ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مکمل ناول

بلیو برڈ گروپ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

بلیو برڈ گروپ == جو سائنس دانوں کا گروپ تھا لیکن اسے بدمعاشوں کی ماتحتی میں دے دیا گیا۔ کیوں ——؟

ریڈ وولف = ایکریمیا کی سرکاری تنظیم جس کے تین سپر ایجنٹس کا ٹکراؤ ٹائیگر سے ہو گیا اور پھر وہ تینوں سپر ایجنٹس اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کیسے ——؟

ٹائیگر = جس نے اس مشن میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنی کارکردگی سے حیرت زدہ کر دیا۔ کیسے ——؟

ٹائیگر = جسے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا لیکن وہ پھر بھی ناقابل شکست رہا۔ کیسے؟

وہ لمحہ = جب شدید زخمی ہونے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کی جانیں بچانے کے لئے ٹائیگر کو ہی حرکت میں آنا پڑا۔ پھر ——؟

وہ لمحہ = جب عمران نے ٹائیگر کی کارکردگی پر نہ صرف سر عام فخر کا اظہار کیا بلکہ پہلی بار اسے زبردست خراج تحسین بھی پیش کیا۔

◆◆◆◆◆ ٹائیگر کا ایسا کارنامہ جس پر خود ٹائیگر کو بھی فخر تھا ◆◆◆◆◆

ہنگامہ خیز، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایسی کہانی جو مدتوں فراموش نہ کی جا سکے گی

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

استعمال کر کے اپنا اصول توڑ دیا۔ یا اس کے پیچھے کوئی خاص مقصد تھا ——؟

☆...... کرانس نے فارمولا ایسے جزیرے پر موجود لیبارٹری میں بھجوا دیا جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔

☆...... اس ناقابل تسخیر جزیرے پر کرانس کے سپر ایجنٹس اپنے پورے سیکشن سمیت موجود تھے۔

☆...... ناقابل تسخیر جزیرے کو تسخیر کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اپنی زندگیاں داؤ پر لگا دیں۔ پھر ——؟

☆...... وہ لمحہ۔ جب عمران کے ساتھی چوہان نے کرانس کے چھ تربیت یافتہ سپر ایجنٹس کے ساتھ اپنی زندگی کی سب سے خوفناک فائٹ کی۔ ایسی جان لیوا فائٹ جس کا انجام یقینی موت تھا۔ پھر ——؟

☆...... وہ لمحہ۔ جب عمران نے چوہان اور نعمانی کا باقاعدہ شاگرد بننے کا اعلان کر دیا۔ کیوں ——؟

☆...... کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا نہیں ——؟

خوفناک اور جان لیوا فائٹس، لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے
واقعات، دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ٹارگٹ عمران

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

⁂ عمران شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ پھر——؟

⁂ عمران کو بیماری کے دوران ہسپتال میں ہی ہلاک کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ پھر؟

⁂ وہ لمحہ جب یہودیوں کی انتہائی خطرناک تنظیم فارما نے اپنا سپر ایجنٹ پاکیشیا بھجوا دیا۔ ٹارگٹ عمران تھا۔

⁂ وہ لمحہ جب تھامس، عمران کو ہلاک کر کے فتح کے شادیانے بجاتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر؟

⁂ کیا واقعی عمران ہلاک ہوگیا۔ یا——؟

⁂ وہ لمحہ جب عمران کا شاگرد ٹائیگر، تھامس تک پہنچ گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان خوفناک فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا——؟

⁂ وہ لمحہ جب فارما کے دو اور سپر ایجنٹس چارلی اور مچلی عمران کے سر پر پہنچ گئے۔

⁂ وہ جان لیوا لمحات جب بیمار عمران اور فارما کے سپر ایجنٹوں کے درمیان ہسپتال کے تہہ خانے میں انتہائی خوفناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا——؟

⁂ کیا بیمار عمران فائٹر سپر ایجنٹوں کا مقابلہ کرسکا۔ یا——؟

⁂ تیز ایکشن اور جسمانی فائٹس سے بھرپور ایک دلچسپ اور یادگار ناول ⁂

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کا پہلا مشترکہ گولڈن جوبلی نمبر

مکمل ناول

گولڈن کرسٹل

عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود جب دشمنوں کے روپ میں ایک دوسرے کے سامنے آئے تو؟

وہ لمحہ جب عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی گولڈن کرسٹل کے لئے دنیا کے خطرناک ترین صحرائے اعظم میں پہنچ گئے۔ اور پھر؟

گولڈن کرسٹل کیا تھا؟ جسے حاصل کرنے کے لئے عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے تھے۔

وہ لمحہ جب عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی ایک ساتھ موت کا شکار ہو گئے اور ان کے تمام ساتھی بھی موت کی آغوش میں جا سوئے۔ کیا واقعی؟

گولڈن جوبلی نمبر کے طور پر صفحہ قرطاس پر ابھرنے والا پہلا انتہائی تیز رفتار فل ایکشن، سسپنس اور مزاح سے بھرپور یادگار ناول۔

آج ہی سے 'گولڈن کرسٹل' حاصل کرنے کی تیاری کر لیں۔

بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(تحریر۔ ظہیر احمد)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com